

عمران سیریز

لیڈی کلارک

منظر ہریم احمد



چند باتیں

ان نکال کے تمام مضمون کرنا واقعات اور
چشم دیدہ پختہ نقلی نسخہ میں کسی قسم کی جزوی
یا مکمل محبت آہستہ ہوگی جس کے لئے پابندی
مصنف پابندی نقلی نسخہ دار نہیں ہوں گے

معزز قارئین! سلام مسنون! عمران کا نیا ناول لیڈی کزنہ حاضر ہے
یہ ان مجرموں کی کہانی ہے جو جرم کرتے ہوئے انسانیت کی معمولی سی
رقم بھی اپنے اندر باقی نہیں رہنے دیتے۔ ان کا مقصد فطرت دولت
ہوتی ہے۔ چاہے یہ دولت انسانی لاشوں سے گزر کر ہی کیوں حاصل
ہو۔ چنانچہ یہ مجرم بھی عورتوں کو قتل کر کے ان کے جہول میں منشیات بھر کر
انہیں سہل کر دیا کرتے تھے لیکر بالکل انوکھے اور عجیب انداز میں۔ اور پھر
جولیا ان کے سب سے چڑھ گئی۔ جی ہاں! جولیا نافذ وارٹر۔ اور اس کے بعد کیا ہوا
یہ سب کچھ اس قدر حیرت انگیز اور دلچسپ ہے کہ مجھے یقین ہے کہ آپ
آخری سطر تک پڑھ کر ناول کو ماتحت سے نہ چھوڑ سکیں گے۔ میری ہمیشہ
ہوئی کوشش رہی ہے کہ آپ کو منفرد اور متنوع کہانیاں پڑھنے کیلئے پیش
کروں۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ یہ نئے طرز کی کہانی بھی آپ کو دلچسپ
آئے گی۔ اس میں وہ سب کچھ موجود ہے جسے آپ پڑھنے کے مشن پر
میں لیکن ناول شروع کرنے سے پہلے ایک قاری کا خط بھی ملاحظہ کر لیجئے
تاکہ میرے نام آنے والی ڈاک میں آپ بھی شامل ہو سکیں۔

سیدہ خمد صاحبہ گول چکر برکھو دھاسے لکھتے ہیں کہ میں ان پڑھنے
والوں میں سے ہوں جو صرف اپنی صفی (مجموعہ) کی کتابوں کے علاوہ کسی اور
مصنف کی کتاب پڑھنا گناہ سمجھتے تھے لیکن پھر ایک دوست کے احساں پر
میں نے آپ کا ناول سیکل سیمائی غریب اور اسے پڑھنے کے بعد واقعی میری

ناشران — اشرف قریشی
— یوسف قریشی
— محمد یونس
طابع — میڈیولین پرنٹرز اسلام آباد
قیمت — روپے ۵۰/-



قسم ٹوٹ گئی اور میں اب تک آپ کے کم از کم پچاس ناول پڑھ چکا ہوں۔ واقعی آپ بچہ منقروانماز میں ناول لکھتے ہیں اور نثر داروں کے ساتھ کافی حد تک انصاف کرتے ہیں لیکن مجھے آپ کے چند شکایات بھی ہیں۔ سچی کتابوں میں انکیشن اور بارو حاشا کافی سے زیادہ ہوتی ہے۔ دوسرا اگر آپ علان سے کوئی ایسا کیس حل کروا دیں جسے وہ بے ضابطہ طور پر حل کرے۔ اور جس میں کوئی غیر ملکی مجرم یا تنظیم نہ ہو تو بہت نفع آئے گا۔

تو یہ ہے محترم ازاداری سید مختار صاحب خط ہو گلک ایڈورٹسنگ نیٹ ورک کے راج کے سال چارم کے طالب علم ہیں۔ جہاں تک انکیشن اور بارو حاشا کا تعلق ہے۔ اگر انہیں یہ بات پسند نہیں ہے اور وہ صرف خالص شراک جہوز ٹائپ جاسوسی کہانیاں پسند کرتے ہیں تو یہ ان کا اپنا مزاج ہے اللہ بظاہر میں کل طالب علم انہیں آغا ضرور معلوم ہو گا کہ جہاں پہلے کیسے بعض اوقات جسم کے فاسد حصوں پر زور نہیں دیا جیوری ہو جاتا ہے اسی طرح جہاں ایک ملک کے کرداروں افراد کی سلامتی کا تحفظ کرنا ہو تو وہاں اس سلامتی کے خلاف کام کرنے والے دہزدوں کا بھی صفایا کرنا لازمی ہو جاتا ہے۔ جہاں تک عمران کے بے ضابطہ کیس حل کرنے کا مشورہ ہے تو میں کوشش کروں گا کہ ایک ناول اس انداز میں بھی لکھوں۔ اب آپ ناول پڑھتے اور اپنی قیمتی آرا سے مجھے آگاہ کریں۔

والسلام
منظر حکیم۔ ایم اے

عمران نے کار موٹی اور سوہر فیاض کے دفتر کے سامنے جا کر اس نے اتنے زور سے بریک لگا کے ٹرکائروں کی چیخوں کی آواز سے پوری عمارت گونج اٹھی۔ اور دفاتروں میں سے لوگوں نے بے اختیار باہر نکل کر دیکھنا شروع کر دیا مگر عمران بڑے اطمینان سے کار کا دروازہ کھول کر باہر نکلا اور براہ کس کر کے سوہر فیاض کے دفتر کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ کس ویسے ہی تفریح کے لئے نکلا تھا کہ سڑک سے گزرتے ہوئے اس کی نظر سنٹرل اینٹیلینس کی شاندار عمارت پر پڑی تو اس نے سوہر فیاض کو تنگ کرنے کا منصوبہ کر لیا۔ اور تنگ کرنے کا آغاز اس نے لائروں کی چیخوں سے کیا تھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ فیاض کے دفتر تک پہنچا آچا تک ایک چپڑاسی تقریباً بھاگتا ہوا اس کے قریب پہنچا۔ چھوٹے صاحب! — چھوٹے صاحب! — آپ کو بڑے صاحب بلا رہے ہیں۔ — انے والے نے تیز تر پہنچے میں کہا اور عمران اسے

دیکھتے ہی پہچان گیا کہ وہ شہزادہ جہان کا چہرہ اسی ہے۔

تو سبھی ہلکے مارے جاؤ چھوٹے صاحب کو بڑے صاحب کے پاس۔
میں تو نہ چھوڑا ہوں نہ بڑا۔ بلکہ درمیانہ ہوں۔ یقین نہ آئے تو کسی
ڈاکٹر سے پوچھ لو۔ میں نے تو بڑی کوشش کی کہ کسی طرح ڈاکٹر مجھے
لمبے قدم والوں میں شمار کر لیں۔ لیکن وہ اسی بات پر اڑے ہوئے
ہیں کہ تم ہمارا قدر نہ چھوڑاؤ۔ نہ بڑا بلکہ درمیانہ ہے۔ عمران نے
مرگ کر باقاعدہ فلسفہ منجھکا نہ شروع کر دیا۔

بڑے صاحب آپ کو بلا رہے ہیں۔ چہرہ اسی نکھیں نکاتے
ہوئے جواب دیا۔ وہ بوڑھا چہرہ اسی طوطی عرصے سے شہزادہ جہان کے پاس
تھا اس لئے عمران کی طبیعت اور مزاج کو اچھی طرح جانتا تھا۔
مجھے!۔ تو کیا اب تمہارے بڑے صاحب نے نجوم سیکھ لیا ہے۔
اور اندر دفتر میں بیٹھے رازچھپاتے رہتے ہیں کہ کون باہر آ رہا ہے۔ اور
کون جا رہا ہے۔ عمران نے حیرت بھری نگاہ میں کہا۔

آپ کی کار کی بریکوں کی آواز انہوں نے سن لی تھی اور مجھے بلا کر بچھا
کہ کس نے ایسا کیا ہے۔ میں نے انہیں بتا دیا کہ چھوٹے صاحب
یعنی آپ ہیں۔ تو انہوں نے بڑے غصے میں کہا کہ بلا کر لاؤ۔
چہرہ اسی نے پوری وضاحت سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

کمال ہے۔ بڑے نیرنگان ہیں ڈینڈی کے اس بڑھاپے میں
بھی۔ وہ نہ اس عمر میں تو کمان کے اندر بھی بیٹھ جاتے۔ تب
بھی وہ مرگوشی سانی دیتی ہے۔ عمران نے کہا اور کندھے اچکاتے
ہوئے شہزادہ جہان کے دفتر کی طرف مڑ گیا۔

فیاض صاحب بھی وہاں موجود ہیں۔ آج صبح سے ہی ان کو جھڑپ
پڑ رہی ہیں۔ بڑے صاحب شدید غصے میں ہیں۔ چہرہ اسی نے
مزید معلومات مہیا کر کے ہوئے کہا اس کے چہرے پر مٹی مٹکڑی تھی۔
اچھا!۔ کب نہ شد و شد۔ چوڑے بھی دیکھ لیتے ہیں۔
نسلے کے بچہ جھڑپیں کھانے کے بعد اس کا حسن بکھر آتا ہے۔ جس طرح
لکڑی ستاروں کا حسن ایک مخصوص صابن سے نکھر آتا ہے۔ عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا اور بوڑھا چہرہ اسی عمران کی بات سن کر بے اختیار
ہنس پڑا۔

اچھا ایک بات بتاؤ اللہ بخش!۔ جب فیاض کو جھڑپیں پڑتی ہیں
تو تمہیں نکلتے کیوں آتا ہے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
فیاض صاحب اکثر اتنے بھی تو بہت ہیں۔ بڑے صاحب کے
سامنے تو جھگی جلی بنے رہتے ہیں۔ لیکن وہ لیو جلتے ہیں جیسے
ساری خدائی کے مالک ہوں۔ میرا تو دل جانتا ہے کہ بڑے صاحب
سارے دفتر کے سامنے ان کو بھڑا کریں تاکہ انہیں اپنی حیثیت کا تو
علم ہو۔ بوڑھے چہرہ اسی نے منہ نہاتے ہوئے کہا۔ اور عمران ہنس
پڑا۔ اب وہ شہزادہ جہان کے دفتر کے سامنے پہنچ چکا تھا۔ اس نے دروازے
پر پڑا پردہ اٹھایا اور اندر داخل ہو گیا۔

السلام و علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یا بڑے دھوٹے صاحبان!۔
کیا بندہ صاحبان کی خدمت اقدس میں حاضری کا شرف حاصل کر سکا
ہے۔ عمران نے کمرے میں داخل ہوتے ہی رکاوٹ کے بل
جھکتے ہوئے بڑے لمبے فصیح عربی لہجے میں کہا۔

کیا تم انسانوں کی طرح اندر نہیں آسکتے؟ — ہر عمر حمان نے
 استہانی غصیلے لیے اور میز پر تنگہ مارے ہوئے کہا۔
 انسان کس طرح اندر آتے ہیں ڈیڈی! — میرے خیال میں تو
 فیاض کرم ہی آپ انسان سمجھتے ہیں۔ اب مجھے فیاض سے آپ کے
 دفتر میں داخل ہونے کا طریقہ سیکھنا پڑے گا۔ ویسے ڈیڈی! —
 آجکل کی خود غرض دنیا میں اب انسان کہاں باقی رہ گئے ہیں۔ اب
 گونا گوں میں انسانوں کا ذکر ملتا ہے۔ — عمران نے بڑے مودہ بان
 لیے میں جواب دیا اور بڑے اطمینان سے آگے بڑھ کر میز کے سامنے
 بڑی کرسی کو زور سے گھسیٹ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے ساتھ ہی فیاض
 کرم ہی برا کڑوں بیٹھا ہوا تھا اس کا سر جھکا ہوا تھا۔
 تو شاید آپ نائنس — — — عمران حمان نے شدید غصے سے
 میز پر تنگہ مارے ہوئے کہا۔

سعدی ڈیڈی! — آپ کو پتہ ہے کہ میں انگریزی میں ہمیشہ
 کمزور رہا ہوں۔ اور جب بھی میں نے آپ سے انگریزی کا کوئی
 سوال پوچھنے کی کوشش کی — آپ نے ہمیشہ نائنس کہہ کر جو
 بات نال دی۔ — عمران نے اسی طرح مطمئن ہوئے ہیں کہا اور عمران
 کا چہرہ غصے سے مزید سرخ ہو گیا۔ انہوں نے ٹوٹ جھینٹ لگے۔ وہ
 یقیناً اپنے غصے کو کمزور کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔

ڈیڈی! — میں پرسوں کو بھی گیا تھا تو ثریا بنا رہی تھی کہ آپ کا
 بلڈ ریشیر ڈالانی رہتا ہے تو میں نے اسے یہی مشورہ دیا تھا کہ سو پر
 فیاض کو مستقل گھر میں رکھ لیں۔ یہ بھی ایک اچھا علاج ہے۔

یہ آپ دفتر میں تو یہ علاج کرتے رہتے ہیں۔ مگر کبھی بھی — عمران
 نے بڑے غصے سے غصاؤ اظہار میں کہا۔
 تو تم میرا مضحکہ اڑا رہے ہو۔ — ہونہر — — — عمران حمان نے ہونٹ
 جھینٹے ہوئے کہا۔

ڈیڈی! اتنے تفصیل لفظ نہ بولا کریں۔ — اس قدر خراب ہو گیا
 ہے اور پھر آدمی کو چوران کی کاٹش میں ڈالا مارا پھرتا رہا ہے۔ — عمران
 نے مزید مشورہ دیتے ہوئے کہا۔
 پہلے تو یہ بتاؤ کہ تم یہاں آئے کیوں ہو۔ — — — اور پھر تم نے کلر
 کی آتش فکرت سے بیکس کیوں لگائی ہیں۔ — — — یہ دفتر ہے
 یا کوئی جھگڑا خانہ۔ — — — عمران حمان اصل موضوع پر آسکتے۔ انہوں نے
 شاید جہان بوجہ کر موضوع بدلاتی تاکہ عمران کو جھگڑا پلانے کا موقع مل
 سکے۔ ورنہ وہ عمران کی عادت جانتے تھے کہ وہ فیاض کی موجودگی کا
 بھی کاٹ نہ کرے گا۔

ڈیڈی! — پہلے سوال کا جواب تو میں صرف سو فیاض کو ہی دے
 سکتا ہوں۔ — — — دراصل ڈیڈی! — آپ نے کبھی پوچھا ہی نہیں کہ
 میرے ساتھ کیا لگندنی رہتی ہے۔ — — — وہ سیلان ہی جان نہیں چھوڑتا
 باورچی خانے کا بل ریزہ بروز بڑھتا جا رہا ہے اور آمدنی کا کوئی ذریعہ
 نہیں۔ اس لئے جبراً مجھے دلالی کرنی پڑتی ہے۔ — — — عمران
 نے رو دینے والے لیے بھیجے میں کہا۔

دلالی — کیا کچاس کر رہے ہو؟ — — — عمران حمان نے غصے
 سے دعا کرتے ہوئے کہا۔

آہستہ بولنے لگی "اس میں آپ کی بھی بے عزتی ہے۔" — عمران نے منبر اتار دیا۔
 آخر میرے نام کے ساتھ آپ کا نام بھی تو آتا ہے۔ — پھر اسی بار
 کھڑا ہے۔ — سننے لگا تو کیا کہے گا کہ سر محمد عثمان کا اکھوتا لڑکا دلائی کے
 ہیٹ پالٹا پھر رہا ہے۔ — عمران نے کہا اور سر محمد عثمان نے کہا "یہ فیاض سے منسوب ہوئے۔"
 بار پھر ہونٹ پیچھنے لگے۔ اب ان کے چہرے سے صاف ظاہر ہو رہا تھا
 کہ وہ اس لڑکے کو چھپاتا رہے ہیں جب انہوں نے عمران کو اپنے وفد کے اچانک خطاب ہو جانے کی وجہ سے ہلکا کر دیا۔
 بلا لیا تھا۔
 میں پوچھتا ہوں یہ دلائی سے تمہارا کیا مطلب ہے۔ — اور میرے
 سو پر فیاض کے پاس دلائی کے لئے آئے۔ — سر محمد عثمان کی آنکھوں
 سے ششے نکل رہے تھے جب کہ سو پر فیاض بے جا رہے کا برا حال ہو رہا
 تھا۔ اس کی جان پر بن گئی تھی اس کے ذہن میں شائد یہ خیال آ رہا تھا کہ
 عمران اس کے محاشقوں کی تفصیل بتانی شروع کر دے گا اور
 پھر سر محمد عثمان نے جو حشر فیاض کا کرنا ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔
 عزتی کو دلائی ہی کہنا چاہئے ڈیڑھی! — اور یہی معلومات
 آدھر اور نہ تم ادھر۔ — عمران کے بڑے پرکون بلبے میں کہا تو سو پر
 فیاض نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اس کے زور پڑنے چہرے
 پر تیزی سے اطمینان کے آثار اُبھر آئے تھے۔
 ہوں تو سو پر فیاض کو معلومات فروخت کرتے ہوں۔ — سر محمد عثمان
 نے ہونٹ پیچھنے لگے۔
 "فروخت کہاں کرنا ڈیڑھی! — یہ ایک بے خبر جو سس آدھی
 ہے۔ ڈیڑھوں معلومات دور تب جا کر دو چار روپے دھیلے کرنا

عمران نے منبر اتار دیا۔
 آخر میرے نام کے ساتھ آپ کا نام بھی تو آتا ہے۔ — پھر اسی بار
 کھڑا ہے۔ — سننے لگا تو کیا کہے گا کہ سر محمد عثمان کا اکھوتا لڑکا دلائی کے
 ہیٹ پالٹا پھر رہا ہے۔ — عمران نے کہا اور سر محمد عثمان نے کہا "یہ فیاض سے منسوب ہوئے۔"
 بار پھر ہونٹ پیچھنے لگے۔ اب ان کے چہرے سے صاف ظاہر ہو رہا تھا
 کہ وہ اس لڑکے کو چھپاتا رہے ہیں جب انہوں نے عمران کو اپنے وفد کے اچانک خطاب ہو جانے کی وجہ سے ہلکا کر دیا۔
 بلا لیا تھا۔
 میں پوچھتا ہوں یہ دلائی سے تمہارا کیا مطلب ہے۔ — اور میرے
 سو پر فیاض کے پاس دلائی کے لئے آئے۔ — سر محمد عثمان کی آنکھوں
 سے ششے نکل رہے تھے جب کہ سو پر فیاض بے جا رہے کا برا حال ہو رہا
 تھا۔ اس کی جان پر بن گئی تھی اس کے ذہن میں شائد یہ خیال آ رہا تھا کہ
 عمران اس کے محاشقوں کی تفصیل بتانی شروع کر دے گا اور
 پھر سر محمد عثمان نے جو حشر فیاض کا کرنا ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔
 عزتی کو دلائی ہی کہنا چاہئے ڈیڑھی! — اور یہی معلومات
 آدھر اور نہ تم ادھر۔ — عمران کے بڑے پرکون بلبے میں کہا تو سو پر
 فیاض نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اس کے زور پڑنے چہرے
 پر تیزی سے اطمینان کے آثار اُبھر آئے تھے۔
 ہوں تو سو پر فیاض کو معلومات فروخت کرتے ہوں۔ — سر محمد عثمان
 نے ہونٹ پیچھنے لگے۔
 "فروخت کہاں کرنا ڈیڑھی! — یہ ایک بے خبر جو سس آدھی
 ہے۔ ڈیڑھوں معلومات دور تب جا کر دو چار روپے دھیلے کرنا

بکواس مت کرو۔ میں تمہیں ایک پیسہ بھی نہیں دے سکتا۔
فیاض نے منہ نہاتے ہوئے کہا۔

تمہاری سرمنی۔ میں وہ معلومات ڈیڑی کو بیچ دوں گا۔ مجھے
تورم ملنی ہی نہیں۔ چلو حکومت کا ہی نامہ ہو جائے گا۔ عمران
نے بھی فیاض کی طرح ہی منہ نہاتے ہوئے جواب دیا۔

معلومات!۔ کیسی معلومات؟ سوپر فیاض نے چونکتے
ہوئے پوچھا۔

میری ستنے کھٹتے والے ڈیولپمنٹ بینک میں ایک کھانے کی جو کہ
میںکے عائشہ رضا کے نام سے کھولا گیا ہے۔ اور جہاں تک مجھے یاد
ہو کہ یہ نام تمہاری والدہ ماجدہ کا تھا جنہیں وفات پانے بھی عرصہ
ہو گیا ہے۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور
سوپر فیاض عمران کو یوں دیکھنے لگا جیسے کرسی پر عمران کی بجائے کوئی
بجرت بیٹھا ہو۔

یہ بتاؤ عمران! آخر تمہیں یہ معلومات کیسے مل جاتی ہیں؟
سوپر فیاض کا لہجہ واقعی ایسا تھا جیسے وہ سمجھ گیا ہو کہ عمران کوئی بہت
بڑی ہوتی ہے۔

یہ پیشہ ورانہ راز ہے۔ ویسے تم دوست ہو اور مشکل وقت
کا کام آنے والے دوست ہو اس لئے پہلو بٹاؤ۔ تم
نے اس کھستے پر ضمانتیں جن جگہ افسر کی درج کرائی ہے۔ وہ افسر
دوست ہے۔ کل اس سے ہوائی شیڈ ان میں ملاقات ہو گئی
ہاں توں باتوں میں تمہارا ذکر مل نکلا۔ اور پھر ظاہر ہے اس اکاونٹ

دروازے سے باہر نکلتے ہی وہ بڑے اطمینان سے سوپر فیاض کے
کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ عمران اب فیاض کو
وہاں سے جگہاویں گے۔ کیونکہ جب ان کا عقدہ دانی گریڈ پر پہنچتا ہے
تو پھر اس کا علاج یہی ہے کہ وہ تنہا ہو جائیں اور ہوا بھی ایسے ہی
عمران سوپر فیاض کے دفتر میں جا کر بیٹھا ہی تھا کہ سوپر فیاض کمرے
میں داخل ہوا۔

یہ آخر تمہیں مصیبت کیا ہے۔ تم مذاق کرنے سے باز رہنا
اچھے۔ فیاض نے سرخرو عمران کا عقدہ عمران پر جھانسنے کی کوشش
کرتے ہوئے کہا۔

ماز کا یہاں کیا کام سوپر فیاض!۔ وہ بیچارہ تو آسمان پر اڑ
چڑیاں تلاش کرتا پھر ہاروگا۔ البتہ یہاں تو گدھ وغیرہ پائی جاسکتی
ہیں۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

تم آج صبح اُدھر کہاں آچکے۔ سوپر فیاض نے اپنی
کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

یار!۔ آج سیوان نے ناشتہ دینے سے جواب دے دیا۔
بڑی منت۔ خوشامد کی۔ لیکن تم جانتے ہو کہ وہ آخر ڈیڑی کا اور چار گ
ہے۔ بس اگر گلیا تو کر رہی گیا۔ مجبوراً مجھے ہی فرمان کر

باہر نکلا پڑا۔ کار میں پٹرول بھی کم تھا۔ بس تمہارے دفتر تک آنے
اور پھر یہاں سے کسی پٹرول پمپ تک جانے کا تھا۔ میں نے
سوچا کہ چلو مشکل وقت میں دوست ہی کا آتے ہیں۔ عمران
نے مسکے سے لہجے میں کہا۔

میں سوچ سوچ کر جھوٹا ہی ختم ہو جائے گی۔ ہر آنکھ کا ریت
 سینہ کا زور پر جھٹا رہوں گا اور حساب جوڑتا رہوں گا۔ اور آنا تو
 تم جانتے ہی ہو کہ میں حساب میں بڑا کمزور ہوں۔ اس لئے تمہارا
 ساتھ جانا ضروری ہے کہ میں اعلیٰ نمان سے ناشتہ کروں اور تم بل جوتے
 رہنا۔ کیا خیالی ہے؟ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 لیکن میں نہیں جا سکتا۔ تمہارے ڈیڈی نے میری جان کھا
 رکھی ہے کہ فوراً رپورٹ تیار کر کے پیش کر دو کہ گنتی عورتیں پچھلے ایک
 صفحے میں شہر میں ایسی فوت ہوئی ہیں جن کی لاشیں غیر ملک کو بھیجی
 گئی ہیں۔ سو پر فیاض نے منہ نہاتے ہوئے جواب دیا۔
 عورتیں مری ہیں اور لاشیں غیر ملک کو بھیجی گئی ہیں۔ مسکرا
 مضطرب۔ کیا ڈیڈی نے رپورٹ ہونے کے بعد عورتوں کے کشتن و قتل
 کے اشکامات کا ادارہ کھولنے کا پروگرام تو نہیں بنالیا؟ عمران نے
 واقعی حیرت زدہ ہوتے ہوئے کہا۔

تمہیں نہیں معلوم کہ ہم کس عذاب میں آتے رہتے ہیں۔ ایک
 منقہ پہلے دیشن کا درمن میں ایک ایسی لاش پکڑی گئی ہے جس سے
 بیٹ کے اندر نشیات بھری ہوئی تھی۔ اور یہ عورت کی لاش تھی
 اور اسے پاکویشا سے دیشن کا درمن جو اجا جا رہا تھا۔ عورت بھی
 غیر ملکی تھی۔ جب اس رپورٹ پر یہاں تحقیقات کی تو کچھ پتہ نہ چل
 سکا۔ نہ اس عورت کے کوائف کا۔ اور نہ اس کے جھینے والوں کا۔
 سب پتے فرضی نکلتے۔ سو پر فیاض نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
 وہ عورت تو اصلی تھی؟ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

کی بات بھی سامنے آگئی۔ اب اس غریب کو کوئی پتہ کہ میرا تو پیشہ ہی
 دلائی ہے۔ عمران نے کہا۔ اور سو پر فیاض ایک غویل سا لہجہ
 لے کر کرسی کی پشت سے کھٹ گیا۔
 ایک تو یہ بڑی مصیبت ہے کہ جہاں بھی جا کر کوئی کام کرو۔ وہاں
 تمہارا کوئی نہ کوئی دوست بھی نکلی آتا ہے۔ اور پھر وہ تم سے
 مل بھی لیتا ہے اور سب کچھ تمہیں بتا بھی دیتا ہے۔ آخر آدمی
 کرے کیا۔ سو پر فیاض نے واقعی رو دینے والے لہجے میں
 جواب دیتے ہوئے کہا۔

معلومات غریب لیا کرے اور کیا کرے؟ منافع بخش دھندہ
 ہے۔ اب دیکھو کہ جیسے ہی ڈیڈی کو پتہ چلے گا۔ اکاؤنٹ میں موجود
 لاکھوں روپے حکومت کو فراست فرم جائیں گے۔ تمہارے خلاف
 انکوائری شروع ہو جائے گی۔ نوکری سے ڈسمس ہو جاؤ گے۔
 شرکیں نہ پتہ چھوڑ گے۔ چڑھا رہی کسی نے نہیں رکھنا۔ آج کل
 ویسے بھی بے روزگاری کا دور ہے۔ اس سے بہتر یہ سودا نہیں
 کہ ٹکڑا سا ناشتہ کراؤ۔ کار کی ٹینگی پٹرول سے فل کراؤ۔ اور لبر
 معاملہ ختم۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔
 ٹھیک ہے۔ تم فجر سے رات کے نو اور جا کر ناشتہ بھی کرو اور
 پٹرول بھی ڈلو اور۔ میری جان چھوڑو۔ فیاض نے حاسر
 پٹیتے ہوئے کہا اور جیب سے جڑ نکال لیا۔
 سودی سو پر فیاض! میں اکیلا ناشتہ کرنے کا قائل نہیں
 تمہیں ساتھ بلانا ہوگا۔ اور پھر پٹرول میں ناشتہ۔ میری تو ریل کے بار

چند لمحوں بعد عمران کی کار آسے لئے ہوتے ہی کدوڑ کی عمارت سے باہر نکل آئی۔

”یہاں قریب ہی ایک ریسٹورنٹ ہے وہاں ناشتہ اچھا ملتا ہے۔“ فیاض نے ایک سستے سے قریبی ریسٹوران کا نام لیتے ہوئے کہا۔

”ارے نہیں! میرے چوہے صرف شادین کا ناشتہ پسند کرتے ہیں۔“ ورنہ ان کے پیٹ میں گڑ بڑ ہو جاتی ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا، اور سو پر فیاض نے یوں سیٹ کی پشت سے سر اٹھایا جیسے اس کی ساری جائیداد حکومت نے ضبط کر لی ہو۔

”تم میرا بیڑہ غرق کر اگر ہی دم لو گے۔“ غضب خدا کا شادین والے تو کبیرے میں۔“ وہ تو دس ڈنر کی قیمت میں ناشتہ دیتے ہیں۔“ اور پھر اس کا بلک تمہارے ڈیڑی کا گھر دوست ہے، وہ نقص چودھری۔“ اس لئے میں بھی اس کا کھانا نہیں دبا سکتا۔“ فیاض نے رد دینے والے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اب دیکھو نا سو پر فیاض! میں تو تمہارے نقصان میں راضی نہیں ہوں۔“ آخر تم میرے دوست ہو۔“ مشکل وقت میں کام آتے ہو۔ لیکن ان چوہوں کا کیا کروں۔“ بڑے مہذب چوہے ہیں۔ شادین سے کم پر راضی ہی نہیں ہوتے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”لعنت ہے تمہارے ان چوہوں پر! سو پر فیاض نے لہو ات پیتے ہوئے کہا۔

”ہاں!۔۔۔ وہ اصلی تھی۔ لیکن یہاں کہاں رہتی تھی۔ کون تھی بہت مرمار، لیکن کچھ پتہ نہ چل سکا۔“ اور اب نگر جان نے جارا عذاب میں ڈال رکھی ہے کہ فوراً اس گروہ کو تلاش کرو۔“ اب تم خود تباہ و کومین انہیں کہاں سے تلاش کروں۔“ فیاض نے تقریباً رو دینے والے لہجے میں کہا۔

”اگر نگرنا ناشتہ تم کو ڈنر محل میں بنا دیا ہوں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عل!۔۔۔ اوہ۔۔۔ تم ناشتہ کب رہے ہو۔“ میں تمہیں ڈنر کھا سکتا ہوں۔“ جلدی تباہ و کس کا عل۔“ فیاض نے بڑی حرص چمکتے ہوئے کہا۔

”فی الحال تو میرے پیٹ میں بخوبی چوہے جھوک گئے مارے قلابا بازار کھا رہے ہیں۔“ ناشتے کے بعد وہ اطمینان سے بیٹھیں گے راتچ بنائیں گے۔“ چھری پتہ لگ سکتا ہے۔“ عمران نے پیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

”خراؤ تو نہیں کر رہے۔“ سو پر فیاض نے ہونٹ بیچھپتے ہوئے کہا۔

”خراؤ!۔۔۔ کیسا خراؤ!۔۔۔ اگر تین دن آسے تو ایک آدھ چوہا ہنسٹا کروں تمہاری طرف۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے آؤ۔“ سو پر فیاض نے میز پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ سینڈ پر لٹی ہوئی پی کیپ اٹا کر اس نے سر پر رکھی اور دفتر سے باہر گیا۔

”اے اے! نہیں غصہ آگیا تو رات بے میں گزار کر دیں گے۔“
 عمران نے کہا اور فیاض نے اسے زور سے ہونٹ کاٹنے کو خون رس آیا
 عمران اس کی حالت اچھی طرح سمجھ رہا تھا اس لئے وہ اسے مزید چھیڑ
 جا رہا تھا۔ لیکن پھر شرع آگیا اور اس نے کار کی پارک میں موڑ دی۔
 عقلمندی ویر بعد وہ شارٹ کے خوبصورت ہال میں بیٹھ ہوئے تھے۔
 ”یس سر۔“ باور دی ویش نے انتہائی مہذبانہ انداز میں قریب
 آکر کہا اور ساتھ ہی مینو بھی رکھ دیا۔
 ”جوہوں کا ناشتہ لے آؤ۔“ فیاض نے تقریباً دھاتے
 ہوئے کہا۔

”جی!۔“ کیا فرما آپ نے۔“؟ ویش نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے
 پوچھا۔

”دفعہ نہ جاؤ۔“ ناشتہ لے آؤ ایک آدمی کا۔ اور نہ تو ناشتہ لانا ناشتہ
 ڈرنے لے آؤ۔“ فیاض نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”یس سر۔“ ویش نے مڑتے ہوئے کہا۔
 ”سنو ویش!۔“ عمران جو اب تک خاموش بیٹھا تھا اب ایک بول پڑا۔
 ”یس سر۔“ ویش نے تیزی سے مڑتے ہوئے کہا۔

صاحب کے لئے تو جوہے کا ناشتہ لے آؤ۔ اور میرے لئے
 شیرکا۔“ آج جاری دوستی ہوگئی تھی اور ہم سرکس والوں سے چپ
 کر یہاں آگئے ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جی۔ جی۔“ ویش کے چہرے پر کوکھ بٹ ناشتہ لگئی۔ وہ اس
 طرح عمران اور فیاض کو دیکھ رہا تھا جیسے سوچ رہا ہو کہ یہ دونوں کہیں

پاگل خانے سے تو فرار ہو کر نہیں آئے۔
 ”میں کہہ رہا ہوں ایک آدمی کا ناشتہ لے آؤ۔“ جاؤ۔“ فیاض
 نے زور سے میز پر منکھ مارتے ہوئے کہا۔

”چلو ایک کا ہی سہی۔“ لیکن شیرکا۔“ چہرے کا نہیں۔“
 عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ویش رھنما ہوا یوں تیزی سے بھاگا
 جیسے پاگلوں سے جان بچا کر بھاگ رہا ہو۔

چند لمحوں بعد ایک سرور وائر تیزی سے چلتا ہوا ان کے قریب آیا۔
 ”سر!۔“ آپ نے کہا آؤ وہاں ہے۔“ ویش سمجھ نہیں سکا سر!
 پلیز فراوضات کر دیجئے۔“ سرور وائر نے بڑے مہذبانہ انداز
 میں کہا۔

”کتنی شیر دیکھا ہے۔“؟ عمران نے خشک لہجے میں پوچھا۔
 ”یس سر۔“ یس سر۔“ دیکھا ہے۔“ سرور وائر کی آنکھیں

جی ویش کی طرح چمکنے لگی تھیں۔
 ”کہاں دیکھا ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”سرس۔“ سر!۔“ چڑا گھر میں۔“ سرکس میں۔“ سرور وائر
 نے بے اختیار سر پر ہاتھ پھرتے ہوئے جواب دیا۔

”اے ناشتہ کرتے دیکھا ہے۔“؟ عمران نے تیسرا سوال
 کیا۔ فیاض جو نہتے ہیچے نہا کو شش مبشار ہا۔

”ناشتہ کرتے۔“ نہیں۔“ نہیں سر۔“ سرور وائر اب
 پوری طرح برکھ لگا تھا۔

”تو نہیں یہاں سرور وائر کس نے بنا رکھا ہے۔“ جاؤ پہلے

سے نشاۃِ تکلی ہیں تو اپنی ناک سے اس کا نام دپتہ تلاش کر کے ڈیڑی کے آگے رکھ دینا۔ عمران نے کہا۔

”سمواس مست کرو۔ یہی طرح بتاؤ۔“ فیاض نے غصے سے بلبے میں کہا۔

”یہی طرح۔“ تو ایسا کرو کہ کارپوریشن کے دفتر میں جا کر علیحدہ شہر میں جتنی لوگیاں پیدا ہوں۔ ان کی ناکوں سے دپتہ رہو۔ کبھی تو مرے گی۔ پھر رپورٹ بھی بن جائے گی۔“ عمران نے کہا اور فیاض نے ہونٹ پیچھنے لگے۔

”ٹھیک ہے۔“ میں جا رہا ہوں۔ تم ناشتہ کرو اور بل بھی دو۔“ فیاض نے دھکی دیتے ہوئے کہا۔

”کوئی بات نہیں۔“ ناشتہ میں کر لوں گا۔ ریل ڈیڑی کے دفتر پہنچ جائے گا۔ آخر تم وردی میں ہو اور تمہاری وردی سب پہناتے ہیں۔“ عمران کے بڑے مطمئن انداز میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”تم سے واقعی کچھ بعید نہیں۔“ نہانے کس لمحے تم سے ملاقات ہوئی تھی۔“ فیاض نے بڑی طرح دانت پیستے ہوئے کہا۔

اسی لمحے ویٹر فرانی دھکیلا ہوا میز کے قریب پہنچ گیا اور اس نے پیٹریں میز پر رکھنا شروع کر دیں۔ ان پیٹریوں کی تعداد اتنی تھی کہ ہر پیٹ پر فیاض کا چہرہ گھبرا جاتا تھا۔ لیکن عمران اطمینان سے بیٹھا رہا تھا۔

”بس آنا ہی میٹرو ہے۔“ کمال ہے۔ اب شادرن والے بھی کنبوس ہو گئے ہیں۔“ عمران نے آخری پیٹ رکھنے پر منہ بندتے ہوئے کہا۔

شیر کو ناشتہ کرتے دیکھ کر آؤ۔ اس کے بعد پھر دائری کرنا۔“ عمران نے منہ بانٹے ہوئے کہا۔

”لیکن تمہارے پیٹ میں تو چوبیس دوڑ رہے تھے۔“ یہ شیر کہاں سے آچکا۔“ فیاض نے کھولتے ہوئے بلبے میں کہا۔

”یہ شادرن ہے سو پر فیاض!۔“ اس کا نام شس سے شروع ہوتا ہے۔ اس لئے یہاں پہنچتے ہی چوبیس بھی شیر بن جاتے ہیں۔ اور ابھی تو شکریہ کرو۔ کبک شیر بنا چوہا ہے۔ ورنہ سارے شیر بن گئے تو۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ اچھا اچھا!۔“ شیر وائر جاؤ۔ ناشتے میں جتنا بھی میٹرو ہے تمہارے پاس۔ ایک آدمی کے لئے آؤ۔ جلد ہی کرو۔

”اؤٹ کرن۔“ ورنہ میں تو مارا جاؤں گا۔“ سو پر فیاض نے بوکھلائے ہوئے بلبے میں کہا اور شیر وائر سر ہلاتا ہوا واپس ٹمر گیا۔

”چلو تم نے محبت ہی کرنی ہے تو ٹھیک ہے۔“ ورنہ میں تو سوچ رہا تھا کہ سپر وائر کے بعد میجر آئے گا۔ پھر چیف میجر۔

پھر ٹانگ۔ اور اتنی دیر میں سارے چوبیس شیر بن جائیں گے۔“ عمران نے کہا اور فیاض باوجود غصے کے ہنس پڑا۔

”بل!۔“ اب بتاؤ کہ تمہارے پاس کیا ملے ہے۔“ فیاض نے استسحاق بھرے بلبے میں کہا۔

”بلیز زلچے کے بتاؤں۔“ تو ایسا کرو کہ چور ہے پر کھڑے ہو جاؤ جو عورت نظر آئے۔ اس کا نام دپتہ نوٹ کرتے جاؤ۔ اس کا نوٹ دیکھتے جاؤ۔ پھر جب باہر سے اطلاع آئے کہ اس عورت کی لاش

میں نہیں گولی بھی مار سکتا ہوں۔ سمجھے۔ غضب خدا کا۔
 بڑیل کا پورا کپڑا ہی ناشتے میں آگیا ہے اور تم ابھی۔۔۔ فیاض
 نے فرات کے ہوئے کہا۔

”جاؤ بل لے آؤ۔“ عمران نے فیاض کی سنی ان سنی کرتے
 ہوتے ویڑے کہا اور ویڑے سر ہٹا ہوا دالپس منو گیا۔
 ”کیوں ا۔۔۔“ ناشتے سے پہلے بل منگو لے گا کیا مطلب۔؟
 فیاض نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”اس لئے کہ مجھے تم پر اعتبار نہیں ہے۔“ میں ناشتے میں
 مصروف ہو گیا اور تم جھاگ گئے تو۔۔۔ عمران نے کہا۔
 ”جلدی کرو۔ اسے ختم بھی کرو۔“ میں نے اور جی کام کرنے میں
 فیاض نے کہا۔

”دیکھو فیاض ا۔۔۔“ ناشتے کے وقت جلدی کا لفظ استعمال نہ کیا کرو۔
 ایسا نہ ہو کہ زانچہ جلدی میں غلط بن جائے۔“ عمران نے کہا اور
 چہرہ ناشتے میں مصروف ہو گیا۔ دو سلاٹس اور ایک انڈیا ہی اس لئے
 کھایا تھا کہ ویڑے بل لے کر آگیا۔

فیاض نے ویڑے کے ہاتھ سے بل چھینا اور اس کے ساتھ ہی اس کی
 آنکھیں ایک بار چہرے اور بے بسی سے چپٹے لگدین۔
 ”انابل۔۔۔ یہ ناشتے کا بل ہے۔“ میں تمہاری انکوائری کر اؤں
 گا۔“ فیاض نے ہنستے چپٹے ہوئے کہا۔

”سوچ لو۔ وہ زانچہ۔“ عمران نے ایک اور سلاٹس پر کھنک
 لگاتے ہوئے کہا۔

”لعنت بھیجنا سیکھ رہے۔“ میری آدھی ٹخوہ اس ناشتے میں خرچ
 ہو رہی ہے اور تمہیں زانچے کی پڑی ہوتی ہے۔“ فیاض نے
 چہرے ہوتے ہیچ میں کہا۔ اور جلدی سے جیب سے بھاری اور
 چھوٹا ہوا بٹوہ نکال کر اس میں سے بڑے نوٹوں کی کافی تعداد پھینچ
 کر اس کے پیٹ پر جیسے چھینک دی۔

ویڑے خاموشی سے واپس چلا گیا۔
 اور اسی لمحے عمران نے ہاتھ پھینچ لیا اور نیپن سے ہاتھ صاف
 کرنے میں مصروف ہو گیا۔

”کیا ہوا۔۔۔؟“ فیاض نے جھوک کر پوچھا۔
 ”بس یار ا۔۔۔ یہ شارٹن والوں کا بس نام ہی چڑھا ہوا ہے۔“
 اچھا ناشتہ نہیں بناتے۔ بھوک جن مری ہے۔ میرے
 خیال میں اب تم مری ہوئی بھوک کا پیٹ چاک کر کے دیکھو۔ کہیں
 اس میں تو بارہ لوگوں نے منشیات نہیں بھر دیں۔“ عمران نے کہا
 اور فیاض اس طرح عمران کو دیکھنے لگا جیسے بھوکا شیر معصوم ہرن کو
 دیکھ رہا ہو۔

”ت۔۔۔ ت۔۔۔ ت۔۔۔ تم۔۔۔ تمہیں آخر مجھ سے دشمنی کیا ہے؟“
 فیاض کے منہ کے کونوں سے غصے کی شدت سے جھاگ سی نکلتی گی۔
 ”دشمنی۔۔۔ کمال ہے۔“ تم تو میرے دوست ہو۔ اور جس کے
 تم دوست ہو البتہ اس سے کسی لئے کد دشمنی کرنی ہے۔ اہل
 تو وہ زانچہ۔ لیکن یار ناشتہ تو خشک نہیں ہے۔ اب زانچہ
 کیسے خشک بنے گا۔ میرے خیال میں فورٹ مارٹن چلا جائے۔“

عمران نے بڑے غصہ سے انذار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور فیاض اس طرح جھٹکے سے اٹھا کر کرسی ایک دھماکے سے پیچھے جاگری اور دور لپکے وہ پر زور زور سے چٹخا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا اور عمران مسکرا دیا۔

”سوچ لو۔ مجھے اس عورت کے کوائف کا علم ہے جس کی لاش سے نشانات ملی ہیں۔“ عمران نے اونچی آواز سے کہا تو نور فیاض نے بیخفت ایک جھٹکے سے منہ را۔ وہ چند لمحے مزٹ بیٹھنے کھڑا پھر اس نے ایک طویل سانس لیا اور ڈھیلے قدموں سے واپس آکر کرسی پر بارے ہوئے جواری کی طرح بیٹھ گیا۔

”میں کسی روز خود کسی کرلوں گا۔“ یہ بات یاد کر کھنڈا۔ فیاض نے انتہائی افسردہ سے ہلچلے میں کہا۔

”اچھا!۔ نیکی اور پوچھ پوچھ۔“ یہ لوسا راناشہ کا نور امید ہے دوپہر تک خاتہ خواتی کی نوبت آجائے گی۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اسی لمحے اس نے دیر کو بلایا۔

”یہ سب لے جاؤ۔“ عمران نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن صاحب یہ تو سارا۔“ ویرٹ نے گھبراتے ہوئے ہلچلے میں کہا۔

”ہاں یہ سارا۔ ایک ایک چیز اٹھا کر لے جاؤ۔ تم نے مجھے انسان سمجھ رکھا ہے یا ماتی۔“ غضب خدا کا آنا راناشہ ایک آدمی کر سکتا ہے۔ بلاؤ کہاں ہے تمہارا عیجر۔“ عمران نے انتہائی غصے سے ہلچلے میں کہا۔

”مم۔ مم۔ مم۔“ مگر سر۔ آپ نے خود تو آکر ڈر دیا تھا۔“ ویرٹ نے اور زیادہ گھبراتے ہوئے کہا۔

”اگر میں آکر ڈر دوں گا اپنے فیخ کو دوست کر کے لے آؤ تو لے آؤں گے۔“

عمران نے کاکٹ کھانے والے بچے میں کہا۔

ویرٹ نے اس بار کوئی جواب دیتے بغیر خاموشی سے پلٹیں اٹھا اٹھا کر واپس ٹرائی پر کھنی شروع کر دی۔ جب وہ ٹرائی دھکیلتا ہوا واپس لے گیا تو فیاض نے بڑی طرح چیٹ بڑا۔

”اگر تم نے کھانا نہیں تھا تو میری اتنی رقم انہیں دلائے گا فائدہ ہے۔“

سوپر فیاض کے دوبارہ پھرے ہوئے ہلچلے میں کہا۔

”تو کیا کرتا۔“ تمہارا منہ آنا پھولا ہوا تھا کہ جیسے کسی مہاجرین کا پیٹ اور مجھے ایسے چھو لے ہوئے لوگوں سے بے حد نفرت ہے۔“

یوں گتا ہے جیسے نجانے اندر کتنے پہلے گناہ پھٹک رہے ہوں گے؟“

عمران نے منہ نہاتے ہوئے کہا۔

”اس سے تو اچھا تھا کہ تم خود لے لیتے۔“ فیاض جو بدری کے موٹے پیٹ میں تو نہ نقص ہاں تھا۔“ فیاض اپنا مسند بھول کر اس چکر میں پڑ گیا۔

”موتے پیٹ۔ کیا مطلب!۔“ سرفضل جو بدری تو بڑا سا مٹ آدمی ہے۔“ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

”خاک سارٹ آدمی ہے۔“ کب دیکھا تھا تم نے اسے؟“

فیاض نے منہ نہاتے ہوئے پوچھا۔

”میں بھی کوئی چار پانچ سال تو ہو گئے ہوں گے۔“ عمران نے کہا۔

تو اب دیکھو۔ ایسے لگتا ہے جیسے پیٹ میں پورے ایک درجن بچے ہوں۔ فیاض نے کہا۔
 یہ بات ہے۔ پھر تو واقعی رقم اس کے پیٹ میں نہیں جانی چاہیے
 عمران نے کہا کہ اس نے اتنے زور سے میز پر ہاتھ مارا کہ ہال میں بیٹھا
 ہوا ہر شخص چونک پڑا۔

عمران نے دوسری بار چھلے سے بھی زیادہ زور سے مکہ مارا اور ہال میں
 موجود ہر شخص کے چہرے پر شدید ناگواری کے آثار ابھرتے۔ ظاہر ہے
 اعلیٰ سوسائٹی کے لوگ اس قسم کی حرکت کو کیسے پسند کرتے اور وہ بھی شاذ و
 عجیب اعلیٰ ترین ہوش میں۔ لیکن عمران تھا کہ مسلسل میز پر ہاتھ مارے جا رہا تھا
 سب سہرا۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ یہ اعلیٰ سوسائٹی کا ہوش
 ہے۔ اسی لمحے دیر نہ ہو کہ اس کے قریب آتے ہوئے کہا۔
 اس بار اس کے چہرے پر شدید ناگواری کے آثار نہ تھے۔ اور چہرے سے
 ایسے ملامتور ہاتھ کا وہ بڑی متعلق سے اپنے آپ کو کنٹرول کر رہا ہے
 ورنہ عمران کو کچا چاہتا۔

ہوش چاہے اعلیٰ سوسائٹی کا ہو یا ادنیٰ سوسائٹی کا۔ جب رقم دے
 دی جائے تو جیسے حق ہے کہ میں اسے جس طرح چاہوں استعمال کروں
 میں اداں گانگے۔ آخر اتنی بڑی رقم دی ہے ہم نے۔ عمران
 نے چپختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے میز پر مکان کی بارش کر دی۔

پلنگا۔ سر۔ سر۔ دیر نہ ہو کہ دانتوں سے کاٹتے
 ہوئے کہا۔ لیکن ظاہر ہے اس میں اتنی ہی محنت تو نہ تھی کہ وہ عزیز کا ایک
 کو نہ بدستی روک دے۔ جب کہ اس کے ساتھ پولیس کا اتنا بڑا افسر باور دی

بیٹھا ہو۔ اسی لمحے سپر وائزر اور اس کے چھبے منجر بھی جھاگتے ہوئے آگئے۔
 کیا بات ہے سر! یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ سپر وائزر
 نے عمران جوتے جوتے کہا۔

میز پر ہاتھ مارا ہوں۔ کیا شاذ و غیر معمولی سے نظر آنے
 والوں کو سپر وائزر رکھا جائے ہے۔ عمران نے بڑے مطمئن چہرے
 میں کہا۔

چھوڑو عمران! ختم کرو۔ فیاض جو بے بسی سے بیٹھا ہونٹ
 کاٹ رہا تھا آخر بول پڑا۔ اسے لوگوں کی نظروں سے جھکنے والی صاف
 صاف نظر آ رہی تھی۔

کیوں ختم کروں۔ رقم نہیں حلال کرنی۔ جتنی رقم ناشتے میں
 دی ہے اس سے اس میں دس میز پر آسکتی ہیں اور ناشتے میں نے
 صرف ایک پائے جتنا کیا ہے۔ لہذا دس میز پر اسی طرح ہاتھ
 مارا کر توڑوں گا۔ البتہ ایک پارہ پھوڑوں گا۔ آخر انصاف بھی تو
 کوئی چیز ہے۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی زور
 زبیر سے ہاتھ مارنے شروع کر دیئے۔

ختم کرو یہ کو اس! کیا تم نے اس بول کو جھگڑنا نہ سمجھ لیا ہے۔
 اسنے میں منجر کے قریب آکر نری طرح چپختے ہوئے کہا۔

تم منجر ہو۔ عمران نے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے پوچھا۔
 ہاں!۔ میں منجر ہوں۔ اور اب اگر تم نے میز پر ہاتھ مارا تو
 دھکے دے کہ باہر نکھو آؤں گا۔ یہ شارٹن ہوش ہے شاذ و غیر

نے حق کے بل پیختے ہوئے کہا۔ اس کے سینے پر بنجر کا بیج لگا ہوا تھا۔
 "شارٹن کے مدنی جانتے ہو۔ ہماری زبان میں شارٹن جیگنگرنا ہے۔
 کو کہتے ہیں اور اس کے بیج کو جیگنگی کہا جاتا ہے۔" سمیے جیگنگی
 کے جیگنگی۔" عمران نے کہا اور اوجھڑ عمر بنجر کا چہرہ اس قدر تیزی سے
 مسخ ہوا کہ جیسے ابھی چھٹ بڑے گا۔

"اکرم۔" میجر نے مڑ کر بڑی طرح پیختے ہوئے کہا۔
 "آہستہ برو جیگنگی! کیوں گلا جلا رہے ہو۔ اور نوا اپنے
 اس بڑے جیگنگی کو جلاؤ۔" بیڈ جیگنگی۔ "واہ جیسے بیڈ مارٹر ہو تب سے نہ
 عمران نے بات کا مزہ لیتے ہوئے کہا۔

اور میجر غصے کی شدت سے بڑی طرح ناچنے لگا۔ اسی لمحے ایک
 سینڈ و سائو جران دوڑا ہوا میجر کے قریب آگیا، ٹنگ اور آدھے بازوؤں
 والی زبان میں اس کے بازوؤں کی پمپیاں جھڑکی رہی تھیں۔ اور چوڑا
 سینہ چٹان کی طرح نظر آ رہا تھا۔
 "میں کس۔" اکرم نے قریب آکر کہا۔

"اس جیگنگی کو اٹھا کر بڑل سے باہر پھینک دو۔ اور سنا! جا کر
 سرفضل چوہدری سے کہو کہ علی عمران آیا ہے اور وہ تین ال میں چلا رہا
 ہے۔" جلدی جاؤ۔" اباؤٹ ٹرن اینڈ لوک مارچ۔" عمران
 نے میجر کے بولنے سے پیٹے وھاڑ گئے ہوئے کہا اور اس کے ہلچے میں
 بگائے کیا بات تھی کہ اکرم بے اختیار مڑ کر دوڑنے لگا۔

"علی عمران!۔" اور!۔" تو تم سڑک حمان کے بیٹے ہو۔" اچانک
 میجر نے لہجہ بدلتے ہوئے کہا۔

"نہیں!۔" سڑک حمان میرے والد ہیں۔ سمجھے۔" عمران نے
 غصیلے لہجے میں کہا۔

"اور!۔" تو اس لئے آپ ایسی حرکتیں کر رہے ہیں۔ دیکھیے ہیز!
 یہ اعلیٰ سوانحی کا جڑل ہے۔" میجر کیخوت نے کہے نہ صرف آپ پر
 آگیا بلکہ اب ہیز کا لفظ بھی نعرے کے آخر میں لگ گیا۔

"تم دار الحکومت میں نہ آئے ہو اس لئے اڑا رہے ہو۔ میرا حال
 ابھی وہ تمہارا ہیڈ جیگنگی آجاتے۔ پھر میں اس سے پوچھتا ہوں کہ
 اس لئے تم جیسے میجر کیوں بھرتی کر رکھے ہیں جنہیں معزز لوگوں سے
 لفظوں کا بھی سلیقہ نہیں ہے۔" عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"آئی ایم سوری جناب!۔" لہجے آپ سے تعارف نہ تھا۔ میں
 واقعی پہلی بار دار الحکومت آ رہا ہوں۔ اس سے پہلے میں غیر ملک
 میں رہا ہوں۔ ویسے آپ کا تعارف میرے کانوں تک پہنچ چکا
 ہے۔" میجر نے اس بار گنگیایا ہے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا تعارف تمہارے کانوں تک پہنچا ہے۔" عمران نے
 لاش کھانے والے لہجے میں کہا۔

"یہ کہ آپ بہت احمق۔" اور سوری!۔" مطلب ہے کہ آپ
 مسخرے۔" بزم۔" جی۔" وری سوری!۔" میرا مطلب ہے کہ آپ
 بڑی شوخ طبیعت کے ملک ہیں۔" میجر نے بڑی طرح پھنسنے
 ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس سے تعارف ہے۔" رینڈل، ٹیلی فون بورڈ کا پرنٹڈ
 لکھا مشرب ہے۔ دیکھو! کس طرح اپنی بے عزتی کروانے کے باوجود

عمران نے کاٹ کھانے والے بچے میں کہا۔
پانچ ہزار کابل۔ — میں سلاٹیں اور ایک انڈے کا۔ کیا
مطلب۔ — میں سمجھا نہیں۔ — سرفضل چوہدری دانسی حیران
رہ گئے۔

پوچھ لیجئے اپنے ویٹر سے۔ — میں نے تین سلاٹیں اور ایک
انڈا کھایا ہے۔ — اور اس نے پانچ ہزار روپے وصول کئے ہیں
یا نہیں؟ — عمران نے منہ ہلکے ہوئے کہا۔
یہ کیا کہہ رہے ہیں میٹر؟ — کیا تم میرا جوتل بند کرانا چاہتے ہو؟
سرفضل چوہدری کے بچے میں بے پناہ غصہ تھا۔

جناب! — انہوں نے پانچ ہزار روپے کے ناشتے کا آرڈر دیا تھا
اور پھر کھایا صرف تین سلاٹیں اور ایک انڈے۔ — باقی ناشتہ واپس
کر دیا۔ — ویٹر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

یہ تمہارے کلک تو شاید پانچ ہزار کا ناشتہ کر سکتے ہیں۔ ان کا
پیٹ دیکھا ہے۔ — میں نے پانچ ہزار کا ناشتہ کر سکتا ہوں۔
میرا پیٹ تو کمر سے لگا ہوا ہے۔ — عمران نے برا سامنہ
بناتے ہوئے کہا۔

میٹر! — عمران کو ساری رقم واپس کر دو۔ — یہ چارے بہترین
دوست کا بیٹا ہے۔ گو ملائی اور بے ادب ہے۔ لیکن ہمیں
سرکار خان کا منہ دیکھنا ہے۔ — اور آئندہ جی جیہ کھیا کرے اس
کابل نہ لیا کرو۔ — سرفضل چوہدری نے منہ ہلکے ہوئے بڑے
تحقیرانہ تبسمے میں کہا اور میز پر سے واپس مڑ گئے۔

منہ میں گھنگنیاں ڈالے بیٹھا ہے۔ — عمران نے سو فریاض کی
اشارہ کرتے ہوئے کہا جو تنہا کیوں خاموش اور صمت بیٹھا ہوا تھا
وہ نفسیانِ عود پر اسے اپنی رقم کا انتقام سمجھ رہا تھا۔

اسی لمحے ایک انتہائی مونا آدمی چھڑی ننگا ہوا ایک راہداری
اندر داخل ہوا۔ اس نے بچہ تعینت لباس پہن رکھا تھا اور جال و حال
اور شکل و صورت سے ہی انتہائی متمول نظر آ رہا تھا۔ چھڑی کے پکڑ
والا حصہ خالص سونے کا بنا ہوا تھا۔

اس مرنے آدمی کے پیچھے وہ مینڈو اکرم بڑے موڈ بانہ انداز میں
چل رہا تھا۔ یہ شارن جیسے عظیم الشان جوتل کا کلک اور دار الحکومت
کا مشہور آدمی سرفضل چوہدری تھا۔ جس کے متعلق مشہور تھا کہ اس
کے تعلقات صدر ملک سے اس طرح کے ہیں کہ اگر وہ صدر کو اشارہ
کر دے تو صدر روزِ غم سے اسٹیفے لگا لیں۔

کیا بات ہے مشر میٹر! — آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں؟
سرفضل چوہدری نے بے پرواہی سے گونگا رہے میں کہا۔

یہ مجھے میز پر تنگ مارتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ — عمران
نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دوبارہ زور زور سے میز پر ہلکے
مارنے شروع کر دیئے۔

اوہ یہ کیا کر رہے ہو تم۔ — کیا پاگل ہو گئے ہو؟ — سرفضل
چوہدری نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

پاگل نہ ہوں تو اور کیا کروں۔ — میں سلاٹیں اور ایک انڈے
کا کل پانچ ہزار روپے آئے تو پھر پاگل پن میں کوئی شک رہ جاتا ہے

لی تھی اور اس کا ذہن بار بار زیر و لوٹانٹ کی گردان کر رہا تھا وہ منہ نہ
کب سے مریض کی تلاش میں تھا۔ اور آج اس کے ہاتھ سرفضل چوہدری
کی کمزوری آگئی تھی۔ اور اسے معلوم تھا کہ اب سرفضل چوہدری کے مرنے
پہلے میں موجود تمام دولت خود بخود اس کے جیب میں پہنچنے لگ جائے گی۔
تنت۔ نت۔ تمہیں زیر و لوٹانٹ کے متعلق کیا معلوم ہے۔ اور
کیسے معلوم ہے۔ سرفضل چوہدری نے اب اپنے آپ کو سنبھال لیا
تھا اس لئے ان کے لیے میں بھی کسی سستی تھی۔

بڑی اچھی فلم ہے۔ میں نے خود دیکھی ہے اور میں نے آپ
کو بھی دیکھا تھا۔ آپ اپنی لیدی سیکرٹری کے ساتھ آکس میں بیٹھے دیکھ رہے
تھے۔ اور آپ کا یہ ہاتھ لڈی سیکرٹری کی نازک کمر میں تھا۔
ویسے میرا دل تو چاہتا تھا کہ بڑی بیگم کو فون کر کے بلا لوں۔ لیکن
پھر میں بے سوچا کہ پلوٹو بڑی کے درست ہیں۔ معاف کر دو۔ ویسے
فلم کیسی تھی۔ سنا ہے کہ بڑی پانچ فلم تھی۔ عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا اور سرفضل چوہدری کا چہرہ دیکھنے والا ہو گیا تھا
اور سر پر فاض کا چہرہ بھی دکھ گیا تھا۔

ہول تو یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے۔ سرفضل چوہدری
نے ایک جھگڑے سے کھڑے ہوئے ہوئے کہا۔

اسی لمحے میمنو جیب کے کران کے قریب پہنچ چکا تھا۔
اب ضرورت نہیں۔ صرف ان کی رقم انہیں واپس کر دو۔
سرفضل چوہدری نے خشک اور سہاٹہ لہجے میں کہا اور چمک لے کر اپنی
جیب میں ڈال کر واپس مڑ گئے۔

پانچ کی بجائے دس لاکھ روپے دینے میں گئے۔ اور جب
میں نے زیر و لوٹانٹ کا ذکر ڈیڑی سے کر دیا تو آپ کی بھانپ ڈیڑی
آپ کا منہ دیکھنے دوڑے آئیں گے۔ عمران نے اونچی آواز
میں کہا اور سرفضل چوہدری اس قدر تیزی سے مرنے جیسے انہیں
لاکھوں دو لاکھ بجلی کا کرنٹ لگ گیا ہو۔

لگ۔ لگ۔ ترکا کہہ رہے ہو۔ تمراٹھو یہاں سے اور
میرے دفتر میں آؤ۔ سرفضل چوہدری کی آواز یکھنٹ جھبک مانگنے
جیسی ہو گئی۔ وہ انتہائی خوفزدہ نظروں سے ادھر ادھر دیکھ رہے تھے۔
ان کی حالت ایسی تھی جیسے چور اپنے پران کا بھانڈا مچوٹ گیا ہو۔

نہیں۔ یہیں سووا ہو گا میمنو۔ اسی میمنو پر۔ لولو! دس
لاکھ روپے دیتے ہو۔ یا پھر ڈیڑی آپ کا منہ دیکھنے آئیں۔ یہ تو
آپ کو پتہ ہی ہو گا کہ ایسے معاملات میں ڈیڑی اپنی اولاد کو بھی لانا نہیں
کرتے۔ آپ تو صرف دوستی ہی کھیم کرتے ہیں۔ عمران نے
کھٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

سس۔ سس۔ سنا۔ تم میرے جیتے ہو۔ میرے جیتے!
جتنے چاہے پیسے لے لو۔ پیسہ میمنو!۔ جلدی سے دس لاکھ کا چیک
کاٹ کر لے آؤ۔ اس کا تو پورا ہونگے ہے۔ سرفضل چوہدری
نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور جلدی سے کرسی گھیسٹ کر عمران
کے پاس بیٹھ گئے۔

فاضل حیرت سے آنکھیں پھاڑے یہ سارا مناشہ دیکھ رہا تھا ویسے
اس کا دل ملیوں اچھل رہا تھا۔ اس نے سرفضل چوہدری کی حالت دیکھ

اس دوران پانچ ہزار کی رقم لے آیا تھا۔ سو پر فیاض نے چھپا مارا اور رقم اس کے ہاتھ سے لے کر جلدی سے عمران کے پیچھے چل پڑا۔
 ترک جاؤ۔ میں کہتا ہوں رک جاؤ۔ اچانک سر فضل چوہدری حلق کے بل دھاڑے۔

یہ رعب اپنے ملازموں پر چھاڑا کیجئے سر فضل چوہدری! میں آپ کو ملازم نہیں ہوں۔ سمجھے! اور سنو! آج شام سے پہلے خود کشتی کر لینا۔ ورنہ عمران نے پھنکا دے گا۔ مجھے یہی میں مڑ کر کہا اور تیزی سے من گیسٹ کراس کر کے باہر نکل آیا۔ فیاض جی اس کے پیچھے تھا۔

یہ تینوں آخر کس قدر معلومات کیسے مل جاتی ہیں۔ مجھے تفصیل ساق۔ جلدی سے پلیز۔ میں اس موٹے کا ایسا پیٹ چھڑوں گھا کر۔ فیاض نے تیز تر قدم اٹھاتے ہوئے عمران کے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔

جلدی سے نکل چلو۔ تمہاری رقم مل گئی اور میں نے ناشتہ مفت کر لیا ہے۔ بس اتنا ہی کافی ہے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جلدی سے کار کا دروازہ کھول کر بیٹھ گیا۔ فیاض نے دوسری طرف کی سیٹ منجالی اور عمران نے گاڑی اگلے بڑھا دی۔ بوٹل کے گیٹ سے نکل کر وہ تیزی سے دائیں طرف کو مڑ گیا۔

سر فضل چوہدری ناجائز دھندوں میں غوث ہے، اور تمہیں سب اطلاعات ہیں۔ پلیز مجھے بتاؤ۔ فیاض ابانہ عہد خوشام

تو ٹھیک ہے۔ بڑی بیک کو وہ غم پہنچا دیتا ہوں۔ کروڑ جاپا۔ پہلی منزل والی۔ عمران نے اونچی آواز میں جڑ جڑاتے ہوئے کہا اور سر فضل چوہدری ایک بار پھر جھٹکے سے مڑے۔

تست۔ تم۔ تم کیا بلا ہو۔ کیا مصیبت ہو؟ سر فضل چوہدری کے لہجے میں شدید بے بسی نمایاں تھی۔
 مجھے معلوم ہے یہ بوٹل اور باقی عایداد آب کی والدہ بڑی بیک کی ملکیت ہے۔ اور وہ مزلاج کی انٹی تخت ہیں کہ جب وہ فٹم دیکھیں گی تو آپ کو زندہ دفن کرنے سے بھی نہ چوکیں گی۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

تم۔ تم۔ تم زندہ رہنے کے قابل نہیں ہو۔ یہ لو چیک اور دفعہ ہو جاؤ یہاں سے۔ اور سنو! آجندہ اگر میں نے تمہارے منہ سے ایسے الفاظ سنے یا تم نے کوئی حرکت کی تو یقیناً کرو دوسرے ساتن نہ لے سکوں گے۔ سر فضل چوہدری نے انتہائی تفصیل لہجے میں کہا۔

اور تو دھکی بھی ساتھ دی جا رہی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ مجھے اب کوئی غیر ترین سوئیہ رکنا شادی بھی کر دینی چاہیے۔ عمران نے کہا اور ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور سر فضل چوہدری کی آنکھیں خوف سے پھٹی پھٹی گئیں، ان کا چہرہ سیکھت اس طرح زرد پڑ گیا تھا جیسے وہ صدیوں کے رلیض ہوں۔

یہ لیجئے اپنا چیک۔ عمران نے چیک کو پھاڑ کر سر فضل چوہدری کے سینے پر اچھا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ سپر وائر

پر اتر آیا۔ اچھا تو نہیں ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا۔ واہ میرے شیر! اب تم اخبار میں تبدیلی نام کا اشتہار دے دو۔ سوپر گھاسٹ بہترین رہے گا۔ عمران نے کار چلاتے ہوئے کہا۔
 بھکواس مت کرو۔ سیدھی طرح بتاؤ۔ فیاض نے فیصلے
 پہلے میں کہا۔

یار خود ہی تو کہتے ہو کہ ان عورتوں والا مسئلہ حل کرو۔ جب
 میں نے حل کر دیا ہے تو کہتے ہو بھکواس مت کرو۔ عمران
 نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور سوپر فیاض اس طرح آنکھیں میچاڑ پھاڑ
 کر عمران کو دیکھنے لگا۔ جیسے وہ انسان کی بجائے کوئی جودت ہو۔
 اسی لمحے اچانک کار کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور دوسرے لمحے
 ایک خوفناک دھماکا ہوا اور عمران کو ایک لمحے کے لئے لوں محسوس
 ہوا جیسے اسے کسی نے کھولتے ہوئے تیل کے تالاب میں ڈبکی دے
 دی ہو اور اس کے بعد ذہن سے ہر احساس مٹ گیا۔ تاریک چادر
 سی ہر طرف چیلٹی چیلٹی مٹی کی موت کی سی تار بکھی۔

جولیا بڑے اطمینان سے شاہنگ پلازہ میں شاہنگ کرتی پھری
 تھی۔ اس کی عادت تھی کہ وہ جب فارغ ہوتی تو شاہنگ کو مکمل
 کھڑی ہوتی۔ یہ اور بات ہے کہ وہ غریبی بہت کم۔ لیکن تقریباً
 ہر دوکان گھومتی۔ شوکیبوں میں بھی ہوتی ہر چیز کو غور سے دیکھتی
 نئے سے نئے فیشن کے عبوسات سے لے کر برقیومز اور جیر لری
 وغیرہ دیکھتی۔ ان کی قیمتیں معلوم کرتی۔ اور پھر اطمینان سے سب
 کچھ چھوڑ کر یوں آگے بڑھ جاتی جیسے وہ صرف جائزہ لینے آئی ہو۔
 اسے سیلز میڈن کے اس وقت پہرے دیکھ کر بے حد لطافت
 آتا جب جولیا اس طرح پوز کر لے کے بعد کہ اس نے بے پناہ خریداری
 کرنی ہے اچانک سب کچھ چھوڑ کر آگے بڑھ جاتی۔
 آج بھی وہ اسی طرح وڈو شاہنگ میں مصروف تھی کہ اچانک
 اسے چائے کی طلب سی محسوس ہوئی تو وہ بازار کے عین درمیان میں

موجود ایک رستوران میں گھس گئی

مجھ کو اس سے دوستی کرنا پڑتا ہے۔
شکر یہ میں نے غیر ملکی نے منگواتے ہوئے کسی پر میٹھے
ہوئے کہا۔

جولیانہ فطردانہ۔ جولیانہ اپنا نام بتایا۔
اودہ تو آپ سوسن ہیں۔ میرا نام جیمز مرنی ہے اور میں
اگل لینڈ کا رہنے والا ہوں۔ یہاں ایک انجینئرنگ فرم سے
متعلق ہوں۔ آپ کو میں نے دیکھا تو یقین کیجئے میرا دل زور
زور سے دھڑکنے لگا۔ جیمز مرنی نے ہنسے ہنسے بولے
میں کہا۔

اچھا! تو آپ نے ای سی جی کرائی۔ جولیانہ
منگواتے ہوئے پوچھا۔

ای سی جی۔ کیا مطلب میں جولیانہ۔ میں سمجھا نہیں۔
جیمز نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

جب دل زور زور سے دھڑکنے لگے تو اس کا مطلب یہ بھی
ہو سکتا ہے کہ آپ پر ولی کا دورہ پڑنے والا ہے۔ چنانچہ
بہتر یہی ہے کہ آپ فوراً کسی مارٹ سپیشلسٹ سے رجوع کریں۔
مجھے سڑ جیمز مرنی! اور دوسری بات یہ کہ میں فلٹر نہیں
ہوں اس لئے ہلکا۔ اب یہاں سے اچھڑ کر کسی دوسری میز پر
بیٹھ جائیں۔ جولیانہ کا لہجہ سخت سرد پڑ گیا۔

اسی لمحے ویٹر نے چائے اور سینڈویچ لاکر رکھ دیئے اور
یوں انتظار میں کھڑا ہو گیا جیسے وہ جیمز کے متعلق آ کر دینا چاہتا ہو۔

لیس میڈم۔ ویٹر نے موبانہ انداز میں پوچھا۔ ظاہر ہے
جولیانہ شکل و صورت سے غیر ملکی تھی اور ویسے بھی اس وقت اگر
نے ایک شوگر رنگ کا سکرٹ پہن رکھا تھا۔

چائے لے آؤ اور کچھ سینڈویچ بھی۔ جولیانہ نے آردو میر
جواب دیا تو ویٹر اس طرح حیران ہو کر دیکھنے لگا جیسے اسے یقین
نہ آ رہا ہو کہ یہ غیر ملکی عورت واقعی اتنی صاف آردو بول رہی ہے۔
جو میں نے کہا ہے وہ کرو۔ میری شکل بعد میں دیکھ لینا
بلکہ میں نہیں اپنا فوٹو دے دوں گی۔ جی بھر کر دیکھتے رہنا۔
جولیانہ غصے سے لہجے میں کہا۔

اودہ لیس میڈم۔ ویٹر نے شرمندہ ہوتے ہوئے کہا اور پھر
تیزی سے واپس نہ گیا۔

کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں؟ ایک ایک بھاری سی آواز
سنائی دی تو جولیانہ نے چونک کر دیکھا۔ میز کے قریب ایک لمبا رنگ
اور خاصا شکیل و وجہ غیر ملکی کھڑا ہوا تھا اس کے چہرے پر بڑی
فلٹر قسم کی مسکراہٹ تھی۔

اودہ! تو تم یہاں بھی آپہنچے۔ ٹھیک ہے بیٹھ جاؤ اور
مجھے بتاؤ کہ تم اتنی دیر سے میرے پیچھے کیوں چلائے پھر رہے
ہو۔ جولیانہ منہ نہاتے ہوئے کہا۔ کیونکہ واقعی وہ کافی
دیر سے اس غیر ملکی کو اسے قاتل میں دیکھ رہی تھی۔ لیکن اس
نے اسے اس قدر انداز نہ کیا تھا کہ شاید وہ اسے غیر ملکی عورت

”یہ دل کے مرض میں اس لئے ڈاکٹر نے انہیں کھانے سے منع کر دیا ہے۔ تم جاؤ۔“ جولیانے مسکراتے ہوئے اور دیر سر ملاتا ہوا واپس چلا گیا۔

”آپ کی ششہنگی مجھے بے حد پسند آتی ہے میں جولیانہ دلیسے مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہو رہی ہے کہ آپ چائے پی رہی ہیں جب کہ سوسن لڑکیاں تو شیریں پانی کی طرح پیتی ہیں۔“ بچہ بھی شامہ پرے درجے کا ڈھیٹ دانش ہوا تھا۔

”میں سوسن لڑکی نہیں ہوں مشر جیمز مرنی!۔“ پاکینتی جوں یہاں کی شہری ہوں۔ سمجھ گئے۔“ جولیانے کہا اور پھر اعلیٰ سے سینڈویچ کھانے میں مصروف ہو گئی۔

”اودہ تو یہ بات ہے۔ لیکن یہاں آپ کیا کرتی ہیں؟“ جیمز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہاں میں ایک فرم میں سٹینڈنگ گرافر ہوں۔“ جولیانے چاہے کا گھونٹ لیتے ہوئے جواب دیا۔

”اودہ تو یہ بات ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ رہائش گاہ پر آ سکتا ہوں۔ یقیناً سچے مجھے سوسن لڑکیاں پسند ہیں۔ میں کافی عرصہ سوئٹزرلینڈ میں رہا ہوں۔“ واضحی ایک نمبر ڈھیٹ ثابت ہو رہا تھا۔ پھر ان کی معاشرت ایسی تھی۔

”کتنی لڑکیوں سے آپ کی دوستی رہی ہے۔“ جولیانے پوچھا۔

”بے شمار لڑکیاں۔ میں بے حد اچھا دوست ثابت ہوا ہوں۔“ جیمز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ ویری گڈ!۔ لیکن آسن لڑکیوں سے دوستی کے بعد تو آپ کا دل بھر جانا چاہیے۔“ جولیانے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ بھی اب لطف لینے کے موڈ میں آگئی تھی۔

”آپ کو دیکھنے سے پہلے مجھے بھی یہی محسوس ہوتا تھا۔ لیکن جیسے ہی میں نے آپ کو دیکھا۔ یقیناً کریں دل پوسے کا پورا خالی ہو گیا۔“ جیمز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”گڈ۔ ویری گڈ!۔ تو آپ جیسے ہیں کہ میں آپ سے دوستی کروں۔“ آپ کو اپنی رہائش گاہ پر بلاؤں۔“ جولیانے دوسرا سینڈویچ کھاتے ہوئے پوچھا۔

”یہ میری خوشکس بچی ہوگی میں جولیانہ۔“ جیمز نے خوشی سے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

”اودہ!۔ آپ شام کو کنگ روڈ فیلڈ نمبر دو سو پچاس میں وہاں میرا ملازم علی عمران اور باہرچی سیمان میں سے کوئی نہ کوئی ضرور موجود ہوگا۔ اگر میں نہ موجود ہوں تو آپ وہاں میرا انتظار کریں گے۔ میں یہاں آ جاؤں گی۔“ جولیانے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

”کنگ روڈ۔ فیلڈ نمبر دو سو۔“ ٹھیک ہے۔ لیکن کیا یہ فیلڈ بہت بڑا ہے کہ آپ کا ملازم بھی وہیں رہتا ہے؟“ جیمز نے ہنستے ہنستے پوچھا۔

”یہ دل کے مرض میں اس لئے ڈاکٹر نے انہیں کھانے سے منع کر دیا ہے۔ تم جاؤ۔“ جولیانے مسکراتے ہوئے اور دیر سر ملاتا ہوا واپس چلا گیا۔

”آپ کی ششہنگی مجھے بے حد پسند آتی ہے میں جولیانہ دلیسے مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہو رہی ہے کہ آپ چائے پی رہی ہیں جب کہ سوسن لڑکیاں تو شیریں پانی کی طرح پیتی ہیں۔“ بچہ بھی شامہ پرے درجے کا ڈھیٹ دانش ہوا تھا۔

”میں سوسن لڑکی نہیں ہوں مشر جیمز مرنی!۔“ پاکینتی جوں یہاں کی شہری ہوں۔ سمجھ گئے۔“ جولیانے کہا اور پھر اعلیٰ سے سینڈویچ کھانے میں مصروف ہو گئی۔

”اودہ تو یہ بات ہے۔ لیکن یہاں آپ کیا کرتی ہیں؟“ جیمز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہاں میں ایک فرم میں سٹینڈنگ گرافر ہوں۔“ جولیانے چاہے کا گھونٹ لیتے ہوئے جواب دیا۔

”اودہ تو یہ بات ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ رہائش گاہ پر آ سکتا ہوں۔ یقیناً سچے مجھے سوسن لڑکیاں پسند ہیں۔ میں کافی عرصہ سوئٹزرلینڈ میں رہا ہوں۔“ واضحی ایک نمبر ڈھیٹ ثابت ہو رہا تھا۔ پھر ان کی معاشرت ایسی تھی۔

”کتنی لڑکیوں سے آپ کی دوستی رہی ہے۔“ جولیانے پوچھا۔

”بے شمار لڑکیاں۔ میں بے حد اچھا دوست ثابت ہوا ہوں۔“ جیمز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ ویری گڈ!۔ لیکن آسن لڑکیوں سے دوستی کے بعد تو آپ کا دل بھر جانا چاہیے۔“ جولیانے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ بھی اب لطف لینے کے موڈ میں آگئی تھی۔

”آپ کو دیکھنے سے پہلے مجھے بھی یہی محسوس ہوتا تھا۔ لیکن جیسے ہی میں نے آپ کو دیکھا۔ یقیناً کریں دل پوسے کا پورا خالی ہو گیا۔“ جیمز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”گڈ۔ ویری گڈ!۔ تو آپ جیسے ہیں کہ میں آپ سے دوستی کروں۔“ آپ کو اپنی رہائش گاہ پر بلاؤں۔“ جولیانے دوسرا سینڈویچ کھاتے ہوئے پوچھا۔

”یہ میری خوشکس بچی ہوگی میں جولیانہ۔“ جیمز نے خوشی سے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

”اودہ!۔ آپ شام کو کنگ روڈ فیلڈ نمبر دو سو پچاس میں وہاں میرا ملازم علی عمران اور باہرچی سیمان میں سے کوئی نہ کوئی ضرور موجود ہوگا۔ اگر میں نہ موجود ہوں تو آپ وہاں میرا انتظار کریں گے۔ میں یہاں آ جاؤں گی۔“ جولیانے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

”کنگ روڈ۔ فیلڈ نمبر دو سو۔“ ٹھیک ہے۔ لیکن کیا یہ فیلڈ بہت بڑا ہے کہ آپ کا ملازم بھی وہیں رہتا ہے؟“ جیمز نے ہنستے ہنستے پوچھا۔

اوسے چھ کمروں والا گھڑی فلیٹ ہے۔ ملازم بے چارہ
 احسن سا آدمی ہے۔ پڑا رہتا ہے ایک کونے میں۔ اور
 باورچی نظر سے چن میں بڑا ہے۔ لیکن ہاں ایک بات
 ڈول کر میرا غلام علی عمران عقل سے بالکل خالی ہے۔ وہ ہر وقت
 بڑی کہتا رہتا ہے کہ میں اس فلیٹ کا مالک ہوں اور سلیمان میرا مالک
 ہے۔ آپ اس کی باتوں پر کان نہ دھری بلکہ اس سے سخت
 سے بڑا آئیں۔ جیسے ہی آپ سختی کریں گے وہ یہ جانو جائے
 گا۔ آخر آپ میرے دوست ہیں۔ جو لیا نے پورا ڈرامہ کھا
 کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

کتنے بچے پہنچوں۔؟ جیمز نے دانت نکالتے ہوئے کہا
 میں ڈیوٹی سے آٹھ بجے فارغ ہوتی ہوں۔ آپ سائے سے
 بچے پہنچ جائیں۔ کیونکہ اگر میں پہلے فلیٹ پر پہنچ جاتی تو پھر میری
 عادت ہے کہ میں بعد میں آئے والے کسی صورت نہیں ملتی
 بس یہ میری عادت ہی ہے۔ اور ہاں! اگر آپ پہلے وہاں
 پہنچ گئے تو پھر غائب ہو گئی ہوں گی اور جو سکتا ہے کہ میں رات کو
 بھی آپ کو واپس نہ جاتے دوں۔ کیونکہ کل دفتر سے جاتی ہے۔
 جو لیا اب پوری طرح شرارت پر آمادہ ہو چکی تھی۔

اور شکریہ جو لیا! آپ واقعی بہت اچھی ہیں۔ آپ
 کے ہیں جیسے کہ بعد جانے کو دل ہی نہیں چاہتا۔ بہر حال
 میں ٹھیک ساڑھے سات بجے پہنچ جاؤں گا۔ اُد کے۔ ٹھیک نو
 جیمز نے خوشی سے دانت نکالتے ہوئے کہا اور پھر آٹھ کر تیری

گیت کی طرف بڑھ گیا۔ جو لیا چائے پیتی ہوئی شرارت بھرے انداز میں
 اُسے جانا ہوا دیکھ رہی تھی۔ وہ قصور ہی قصور میں اس کوشش سے
 لطف اندوز ہو رہی تھی۔ جب جیمز عمران کے پاس پہنچے گا اور پھر
 اس سے سختی سے بھی پیش آئے گا اور اپنے آپ کو جو لیا کا دوست
 بھی بتائے گا۔ پھر صبح لطف آئے گا۔ اس نے ویسے فیصلہ کر لیا تھا
 کہ وہ ٹھیک ساڑھے سات بجے پچھلے دروازے سے اندر داخل ہو
 کر ان کی باتیں چُھب کر سننے لگی۔ یہ سوچتی ہوئی وہ اٹھی اور اس نے
 بل ادا کیا اور پھر سیڑھوں سے باہر نکل کر وہ اس پارنگ کی طرف
 بڑھ گئی جہاں کسی کی کار موجود تھی۔ اس نے جیمز کو کون انکھینوں سے
 تلاش کیا لیکن وہ وہاں موجود نہ تھا۔ اس نے کار نکالی اور سیدھی
 اپنے فلیٹ کی طرف روانہ ہو گئی۔

کار جو لیا نے فلیٹ کے نیچے بنے ہوئے گراج میں بند کی اور
 پھر سیڑھیاں چڑھتی ہوئی اوپر چل دی۔ لاک کھول کر وہ فلیٹ میں
 داخل ہوئی اور پھر لباس بدلنے کے لئے ہاتھ دھو میں چلی گئی۔ اور
 پھر ہاتھ دھو سے واپس آکر اس نے ٹیلیفون کا ریسیور اٹھا لیا اور
 عمران کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔ وہ صرف یہ کنفرم کرنا
 چاہتی تھی کہ عمران آجکل شہر میں بھی موجود ہے یا نہیں۔ خود کی دیر
 تک گفتنی نہ کرنے کے بعد دوسری طرف سے ریسیور اٹھا لیا گیا۔

کون صاحب ہیں۔؟ سلیمان کی آواز رسد رہا بھری۔
 سلیمان! میں جو لیا بول رہی ہوں۔ عمران کہاں ہے؟
 جو لیا نے کہا۔

معلوم نہیں میں صاحبہ! — آجکل میں وہ آوارہ گردی کر رہے ہیں۔ صبح ناشتہ کر کے نکلتے ہیں۔ پھر ان کی کوئی اطلاع نہیں۔ — سلیمان نے جواب دیا۔

شام کو کتنے بجے تک آجاتے۔ — جولیانے پوچھا۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ مرضی کے مالک ہیں۔ — سلیمانے اکتاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

اومکے۔ — اچھا سنو! — آج شام ساڑھے سات بجے ایک شخص جیمز مری آئے گا عمران سے ملنے۔ مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے۔ — وہ کوئی تھوڑا کلاس ٹائپ آدمی ہے اس نے اس کو فلیٹ سے بھگا دینا۔ — جولیانے کہا اور روبرو رکھ دو اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی، اُسے معلوم تھا کہ اب فوراً اور طرح کل ہو چکا ہے۔ اب جیمز انہیں ملازم سمجھے گا اور وہ اسے بھگانے کی کوشش کریں گے۔

ابھی جولیانے سورج ہی رہی تھی کہ کال بیل بجنے کی آواز سن دی۔ اور یہ آواز سن کر جولیانے چونک کر اٹھی اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

کون ہے۔ — جولیانے منت لہجے میں پوچھا۔

آپ کا ٹیلیگرام ہے مس۔ — سوسٹر لینڈ سے۔ —

یہ ایک مودبانہ سی آواز سنائی دی۔

سوسٹر لینڈ سے میرا ٹیلیگرام۔ — جولیانے حیرت بڑھاتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے چٹنی کھول کر دروازہ کھولا۔

دوسرے لمحے وہ نری طرح چونک پڑی۔ دروازے پر جیمز اُتھ میں مکین گن لئے کھڑا تھا۔

دروازہ کھلتے ہی جیمز انتہائی تیزی سے جولیانے کو دھکیلتا ہوا اندر آیا تو اس کے پیچھے ایک اور غیر ملکی بھی اندر آگیا۔ جیس کے ہاتھ میں ایک عجیب ساخت کا ہتھیار تھا۔

ہوں تو تم یہاں رہتی ہو۔ — اور مجھے ڈانچ دے کر کہیں اور بھیجا جاسکتی تھی۔ — جیمز نے غراتے ہوئے کہا، اس کے چہرے پر اس وقت ایسی سختی اور مسخاری تھی کہ جولیانے اسے سمجھ گئی کہ جیمز کا تعلق کسی مجرم تنظیم سے ہے۔

کیا مطلب! — تم اس طرح یہاں کیوں آتے ہو۔ — جولیانے باتوں سے جھوٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

مجھے سوسٹر لینڈ میں تمہارے رشتے داروں کا پتہ چلے ہے۔ — جیمز نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

لیکن کیوں۔ — وجہ؟ جولیانے حیرت زدہ ہوتے ہوئے کہا۔

وجہ اور کیوں کا جواب نہیں دیا جاسکتا۔ — جو کچھ میں پوچھ رہا ہوں وہ بتاؤ تو شاید میں تمہیں کچھ کہے بغیر واپس چلا جاؤں۔ — دروازے میں زبردستی ہی کر سکتا ہوں۔ — جیمز کے لہجے میں بے پناہ کرختی غور کر آتی تھی۔

سنو جیمز! — یا جو بھی تمہارا نام ہے۔ — تم مجھے کوئی عام لڑکی نہ سمجھ لینا۔ میں زندہ رہنے کے گڑ جانتی ہوں۔ البتہ اگر تم اپنے سوال کی کوئی معقول وجہ بتاؤ تو شاید میں پتہ بھی بتا دوں۔ — جولیانے

افراد کے بیوش ہوتے ہی ہم منصوبے کے مطابق فوراً پہنچے۔ اور انہیں اپنی انیمولینس میں ڈال کر یہی ظاہر کر کے کہ ہم انسانی جنرل ہسپتال سے ہے۔ انہیں ساتھ لے کر بلو جاؤں گے۔ ہسپتال کے تعاقب کا خیال رکھا۔ کوئی تعاقب میں نہ تھا۔ امبرک نے منصوبہ کے مطابق کار کو ٹریفک ٹرک کے ساتھ بانڈھ کر ایک دوران علاقے میں چھوڑ دیا ہے۔ کار کی تلاشی کی گئی ہے لیکن اس میں کچھ موجود نہیں ہے۔ ٹوٹی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

اور کہے۔ انہیں سڑاگ روم میں رکھو۔ میں تھوڑی دیر بعد پہنچ جاؤں گا۔ میں خود ان سے پوچھ کچھ کر دوں گا۔ ہاں نے کہا اور ساتھ ہی رسولد رکھ کر اس نے پہلے اپنے سامنے ٹھہری ہوئی فائل بند کر کے میز کی دراز میں رکھی اور پھر دوبارہ رسیدہ ایجنٹ کو خبر ڈال کر نکل کر دے۔

نیس ہوٹل شائن۔ چند لمحوں بعد ہی ایک آواز سنائی دی۔ سر فضل چوہدری سے بات کراؤ۔ میں ٹوک بول رہا ہوں۔ ہاں نے باؤنڈ لہجے میں کہا۔

اودہ ایس سر! ہوٹل ان کریں۔ دوسری طرف سے مودبانہ لہجے میں کہا گی اور ہاں نے ہونٹ پیچھنے لگے۔ نیس جو مددی سپیکنگ۔ چند لمحوں بعد سر فضل چوہدری کی آواز سنائی دی۔

ٹوک بول رہا ہوں سر چوہدری! ٹوک نے کزخت لہجے

ٹیلیفون کی گھنٹی بجتے ہی میز کے پیچھے بیٹھے ایک مجاہدی چہرے والے غیر ملکی نے ہاتھ بڑھا کر رسیدہ اٹھا لیا۔ نیس۔ مجاہدی چہرے والے کے لہجے میں فطری کزختگی موجود تھی۔

ٹوٹی بول رہا ہوں ہاں!۔ شائن ہوٹل والے دونوں افراد کو اغوا کر کے بلو جاؤں گے۔ دوسری طرف سے ایک مودبانہ آواز سنائی دی۔ تفصیل بتاؤ۔ ہاں نے اسی طرح کزخت لیکن سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

ہاں!۔ آپ کا حکم ملے ہی ہم نے پہلے ہی پلاننگ کر لی تھی۔ جیسے ہی ان کی گاڑی چارے مطلوبہ سپاٹ پر پہنچی ہم نے کار پر سائیکلو وائرڈ فائر کر دیا۔ اودہ کار جام ہوئے اور اس میں موجود دونوں

میں کہا۔
 "اودہ! پس بس! حکم ہے۔" سر فضل چوہدری کا لہجہ
 یہ کھنٹ بھیک مانگنے جیسا ہو گیا۔
 "مجھے اطلاع ملی ہے کہ آج صبح تمہارے ہوٹل میں دو ان
 آئے تھے جن میں سے ایک سنٹرل ایشیائی جنس کا سپرٹنڈنٹ تھا
 دوسرا کوئی علی عمران۔ انہوں نے وہاں کھلے عام زیرو پوار
 اور کوٹھی نمبر تین سو تیرہ کا ذکر کیا۔ اور پھر تم نے انہیں نہ
 زندہ سلامت بھیج دیا۔ بلکہ مجھے رپورٹ ہی نہیں کی۔
 کا لہجہ بدلے پناہ کرخت ہو گیا۔
 "اودہ! اودہ! سر میں سوچ رہا تھا کہ آپ کو تفصیل
 بتاؤں۔ لیکن ایک پارٹی آج صبح کے وقت سے بات نہ ہو سکی
 وہ سر! علی عمران یہاں کی سنٹرل ایشیائی جنس کے ڈائریکٹر ہیں
 سر رحمان کا لڑکا ہے۔ ناخلف اور احمق سانو جوان ہے
 سر رحمان نے اُسے گھر سے نکالا ہوا ہے اور وہ سو پر فاضل
 دوستی کر کے اس سے خرچہ وغیرہ لے کر گزارہ کرتا ہے۔
 وہ بالکل قطعی غیر اہم اور لاابالی سانو جوان ہے۔ اس کی کو
 اہمیت نہیں ہے سر۔" سر فضل چوہدری نے گھنگھریات
 ہوئے کہا۔
 "اگر اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ تو اسے زیرو پوار
 اور کوٹھی نمبر تین سو تیرہ کا کیسے علم ہو گیا سر چوہدری؟" ڈاکر
 نے کٹ کٹانے والے لہجے میں کہا۔

وہ سر! یہ سب کچھ ایک غلط فہمی کی بنا پر ہوا۔ زیرو پوار انٹ
 ایک فلم ہے جسے دیکھتے ہوئے اس نے مجھے دیکھ لیا تھا۔ سر!
 وہ میری سیکریٹری سامتہ تھی۔ اور سر! آپ جانتے ہیں کہ
 اگر میری والدہ کو علم ہو گیا تو وہ مجھے قاتل کر دے گی۔ وہ
 بے حد سخت مزاج ہے۔ وہ اسی کی دھکی دے رہا تھا۔ اور
 سر! کوٹھی نمبر تین سو تیرہ پہلے میری نشاط گاہ تھی۔ آپ
 کی تعلیم میں شامل ہونے کے بعد وہ کوٹھی میں نے تعلیم کے حوالے
 کی ہے۔ اُسے موجودہ پوزیشن کا علم نہیں ہے سر۔
 سر فضل چوہدری نے تیز تیز لہجے میں جواب دیا۔
 "جھک ہے۔ فی الحال تو میرا اطمینان ہو گیا ہے۔ لیکن
 میں اس کی مکمل انکوائری کراؤں گا۔ ویسے فوری طور پر میں
 نے زیرو پوار انٹ اور کوٹھی نمبر تین سو تیرہ کو بند کرنے کے احکامات
 جاری کر دیئے ہیں۔ تم محتاط رہنا۔" ڈاکر نے اس بار
 توڑے نرم لہجے میں کہا اور پھر ریسورر رکھ دیا۔ ریسورر رکھ کر اس نے
 اخراکام کا بٹن دبا دیا۔
 "پس! ایک مراۃ آواز سنائی دی۔
 راجت کو حکم دے دو کہ سر فضل چوہدری کا خاتمہ کر دے۔ اور
 ایکسپرنٹ شو کیا جائے تاکہ انکو انری نہ ہو سکے۔" ڈاکر نے
 کرخت لہجے میں کہا۔
 "سر فضل چوہدری سر۔ ہوٹل شارچن والا سر۔ دوسری طرف

آسے ایٹروڈ سے مفلوج کر کے بلوچاؤں لے آیا ہوں۔ میرے خیال میں یہ بہترین شہنشاہ رہے گی۔ سوٹر لینڈ سے ہمیں آؤر بھی ملا ہوا ہے۔“ جیمز نے کہا۔
 ”تم نے کیا نام دیا تھا اسی۔“ علی عمران۔ ”وگ نے بری طرح چوکھٹے ہوئے پوچھا۔

”یس ہاں!۔“ اس نے بھی نام دیا تھا۔“ جیمز نے جواب دیا۔
 ”اوہ!۔“ یہ معاملہ تو انتہائی گڑبگڑ رکھتا ہے۔“ علی عمران ہر طرف سے ہنگ رہا ہے۔ ”تم ایسا کہو کہ فوراً اس فلیٹ سے جہاں علی عمران رہتا ہے، تفصیلات پتہ کر دو کہ وہ علی عمران کون ہے۔ کیا یہ شخص دہی ہے جو یہاں کی سنٹرل ایٹلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل کا نوکر ہے۔“ یا کوئی اور ہے۔“ وگ نے تیز لہجے میں کہا۔

”بہتر اس۔“ جیمز نے جواب دیا۔
 ”فوراً تفصیلات معلوم کر کے مجھے اطلاع دو۔“ اس کے بعد میں بلوچاؤں و پہنچوں گا تا کہ اس بات کا جائزہ لے سکوں کہ کیا واقعی یہ لوگ شہنشاہ کے لئے مناسب ہے یا نہیں۔“ وگ نے کہا اور سیور رکھ دیا۔ اس کی پشتانی پر سٹوٹس سی ابھر آئی تھیں وہ علی عمران کی وجہ سے بری طرح الجھ گیا تھا۔

سے چوکھٹے ہوئے لہجے میں پوچھا گیا۔
 ”ہاں دہی۔“ اس کا آج ہی خاتمہ ضروری ہے۔“ وگ جس طرح میں نے کہا ہے بالکل اسی طرح۔“ وگ سنا کر خست لہجے میں کہا اور مہینہ آف کر دیا۔
 اسی لمحے ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور وگ نے ریسیور اٹھا لیا۔
 ”یس۔“ وگ نے کرخت لہجے میں کہا۔

”جیمز بول رہا ہوں!۔“ میں نے ایک نیا شکار منتخب کر لیا ہے ہاں!۔“ سٹوٹس لوکی ہے۔“ دوسری طرف سے جیمز کی آواز سنائی دی۔
 ”سٹوٹس لوکی!۔“ پوری تفصیل بتاؤ۔“ وگ نے چوکھٹے ہوئے پوچھا۔

اور جیمز نے آسے تفصیل سے بتایا کہ کس طرح ایک لڑکی اُسے بازار میں نظر آئی اور پھر اس کے گلگ روڈ پر ایک فلیٹ کا پتہ بتایا کہ وہاں اس کا ملازم علی عمران اور باورچی سلیمان رہتا ہے۔ اس کی اس بات سے میں کھٹک گیا کہ ایک غریب عورت ایک مقامی ملازم عام طور پر نہیں رکھتا کرتی۔ چنانچہ میں نے مارکر کی مدد سے اس کا تعاقب کیا تو وہ ایک اور فلیٹ میں رہتی تھی۔ میں اور مارکر آسے وہاں سے اٹھا کر کے لے آئے ہیں۔ میں نے اس کے فلیٹ کی تلاشی لی ہے۔ وہ غیر شادی شدہ ہے اور اکیلی رہتی ہے۔ اس کے فلیٹ سے اسلحہ بھی ملا ہے۔ میں

یہ ایک بڑا مال کمرہ تھا جس کی سائیدوں میں الماریاں موجود تھیں
ایک آدمی ہاتھ میں انجکشن سرنگ اٹھائے پیچھے مٹ رہا تھا۔ عمران
نے سر جھٹکا کہ اپنا جسم دیکھا تو وہ صبح سلامت تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ
وہاں کے میں کار تیار نہیں ہوتی بلکہ کسی مخصوص انداز میں بیہوش کیا گیا
ہے اور اب انجکشن لگنے کی وجہ سے ریڑھ کی ہڈی میں تحلیل کی جو
تیز لہر دوڑی ہے اس کی وجہ سے اس کا شعور بیدار ہو رہا ہے۔
انجکشن لگانے والا مڑ کر تیزی سے باہر نکل نکلا اور اپنے پیچھے
دروازہ بند کر گیا۔

عم — عمران! ہم کہاں ہیں؟ — سو پر فیاض نے غور فرما
بلجے میں کہا۔

فی الحال تو یہ جہنم ہی لگتا ہے۔ شکر کرو کہ قبر میں آنکھ نہیں
کھلی سیدھے جہنم میں ہی پہنچ گئے ہیں۔ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔ درد کی شدت ویسے بھی اب کافی کم ہو گئی تھی۔ لیکن
عمران تو ظاہر ہے کہ شدت کے باوجود بھی اپنے آپ پر کنٹرول کرنا چاہتا تھا۔
اوہ! — یہ کون لوگ ہیں۔ دھماکہ تو اتنا خوفناک ہوا تھا کہ
میں یہی سمجھا تھا کہ میرے جسم کے پرچے اڑ گئے ہیں۔ فیاض
نے آہستہ سے کراہتے ہوئے کہا۔

ہر سانس آڑ لگنے ہوں اور انہوں نے اکٹھا کر کے انہیں گوند
سے جوڑ دیا ہو۔ اور یہاں ہمیں باندھ بھی اسی لئے دیا جوتا کہ
گوند پختہ ہو جائے۔ عمران نے کہا۔

اسی لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھٹکا اور دوسرے لمحے عمران

عمران نے کی آنکھیں کھلیں تو درد کی ایک تیز لہر اس کے جسم
میں دوڑتی چلی گئی۔ یہ درد اتنا شدید تھا کہ بے اختیار عمران کے منہ
سے کسی سی نکل گئی۔ اسی لمحے اسے قریب ہی سو پر فیاض کے
چہینے کی آواز سنائی دی تو اس نے ایک جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش
کی۔ لیکن دوسرے لمحے وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اس کا جسم
ایک ستون سے بندھا ہوا تھا۔ لیکن اس طرح کہ اس کے دونوں ہاتھ
اس کے سر کے اوپر ستون سے منسلک ہوئے۔ اس کے کندھوں میں جکڑے
ہوئے تھے۔ اور اسی طرح اس کے دونوں پیروں کو بھی ستون کے
ساتھ منسلک کندھوں سے جکڑ دیا گیا تھا۔

اس نے سر گھما کر دیکھا تو پاس ہی دوسرے ستون سے سو پر فیاض
بھی اسی طرح بندھا ہوا کھڑا تھا۔ اس کے منہ سے اب کراہیں نکل
رہی تھیں۔

یہ سب کچھ کیا ہے۔

جواب میں جولیلمے بھی پلکیں جھپکنا شروع کر دیں اور پھر کچھ دیر تک ان کے درمیان آبی کوڑے کے ذریعے باتیں ہوتی رہیں۔ اور جولیلمے مختصر طور پر اپنے ساتھ گزرنے والے واقعات آبی کوڑے میں عمران کو بتا دیتے اور عمران ایک طویل ماسٹے کر رہ گیا۔ جولیلمے تباہی مچاتے واقعات نے اسے ایک مخصوص انداز میں سوچنے پر مجبور کر دیا تھا۔

اسی لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھٹ اور ایک لمبا تڑنگا اور خالص لمبے چوڑے اور ٹھوس جسم کا غیر ملکی اندر داخل ہوا۔ اس کا چہرہ اس قدر بھاری تھا کہ وہ بلڈاگ کی طرح لگتا تھا۔ اس کے پیچھے تین افراد تھے جن میں سے دو کے پاس مشین گنز تھیں وہ بڑے موہبانہ انداز میں اس بلڈاگ کے پیچھے چلے گئے۔ عمران کو اس بھاری چہرے والے شخص کی شکل کچھ جانی پہچانی کسی لگتی تھی لیکن ذہن میں کوئی واضح بات نہ آ رہی تھی۔

ان میں سے عمران یہ ہے۔ ڈائریکٹر جنرل سر رحمان کا بیٹا۔ بلڈاگ چہرے والے نے عمران کی طرف سخت نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

نیس ہاں! یہی علی عمران ہے۔ اور میں نے تحقیقات کر لی ہے ہاں! جولیلمے واقعی اس شخص کو اپنا ملازم تھا ہر کیا تھا۔ یہی تنگ روٹ کے غیث میں رہتا ہے۔ اور یہ دوسرا پرنڈنٹ فیاض ہے۔ سنٹرل انٹیلی جنس کا پرنڈنٹ!

کی انکسیرت سے مصیبت چلی گئیں۔ کیونکہ ایک آدمی ایک اسٹریچر دھکے دے کر اندر داخل ہوا تھا اور اسٹریچر پر جولیلمے بیٹھ جاتا تھا۔ انکسیرت سہلی ہوتی تھیں اور چہرے پر اس طرح اطمینان تھا جیسے وہ خود اپنی مرضی سے بیٹھ جاتا ہو۔

جولیا! — تو جولیلمے ہے۔ اسی نے فیاض کی چینی برلی اور سناٹی دی۔

لیکن جولیا پر اس آواز کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اور نہ ہی وہ چرکی اور نہ اس نے سر ہلایا۔

عمران حیرت سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ اس وقت واقعی اس کا ذہن بھونچال کی زد میں تھا۔ اسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ آخر یہ پیکر کیا چل رہا ہے۔

اسٹریچر کو لائے والے نے اسٹریچر کو ایک سائیڈ پر لگایا اور عمران اور فیاض کے سامنے ایک طرف دیوار کے ساتھ کھڑا کر کے وہ بڑے اطمینان سے چلتا ہوا واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

چونکہ اب جولیا کا چہرہ سائیڈ پر ہو گیا تھا اس لئے اس کی اور عمران کی نظریں ملیں اور دوسرے لمحے جولیا کی آنکھوں میں شدید حیرت کے آثار ابھرے لیکن اس کی زبان سے کوئی لفظ نہ نکلا۔ اور نہ کوئی حرکت کی۔ تو عمران سمجھ گیا کہ جولیا کے جسم کو کسی مخصوص دوا یا گیس سے مفلوج کر دیا گیا ہے۔

عمران نے بجائے کچھ کہنے کے فوراً ہی پلکیں تیزی سے اور غصہ میں انداز میں جھپکنا شروع کر دیں وہ آبی کوڑے میں جولیلمے سے پوچھ رہا تھا کہ

”اوہ! — تم تو ضرورت سے کچھ زیادہ ہی باخبر لگتے ہو اور سنو! مجھے ان باتوں پر غصہ نہیں آیا کرتا — یہ واقعی میرا اپنا آئینہ لباس ہے اور آج تک انتہائی کامیاب بھی رہا ہے — لیکن اب تمہیں مرنے سے پہلے یہ ضرور بتانا ہو گا کہ تمہیں یہ سب تفصیلات کیسے معلوم ہوئیں؟ —“ ڈاک نے جواب دیا۔

”پوری معمولی سی اور سبھی جیسی بات ہے۔ تمہاری ایک شہینٹ بکری گئی — اس کے بعد تیس انکوائری کے لئے سڑک انڈسٹری جنس کے پاس آگیا۔ فیاض آجکل ایسی کیس پر تحقیقات کر رہا ہے اور تمہارا آدمی تجیز مرقی جس طرح جولیا کو اغوا کر کے لے آیا ہے اور یہاں تم نے جو باتیں کی ہیں ان سے بھی نتیجہ نکلتا ہے کہ تم جولیا کو جتنی ہی مقصد کے لئے اغوا کر کے لائے ہو — اور جہاں تک ڈاک مین اور تمہارا تعلق ہے۔ میں نے تمہیں ایک بار ڈاک مین کے ساتھ دیکھا تھا۔ اس لئے مجھے تمہاری کچھ کچھ شکل یاد آرہی تھی لیکن جب تم نے اپنا نام بکایا تو مجھے یاد آگیا کہ ڈاک مین کے تمہارا تعارف اس نام سے کرایا تھا۔ اور یہ کہا تھا کہ یہ میرا اسسٹنٹ ہے۔“ عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں پوری وضاحت کر کے کہے ہوئے کہا۔

”تم ڈاک مین سے کب ملے تھے اور کس حیثیت سے؟ —“ ڈاک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ تو ڈاک مین زیادہ بتاؤ وہ تمہیں بتاؤ کہ میری کیا حیثیت ہے البتہ اتنا یادوں کہ جب ڈاک مین سونے کی تلاش کے چکر میں بیرونیار کے باغوں چھن گیا تھا تو میں نے ہی اپنی جان پر کھیل کر اس کی جان

ایک ایک سیڈنٹ میں ہلاک ہو گیا ہے — اور میں سرفصل ہو رہا تھا منہیں ہوں کہ تمہاری فلم والی بات سے پہلے جاؤں —“ میرا ڈاک سے ڈاک — اس نے چھپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ڈاک! — اوہ تو تم وہی ڈاک ہو ڈاک مین کے اسسٹنٹ — عمران نے بے اختیار چوہکتے ہوئے کہا اور ڈاک کو عمران کو بات کرنا کہ اس طرح جھٹکا لگا جیسے کسی نے اس کے جسم پر کوڑا مار دیا ہو۔ اس کی آنکھیں حیرت سے چھلنے لگیں۔

”تم مجھے اور ڈاک مین کو کیسے جانتے ہو؟ —“ ڈاک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میرا خیال ہے ڈاک مین مر گیا ہے — ورنہ کم از کم وہ تمہیں اس قسم کی بیچ حرکتوں کی اجازت نہ دیتا۔“ عمران کے لہجے میں یحیٰی کی سبیدگی عود کر آئی۔

”تمہارا یہ خیال تو درست ہے کہ ڈاک مین مر گیا ہے اور اب میں ڈاک مین تنظیم کا چیف ہوں — لیکن بیچ حرکتوں تمہارا کیا مطلب ہے؟ —“ ڈاک نے بوٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”یہی عورتوں کو ہلاک کر کے ان کے مردہ جسم میں منشیات جود انہیں ڈرڈ باڈی کے طور پر پٹر پٹر ملک میں منتقل کرنا۔ یہ نہ صرف بیچ قسم کا جرم ہے بلکہ انتہائی گھٹیا حرکت بھی ہے۔“ کم از کم ڈاک مین اس قسم کا آدمی نہ تھا — یہ تمہاری استہزاء گئی ہے۔

”تمہاری اس حرکت سے مجھے پتہ چل گیا ہے کہ تم کسی گھٹیا خاندان کے آدمی ہو۔“ عمران کا لہجہ یحیٰی سر ہو گیا۔

کہ وہ ہمیشہ اپنے پیارے بچہ کا کام کرتا اور نظاہر تو وہ رعب و اب نہانے رکھتا
 لیکن اس نے علمی عہد پر ایسی کسی سرگرمی میں حصہ نہ لیا تھا جس سے
 وہ تک و قوم کا مجرم بن جاتا۔ کیونکہ اسے پوری طرح علم تھا کہ اگر وہ
 کسی ایسی سرگرمی میں غوث ہو گیا اور عمران کو اس کا پیارہ چل گیا تو
 اس نے ایک لمحے میں اس کی گردن اپنے ہاتھوں سے توڑ دینی
 ہے۔ وہ عمران کی فطرت اور اس کے اصولوں سے اچھی طرح
 واقف تھا۔ زیر زمین سرگرمیوں میں بھی وہ صرف اس لئے حصہ
 لیتا تاکہ عمران کے کسی مشن کے لئے وہ کوئی کام کر سکے اور اس
 دنیا سے متعلق ہونے کی وجہ سے بعض اوقات ایسی باتیں اس کے
 کانوں تک پہنچ جاتی تھیں جو باہر کا آدمی کسی صورت بھی نہ سن
 سکتا تھا۔

گزشتہ کئی ماہ سے وہ قطعی ناراض تھا۔ عمران نے اس سے
 رابطہ قائم نہ کیا تھا اور وہ جانتا تھا کہ عمران صرف ضرورت کے وقت
 ہی اس سے رابطہ قائم کرے گا۔ ورنہ وہ ناراض تھا۔ گزشتہ کئی
 ماہ سے ایک کوبرا زیر زمین دنیا میں خاصا سرگرم تھا۔ آج بھی وہ
 حسب معمول راتیں کلب میں وقت گزارنے آیا ہوا تھا۔ یہ کلب اسے
 اس لئے پسند تھا کہ یہاں زیادہ تر زیر زمین دنیا کے گزر گئے آتے
 جاتے رہتے تھے۔ اور کوبرا راتیں جو اس بار کا مالک تھا، وہ
 ایک کوبرا سے خاصا متاثر تھا۔ اس لئے وہ اپنا زیادہ تر وقت
 راتیں کلب میں ہی گزارتا تھا۔

بارندہ میں داخل ہوتے ہی وہ جیسے ہی اپنی مخصوص میز کی طرف

ٹائیسگر نے اپنی موٹر سائیکل راتیں بار کے سامنے روکی اور پچھل
 اچھلی کر بیچہ اتر۔ اور تیزی سے قدم اٹھاتا بار کے مین گیٹ کی طرف
 بڑھ گیا۔ اس وقت وہ غنڈوں کے مخصوص لباس میں تھا۔ جیت اور
 آدھے بازوؤں والی بنیان، جنٹری کی ٹنگ پٹکوں اور گھٹے میں شیشے رنگ
 کارو مال اور پھر چہرے کا میک اپ الیا کہ دیکھتے ہی محسوس ہو جائے
 کہ اس کا تعلق زیر زمین دنیا سے ہے۔ اس کی یہ عادت سی بن گئی
 تھی کہ وہ جب بھی ناراض ہوتا، زیر زمین دنیا کی سرگرمیوں میں باقاعدہ
 حصہ لیتا۔ اور اب تو اس نے یہ میک اپ مستقل طور پر اپنا لیا تھا
 اور اس میک اپ میں اس کا نام بیک کو برا تھا۔ اور کئی ماہ تک
 مسلسل اودھم مچانے کے بعد اب زیر زمین دنیا میں اس نے اپنی
 ایک باقاعدہ حیثیت منوالی تھی۔ اور اچھے اچھے لوگ اب بیک کو
 کے نام اور سرگرمیوں سے واقف ہو چکے تھے۔ لیکن یہ اور بات ہے

بڑھا جو رالنن کے حکم کے مطابق اس کے لئے مستقل طور پر رہا رہتی تھی۔ مگر ایک دیر تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

”آپ کو بڑے باس یاو کر رہے ہیں۔“ دیر نے مودہ جیسے میں ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔ ”بڑے باس سے اسس“ مخاطب رالنن تھا۔

”اوہ اچھا! کہاں ہیں وہ؟“ ٹائیگر نے چونکا ہونے پر پوچھا۔

”وہ اپنے دفتر میں ہیں۔“ انہوں نے کہا تھا کہ جیسے ہی آ آئیں۔ آپ کو پیغام دے دیا جائے۔“ دیر نے اسی طرح مودہ کو بلانے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔“ ٹھیک ہے۔“ ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کاؤنٹر کی سائیڈ پر موجود راہ چاری کی طرف بڑھ گیا۔ جس کی انتہام پر رالنن کا دفتر تھا۔ دفتر کا دروازہ کھد کر وہ اندر داخل ہوا تو میز کے پیچھے بیٹھا بڑھا رالنن جیکیفون پر سے باتیں کر رہا تھا۔ ٹائیگر سائیڈ پر کرسی پر جا کر اطمینان بیٹھ گیا۔

اسی لمحے رالنن نے گفتگو ختم کر کے سیور رکھ دیا اور پھر غور ٹائیگر کو دیکھنے لگا۔

”تم آگئے کو برا! میں کافی دیر سے تمہارا انتظار کر رہا تھا۔“ رالنن نے دھیمے لہجے میں کہا۔

”بات کیا ہے۔“ ٹائیگر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”بات بڑی گہری ہے۔“ ایک شرط پر تانا ہوں کہ اگر تم سے یہ بات چیت نہ بن سکے تو تم نے اسے ایک آؤٹ نہیں کرنا۔“ رالنن نے اس طرح تعذیب بھرے لہجے میں کہا جیسے وہ بات کرتے ہوئے ہنسیا کر رہا ہو۔

”تم کھل کر بات کرو رالنن!۔“ بلیک کو برا کا سینہ رازوں کا مدفن ہے۔“ ٹائیگر نے منہ بند کرتے ہوئے جواب دیا۔

”یہاں ایک غیر ملکی پارٹی ایک نیا دھندہ کر رہی ہے اور وہ اس میں کافی کامیاب جا رہی ہے۔“ اس کی مخالفت پارٹی نے مجھ سے بات کی ہے۔“ وہ چاہتے ہیں کہ انہیں توڑ کر اس دھندے پر خود قبضہ کیا جائے۔“ رالنن نے اوہر اوہر دیکھتے ہوئے آگے کی طرف جھک کر بڑے راز دانہ انداز میں کہا۔

”تھیں تو کسی جاسوسی فلم میں کوئی کردار ادا کرنا چاہتے رالنن!۔“ تم اب خواہ مخواہ کا سسپنس پیدا کرنے کے عادی ہو گئے ہو۔ سیدھی طرح بات کرو۔ کیا دھندہ ہے۔“ کوئی پارٹی ہے۔ ہم نے لیکرنا ہے۔“ کتنی رقم کی آفر ہے۔“ ٹائیگر نے بڑا سا منہ بند کرتے ہوئے کہا۔

”ڈاگ میں کا نام کبھی سنا ہے۔“ رالنن نے اور زیادہ دھیمے لہجے میں کہا۔

”ڈاگ میں!۔“ وہ کون ہے۔“ میں نے تو یہ نام کبھی نہیں سنا۔“ اوہ ویسے بھی کچھ عجیب سا نام ہے۔“ ٹائیگر نے چند لمحے سوچنے کے بعد انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

میں کوئی مشتبہ چیز ہوتی ہی نہیں۔ پھر وہ عورت اصل ہوتی ہے اور تازہ مردہ ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ دوسری بات یہ کہ ان فی جلد کی وجہ سے منشیات کو چپک کر لے والے آلات بھی نیل ہو جاتے ہیں۔ اور آخری بات یہ کہ کسی کے تصور میں بھی یہ منبہیں آسکتا کہ اس عورت کے پیٹ میں منشیات بھر کر باقاعدہ سنگٹنگ کی جا رہی ہے۔ ہر شخص مردے کو احترام دیتا ہے زیادہ سے زیادہ چنگٹ بھی ہوتی ہے تو نابیت کی۔ اور کبھی راتیں نے کہا اور نائیچر کی آنکھیں حیرت سے پھلتی چلی گئیں۔ واقعی اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ اس حد تک کمینگی پر بھی کوئی اثر سکتا ہے۔ اودہ!۔ بڑا ہی عجیب اور ظالم انداز طریقہ ہے راتسن۔

ہاں!۔ کسی حد تک اسے ظالم انداز بھی کہا جاسکتا ہے۔ لیکن تم جانتے ہو کہ ہم لوگوں کے لئے کسی کو مارنا یا خود مر جانا کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ انسانی جان کی بجائے مال ہماری نظر میں ہیں۔ میں زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ اور تم خود سوچ سکتے ہو کہ ایک فیمینٹ کے ذریعے کتنا بڑا مال آسانی سے منگلو جاتا ہے۔ راتسن نے کہا۔

بالکل ہو جاتا ہے۔ بڑا کامیاب اور محفوظ طریقہ ہے ان ایڈی ٹرز کا۔ ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ لیڈی کلرڈ!۔ اودہ اچھا نام ہے۔ بہر حال فلگ مین تنظیم آجکل بھی دھندہ کر رہی ہے اور انتہائی کامیابی سے۔ آج تک

کچھ عرصہ پہلے ڈاک مین یو پرپ کا ایک نامی گزرا جرم تھا۔ اس کی تنظیم کا نام بھی فلگ مین تھا۔ ہر قسم کے جرائم کا شہنشاہ سمجھا جاتا تھا۔ اب وہ مرجھا ہے اور فلگ مین تنظیم کا سربراہ اسس کا اسٹنٹ ڈاک بن چکا ہے۔ اور فلگ نے گزشتہ چند سالوں میں صرف منشیات کی سنگٹنگ میں اپنے آپ کو محصور کر لیا ہے۔ اور وہ اس دھندے میں خاصا کامیاب بھی رہا ہے۔ اب اس نے ایک نیا طریقہ ایجاد کیا ہے منشیات کی سنگٹنگ کا۔ انتہائی عجیب و غریب۔ راتسن نے کہا۔

کیا طریقہ نکالو گے؟۔ ہاں ٹائیگر نے فہم چلیتے ہوئے پوچھا۔ کیونکہ یہ اس کے مطلب کی باتیں تھیں۔ انتہائی عجیب و غریب اور انتہائی کامیاب۔ وہ ایسی عورتیں ڈھونڈتا ہے جن کا اتہ پتہ پوچھنے والے کم ہوں۔ پھر انہیں ہلاک کر کے ان کے پیٹ سے ہر چیز صاف کر دیتا ہے۔ اس کے بعد اس عورت کے پیٹ میں منشیات بھر کر پیٹ کو بڑے ماہرانہ انداز میں سی دیتا ہے۔ اس کے بعد وہ لاش باقاعدہ غیر خاک کو ڈنڈا بازی کی صورت میں پیچھی جاتی ہے۔ جہاں اسس کے فرقی رشتہ دار آئے وصول کر لیتے ہیں۔ اس کے بعد باقاعدہ تمام کارروائیاں کرنے کے بعد اسے دفن کر دیا جاتا ہے اور دفن کرنے کے بعد رات کو قبر کھودی جاتی ہے۔ منشیات نکال لی جاتی ہیں اور قبر دوبارہ بند کر دی جاتی ہے۔ اس طرح کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوتی اور مال منگلو جاتا ہے۔ اس مہارت

تہذا مطلب ہے کہ ہم نے ڈاگ میں تنظیم کا اس طرح خاکہ کرنا ہے کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو۔ ڈائیجر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

ہاں!۔ مطلب یہی ہے۔ ہماری پارٹی کا تعلق بھی یورپ سے ہے اور اس کا پاس کسی زمانے میں میرا بہترین دوست رہا ہے اور وہ میری صلاحیتوں سے بھی اچھی طرح واقف ہے گو میں اب لڑھکا ہوں کہ خود عملی زندگی چھوڑ چکا ہوں۔ لیکن وہ بڑا سچا ہے کہ اگر میں چاہوں تو ڈاگ میں کا خاکہ کر سکتا ہوں چنانچہ اس نے مجھ سے بات کی ہے اور میں نے حامی بھر لی ہے کوئی شک یہ میرے مطلب کا کام ہے اور آخر میری بہت لمبی ہے۔ اور لاہری محمد و سنا ہے۔ رائسن نے کہا۔

کام کیسے محدود ہو گیا۔ ڈاگ میں جیسی بین الاقوامی خرم تنظیم کا خاکہ محدود کام ہے۔؟ ڈائیجر نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

اودہ!۔ پوری تنظیم کا خاکہ تو ناممکن ہے۔ ہم نے تو صرف اس کے چھٹ پاس ڈک کا خاکہ کرنا ہے۔ ڈک کا خاکہ نہ ہوتے ہی اس تنظیم میں کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جو اکیلے اس تنظیم کو چلا سکے۔ چنانچہ تنظیم لامحالہ خود کو دو ٹوٹ جائے گی۔ اور چونکہ میری پارٹی ڈاگ میں کسی کے بعد نہیں رہے اس لئے لازماً اس کے علاوہ ڈاگ میں کے باقی دھندوں پر بھی وہ قبضہ کر لے گی۔ رائسن نے جواب دیا۔

اس کی ایک شینٹ بھی نہیں پڑی گئی۔ ایک شینٹ پر ذرا سا مسکے ہوا تھا تو ڈاگ میں کے آدمیوں نے وہاں سارا معاملہ ہی صاف کر دیا تھا اور یہ بھی بتا دیا کہ ڈاگ میں یہ دھندہ یہاں پکڑ گیا میں کمرہ ہی ہے۔ رائسن نے کہا۔

یہاں پکڑ گیا میں۔ اچھا۔ ڈائیجر اس اطلاع پر واقعی چونکا پڑا۔

ہاں یہاں!۔ اور تمہیں معلوم ہے کہ یہاں سے اگر منشیات کی ایک بھاری کھیپ بھی یورپ یا ترکی یا فتنہ ممالک میں سگ کی جاکا تو کتنا بڑا مال بن جاتا ہے۔ رائسن نے کہا۔

میں تمہاری بات سمجھ رہا ہوں۔ اب آگے لو! ڈاگ میں یا ڈک ترکہ دھندہ نہ رہے۔ تم یا تمہاری پارٹی کیا چاہتی ہے کیا وہ بھی یہی دھندہ کرنا چاہتی ہے؟ ڈائیجر نے کہا۔

میری پارٹی کو اس کامیاب دھندے کی اطلاعات مل گئی ہیں۔ گو وہ پارٹی بھی منشیات میں غوث ہے۔ لیکن وہ ڈاگ میں تنظیم سے بہر حال کم درجے کی ہے۔ اس لئے وہ ڈاگ میں کے مقابلے میں یہ دھندہ نہیں کرنا چاہتی۔ کیونکہ بات ظاہر ہوتے ہی ڈاگ میں اسے چیں کر رکھ دے گی۔ اس لئے وہ یہ چاہتی ہے کہ اس دھندے کی کسی سرکاری آدمی کو بھی اطلاع نہ ہو اور ڈاگ میں کا پتہ بھی صاف کر دیا جائے۔ اس کا خاکہ ہوتے ہی اس دھندے پر میری پارٹی کام کرنا چاہتی ہے۔ رائسن نے جواب دیا۔

تو ڈک کا خاتمہ کرنا ہے۔" مائیگر نے کہا۔
 ہاں!۔ صرف ڈک کا۔ لیکن یہ بھی بتا دوں کہ ڈک ڈاگر
 کا اسسٹنٹ رہا ہے۔ انتہائی ٹھنڈے دماغ کا سفاک تو
 مجرم ہے۔ ذہنی طور پر حد سے زیادہ شاطر اور عیار آدمی۔
 بڑے بڑے مجرم اور بڑی بڑی تنظیمیں اس سے جھکا کر ختم ہو چکی ہیں
 اس لئے ڈک کا خاتمہ کوئی محسوس بات نہیں۔ میرے خیال
 دنیا کا سب سے کھشن کام ہے۔ رائنن نے پانچ سو
 ڈک کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

اچھا۔ ہو گا۔ اب تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟" مائیگر
 منہ بناتے ہوئے کہا۔
 بات یہ ہے کہ میں اس مسئلے میں کسی گھٹیا درجے کے آدمی
 سے نہیں ڈال چاہتا۔ اور کسی گروپ کے ذریعہ بھی یہ کام نہیں
 لگانا چاہتا۔ یہ ایسے آدمی کا کام ہے جو فری لانس بھی ہو۔
 اصول پسند بھی ہو۔ اور تیزی سے کام کرنے کی صلاحیتیں بھی
 ہو۔ اور ان سب باتوں کو سوچتے ہوئے میرے ذہن میں
 ہم آیا ہے اس لئے میں نے تم سے بات کی ہے۔ اگر تم
 کام کی جانی جھوٹو ٹھیک ہے۔ ورنہ پھر میں اور کوئی لائسنس
 سونچوں گا۔ رائنن نے کہا۔

"کتنی رقم دو گے؟" چند لمحے سوچنے کے بعد مائیگر نے
 ایک لاکھ ڈالر مجھے دو لاکھ ڈالر کی آفر دینی ہے۔ ایک
 لاکھ تمہارا ایک میرا۔ اور باقی جو کوئی بھی آخر بات ہوں گے

بھی میں ادا کروں گا۔ بولو منظور ہے؟" رائنن نے کہا۔
 دیکھو رائنن!۔ آفر تو خالص معقول ہے اور میں تمہاری
 طبیعت سے بھی واقف ہوں کہ تم کھرے اور صاف آدمی ہو۔ اس
 لئے تم جھوٹ بھی نہیں بول رہے۔ لیکن تم نے آفر بھی بہت
 کم قبول کی ہے۔ ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم کے سربراہ کو ٹرین
 کرنا ہی اصل مسئلہ ہے۔ وہ کوئی عام یا مشہور آدمی تو نہیں
 ہے کہ بس ہیکر اس کے سینے میں گولی مار دی جائے گی۔ اس
 لہذا کم سے یہ آفر بہت کم ہے۔ مائیگر نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ لیکن مسئلہ صرف خاتمے کا
 سے ٹرین کرنے کا نہیں۔ میری پارٹی کا ایک آدمی ڈاگ میں
 تنظیم میں شامل ہے۔ تم جانتے ہو کہ ایسا ہوتا رہتا ہے۔ اس
 لئے اس آدمی کے ذریعے یہ اطلاع مل چکی ہے کہ ڈاگ میں نے
 یہاں ڈاگ کو کوئی کی ایک کو بھی کو اپنا خفیہ ڈاگ بنا رکھا ہے اسے
 وہ لوگ بلو جاؤں کہتے ہیں۔ لیکن ڈک خود کہاں رہتا ہے۔
 اس کا علم نہیں ہے۔ البتہ وہ بلو جاؤں میں آتا یا ضرور رہتا
 ہے۔ اس لئے اگر کسی طرح بلو جاؤں کو کوہر کر لیا جائے تو ڈک
 کو آسانی سے تلاش کیا جاسکتا ہے۔ رائنن نے کہا۔

اگر یہ اتنا ہی سیدھا کام ہے تو رائنن!۔ کم از کم رولڈ اور کاسٹرنگ
 مانا تو تم بھی جانتے ہو۔ پھر ایک لاکھ ڈالر کی رقم ضائع کرنے
 کا کیا فائدہ؟" مائیگر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ بات نہیں!۔ ڈک انتہائی شاطر آدمی ہے وہ ہر طرف

سے ہوشیار رہتا ہے۔ اس لئے اسے ٹرین کر لینے کے باوجود اس
 قتل کرنا آسان نہیں ہے۔ اس کیلئے زبردست اہتمامی جنگ
 کی ضرورت ہے اور میں اب بوڑھا ہو چکا ہوں۔ بہر حال اگر
 تم یہ کام نہیں کرنا چاہتے تو مجھے بتادو۔ رالن نے اس
 قدر سے سبٹ لہجے میں کہا۔
 اس کام کے لئے وقت کی پابندی تو نہیں ہے۔
 تھے چند ملے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔
 جس قدر جلد ممکن ہو سکے۔ اور مجھے معلوم ہے کہ اگر تم
 یہ کام اپنے ہاتھ میں لے لیا تو میرے تصور سے بھی جلد ہو جلا
 گا۔ مجھے تمہاری صلاحیتوں کا اعتراف ہے۔ رالن
 نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
 او۔ کے! — ٹھیک ہے۔ اس کو بھی کا پتہ ناؤ۔
 میرے حوالہ کرو۔ اور اس ڈاک میں تنظیم کے سربراہ ڈک کا
 بتادو۔ میں اس کام کے لئے تیار ہوں۔ ٹائیگر نے ایک
 غولی سانس لیتے ہوئے کہا۔
 دیر ہی گزرتی! — مجھے یقین تھا کہ تم ضرور یہ کام کرنے کی حامی
 گے۔ اور اب میں مطمئن ہوں کہ کام ہو جائے گا۔ میری
 ساری عمر اسی وعدہ سے میں گزری ہے۔ مجھے تمہاری
 صلاحیتوں کا بھی علم ہے جن کا شاید تمہیں بھی علم نہ ہوگا۔
 حصول کے مطابق آدمی رنم پہلے۔ اور آدمی کام ہو جانے کے
 بعد۔ اور یہ لو آدمی رنم۔ یہ اس کو سٹی کے پتے کا کارڈ۔

یہ ڈک کا فوٹو۔ ویسے وہ ایک آپ کا ماہر ہے۔ اور اہل اس یہ
 بھی بتادوں کہ اسے آسان شکار سمجھنے کی کبھی غلطی نہ کرنا۔ اس
 کا نشانہ بنے خطا ہے۔ اور وہ فائل آرٹ کے ٹاپ ماہرین میں
 سے ایک ہے۔ اس کے متعلق مشہور ہے کہ وہ نشیت پر بھی
 چھین رکھتا ہے۔ رالن نے میری دراز کھول کر ایک
 بریف کیس باہر نکالا اور میز پر رکھ کر اسے کھول دیا۔ بریف کیس میں
 نوٹ جبرے ہوتے تھے۔
 کارڈ اور فوٹو اس کے اوپر رکھے ہوئے ہیں۔ مجھے وقتاً
 فوقتاً رپورٹ دیتے رہنا۔ رالن نے بریف کیس ٹائیگر کی طرف
 لٹکاتے ہوئے کہا۔
 او۔ کے! — ویسے بار بار رپورٹ دینے کی ضرورت نہ پڑے
 گی۔ میرے خیال میں ایک ہی رپورٹ فائل ہوگی۔ ٹائیگر
 نے مسکراتے ہوئے کہا اور بریف کیس بند کر کے وہ اٹھا اور پھر تیزی
 سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
 بلکہ باہر آکر ٹائیگر نے بریف کیس کو موٹر سائیکل کی سائیڈ میں
 لٹکایا اور دوسرے لمحے وہ موٹر سائیکل لے کر آگے بڑھ گیا۔ اس
 کے ذہن میں کھلبلی سی بھی مونی تھی۔ نشیات کی سمجھنا تو بہر حال
 جرم تھا ہی۔ لیکن اس طرح کے گناہ عورتوں کو قتل کر کے نشیات
 کی سمجھنا اس کے نزدیک انتہائی گھٹیا اور ناقابل معافی جرم تھی۔
 اور اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ نہ صرف وہ اس ڈاک میں کاغذ نمکری
 گا بلکہ بعد میں وہ رالن کی پارٹی کے خلاف بھی کام کرے گا۔ لیکن

وہ پہلے اس سلسلے میں عمران سے بات کر لیا جاتا تھا۔ اگر وہ نے دلچسپی لی تو پھر ظاہر ہے وہ اس کی ہدایات کے تحت ہی کاٹے لیکن اگر اس نے دلچسپی نہ لی تو پھر وہ اکیلا ہی یہ کام سر انجام دے گا ایک سربکافون بونہ کے قریب جا کر اس نے موٹر سائیکل اور نیپے اکثر کہ وہ بونہ میں داخل ہو گیا۔ اس نے بکے ڈال کر کے فلیٹ کا نمبر گھمایا۔ لیکن دوسری طرف سے سلیمان نے اسے کہ عمران موجود نہیں ہے۔ تو وہ رسیوں رکھ کر باہر آ گیا۔ پہلے تو نے موٹر سائیکل اپنے موٹر کی طرف موڑ دی تاکہ وہ تم بھی بخشنے اور پوری تیار لی کر کے ماڈل کالونی جاتے۔ لیکن پھر ایک خانہ آئے ہی اس نے موٹر سائیکل کو ماڈل کالونی کی طرف موڑ دیا۔ اس کو صحنی کو دیکھ لے اس کے بعد اطمینان سے پلاننگ کر کے

عمران سے بڑے اظہار
ساتھی کی انگلی میٹین گن کے ٹرگر کی طرف بڑھتی دیکھ رہا تھا۔
ہو رہا تھا اور چاروں دونوں نے خوف کی شدت سے آنکھیں بند
لی تھیں۔ کیونکہ صورت حال ایسی تھی کہ اس صورت میں عمران کے
بہانے کا ایک فیصد بھی امکان نہ تھا۔ اس سے کہ کڑوں کو ہڑال
خول میں لگے ہوئے بلیڈوں سے نہ کاٹا جاسکتا تھا۔ لیکن عمران
پھر سے پراس طرح گہرا اطمینان تھا جیسے میٹین گن کا ٹرغ اس
طرف ہونے کی بجائے کسی اور کی طرف ہو۔
ڈک بڑے حیرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھ رہا تھا اور پھر
اس لٹھے جب عمران نے محسوس کیا کہ ڈک کے سامنے کی انگلی
پر حرکت کر لے والی ہے تو عمران نے بے گھٹنت دائیں پر میں
موتے لوٹ کے پچھلے حصے کو ستون سے مارا۔ اور عین اسی

لمحے مٹین گن کا ٹرک بھی دب گیا اور گولیوں کی توڑ پھاٹ کے سر
 ہی ٹوک کا سامتی بیکھٹ بُری طرح پریچ پڑا۔ عمران کے بوٹ
 ٹو سے نکلنے والی ایک ہارک سی سولی بندوں سے نکلنے والی
 طرح اس آدمی کی پٹلی سے ٹکرائی تھی اور اچانک جھٹکا لگتا
 سے مٹین گن کا رخ بے اختیار ایک جھٹکے سے اوپر کو ہو گیا
 مٹین گن سے نکلنے والی گولیاں عمران کو لگنے کی بجائے چھپ
 جا کر رہیں۔ جب کہ وہ آدمی بُری طرح چھیٹا ہوا اچھلا اور بھر
 نیچے فرشتے پر جا کر۔ مٹین گن اس کے ہاتھوں سے چھوٹ گیا
 اور وہ فرش پر پڑا بُری طرح ٹڑپنے لگا۔

ٹوک اور جیمز حیرت سے حیرت نے اپنے سامتی کو فرش پر
 تڑپتا دیکھ رہے تھے۔ ان کے ذہنوں نے اس سچو لکھن کو
 فوری طور پر سمجھنے سے انکار کر دیا تھا۔

عین اسی لمحے گھر پھاٹ کے آواز آنی لگی اور ٹوک اور
 بیکھٹ جو ٹوک کے عمران کی طرف دیکھا تو عمران کے ہاتھ ان
 سے آٹا ہو چکے تھے اور دوسرے لمحے عمران کا جسم کٹے
 شہتیر کی طرح فرشتے کی طرف گرا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ
 کچھ سمجھتا، عمران کے آگے کی طرف پھلے ہوئے ہاتھ پھلے
 سے ٹکراتے، عمران کے جسم کو ہکا سا آگے کی طرف جھٹکا لگا
 بُری طرح چھیٹا ہوا پشت سے بل فرش پر جا کر۔ عمران نے
 دونوں ہتھیلیاں بکڑ کر ایک جھٹکے سے آگے گھسیٹ لیا تھا
 کے ساتھ ہی عمران کا اکڑا ہوا جسم تیزی سے واپس سیدھا ہوا

کے ساتھ ہی عمران نے ہاتھوں کو باز گردوں کی طرح پٹٹی دی اور
 فضا میں اٹھا ہوا ٹوک کا بھاری جسم بیکھٹ کسی لٹو کی طرح گھومنا اور
 ٹوک کا الی جسم بیکھٹ سیدھا ہو کر عمران کے سینے سے آگے۔ اب وہ
 عمران کے آگے اس طرح کھڑا تھا کہ عمران کا ایک بازو اس کی گردن
 میں اور دوسرا اس کے پیٹ کے گرد مضبوطی سے جما ہوا تھا۔
 خبردار! اگر غلط حرکت کی تو گردن ٹوڑ دوں گا۔ عمران
 نے بیکھٹ غراتے ہوئے کہا اور گردن میں موجود بازو کو زور سے
 جھٹکا دیا۔

لیکن دوسرے لمحے ٹوک کا جسم اس طرح ڈبیا جس طرح چھلی پانی
 سے باہر نکلنے پر پہلی بار تڑپتی ہے اور وہ عمران سمیت اچھل کر
 مڑ کے بل نیچے فرش پر گرا۔ اس بار عمران کا جسم اس کے اوپر تھا۔
 اسی لمحے جیمز بیکھٹ حرکت میں آیا، اس نے تیزی سے رو اور
 نکال کر عمران کی پشت پر ناز کرنا چاہا۔ لیکن نیچے گرتے ہی بیکھٹ
 عمران کا جسم مڑ گیا۔ حالانکہ اس کے دونوں پیر بندوں کے کندوں میں
 پھنسے ہوئے تھے۔ اس طرح اس کی ٹانگیں تو مڑ گئیں لیکن اس کا
 جسم نیچے آگیا اور ٹوک آٹ کر اس کے اوپر آگیا اور جیمز نے بیکھٹ
 ہاتھ روک لیا۔ اور تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے پوری قوت سے
 عمران کی پسلیوں پر ضرب لگائی۔ عمران کے جسم نے تیزی سے
 جھٹکا کھنایا۔ لیکن پھر پھر ضرب کے باوجود اس کے مڑنے سے کسی بھی
 نفعی اور اس نے ٹوک کے گردھے ہوئے اپنے بازو سے ڈھیلے ٹکے
 ٹوک بار بار ٹرپ کر نکلتا رہتا تھا۔ لیکن عمران اپنی ٹانگیں کے بُری

طرح مٹ جانے اور ٹوٹ جانے کے خطرے کے باوجود ڈک کو بار بار
الٹا کر پھر اپنے اوپر لے آیا۔

اسی لمحے جب نے بیکھنت جبکہ کر عمران کے سر پر ریلوے کا دست
مارا جا تا۔ مگر عمران کا جسم بیکھنت ڈک سمیت نیسہ دار سے کی صورت
میں گھوم کر جینے کی ٹانگوں سے ٹکرایا اور جینے نے اچھل کر بچنے کی کوشش
کی۔ لیکن اچھر چپٹا ہوا پیچھے کی طرف گرا اور اس کے ہاتھ میں موجود
ریلوے اور اچانک نفا میں اچھلا اور پیچھے گرنے لگا کہ بیکھنت عمران
نے ڈک کے جسم کو الٹی طرف زور سے دھکیلا اور اس نے اس کا ہاتھ
کے فارغ ہونے ہی جس سے اس نے ڈک کے پیچھے جسم کو قابو میں کیا
ہوا تھا پیچھے گرتا ہوا ریلوے جھٹ لیا اور پھر کیے بعد دیگرے دو دھماکے
ہوئے اور عمران کی پینڈلیوں کے گرد موجود کنڈوں کی سائیس گولہ بار
سے آڑ گئیں۔ صرف کئیے ہی رہ گئے اور عمران بیکھنت قتل بازی
کھا کر سیدھا کھڑا ہوا۔ مگر پھر اچھل کر پشت کے بل پیچھے گرا۔ کیونکہ
ڈک نے اپنے جسم کے نواہ ہونے ہی بیکھنت اچھل کر اس کے پیش
میں ٹکرا دی تھی۔ یہ ٹکرا س قدر اچانک اور شدید تھی کہ عمران سبیل نا
سکا اور وہ خود بھی پشت کے بل پیچھے گرا۔ جگہ ریلوے بھی اس کے ہاتھوں
سے نکل کر دور جاگرا۔ لیکن چہرہ سبیل کی سی تیزی سے ایک بار پھر اٹھ
اور اس بار جینے اس سے پہلے اٹھ کر مشین گن کی طرف مچا گا۔ اور
ڈک بھی عمران کی طرح ہی اٹھ کھڑا ہوا تھا اور پھر صیغے پہلی چلتی رہا
اس طرح عمران کا جسم نفا میں بند ہوا اور اس کے ساتھ ہی ڈک
کے حلق سے چیخ نکلی اور اس کا جسم کسی گیند کی طرح اٹھا ہوا اسی ستون

سے جا ٹکرایا جس سے چند لمحے پہلے عمران بندھا ہوا تھا۔ عمران نے
نفا میں اچھل کر پوری قوت سے اپنے پیچھے جسم کو نفا میں ناشی کلاک
صورت میں گھمایا تھا اور اس کی دوڑوں ٹانگوں جڑ کر پوری قوت سے
ڈک کے پہلو سے ٹکرائیں تھیں۔ یہ اس خوفناک اور حیرت انگیز ضرب
کا نتیجہ تھا کہ ڈک کا جہاز جسم کسی گیند کی طرح اٹھا ہوا ستون سے جا
ٹکرایا تھا۔ عمران کا پچھلا جسم لہڑے کے باوجود اس کا اور والا جسم کسی
برندے کی طرح آگے بڑھتا ہوا۔ جینے پر جاگرا۔ جو اس وقت مشین گن
اٹھانے کے لئے جھلکا ہوا تھا اور جینے چپٹا ہوا منہ کے بل گھسٹ
کر مشین گن کے اوپر ہی گر گیا۔

عمران کا پچھلا جسم جیسے ہی توازن میں آیا۔ وہ کہنوں کے بل پر
قذابازی کھلایا۔ لیکن وہ اپنے ساتھ ہی جینے کے جسم کو بھی اٹھاتا
ہوا لے گیا۔ اور پھر جب عمران کی پشت فرش سے لگی، جینے بڑی
طرح چپٹا ہوا الٹ کر سبیل دیوار سے جا ٹکرا۔ اور عمران ایک لمحے
کے ہزاروں حصے میں اکڑوں بیٹا اور پھر کھلی کی سی تیزی سے سدا
ہوا فرش پر پڑی ہوئی مشین گن اس کے ہاتھوں میں تھی۔ لیکن
اس دوران ڈک ستون سے ٹکرا کر نہ صرف فرش سے اٹھنے میں کامیاب
بڑھکا تھا بلکہ اس نے کسی عقاب کی طرح بردی دروازے کی طرف
چھلانگ بھی لگادی تھی اور عین اسی لمحے جب اس کا جسم دروازے
میں پینچا۔ اس کا وہ سامنے جو جہاز کے لئے انجین لگے گا گھٹ
دروازے پر بند ہوا اور عمران نے بھی اسی لمحے مشین گن کا ٹریجر
دبا دیا۔ لیکن ڈک واقعی حیرت انگیز ذہنی صلاحیتوں کا مالک تھا وہ

لہٹ کو مڑ گئی تھی۔
 عمران ایک لمحے کے لئے دانتوں سے ہرٹ کاٹے اور پھر اوپر
 اٹھ دیکھ کر وہ والپس بیڑھیوں کی طرف مڑ گیا۔ باقی کو مٹی خالی پڑی
 تھی۔ فوجِ قہر ہرجلمے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

بیچخت اپنے ہی آدمی کو پکڑ کر تیزی سے گھوما اور عمران کی مشین گن
 سے نکلنے والی گولیاں آنے والے کے سینے پر پڑیں جب کہ ٹوک اس
 کی پشت پر ہونے کی وجہ سے بچ گیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ
 عمران دوسرا برسٹ مارتا، ٹوک نے اپنے گولیاں کھائے ہونے
 سے آدمی کو عمران کی طرف اچھالا اور عمران کا دوسرا برسٹ اپنی طرف
 مڑ کر آتے ہوئے ٹوک کے سامحتی کے جسم میں پڑا۔ اور اس
 دوران ٹوک دروازے سے غائب ہو گیا۔ آؤ کر آنے والا ٹوک
 کا سامحتی گولیوں کا دوسرا برسٹ کھا کر آؤ سے راستے میں ہی فرار
 ہو کر گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران بجلی کی سی تیزی سے گھوم
 اور پھر دیوار سے ٹکرا کر نیچے فرش پر گھٹھری کی صورت میں پڑا۔
 جیمز کے جسم میں گولیوں نے راستہ بنالیا۔
 جیمز کا جسم پورا برسٹ کھا کر دیوار سے ٹکرایا اور پھر اس طرح
 کھنکھن گیا جس طرح بندھا ہوا البستر کھنکھتا ہے۔

عمران ایک بار پھر گھوما اور دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔ وہ
 دروازے میں ایک لمحے کے لئے ٹکا۔ دوسرے لمحے اس نے
 راہداری میں برسٹ مارا اور اچھل کر راہداری میں آ گیا۔ اور بے تحاشہ
 دوڑنا ہوا آٹھنے کی طرف بڑھنے لگا۔ اسی لمحے اس کے کانوں میں
 دُور سے کسی کار کے انجن شرٹ ہونے کی آواز سنائی دی۔ راہداری
 کا اختتام بیڑھیوں پر ہوتا تھا جو کافی باندی تک چلی گئی تھیں عمران
 دو دو بیڑھیوں پر چلا گیا ہوا جب اور پہنچا تو وہ برآمدے میں
 تھا۔ اور سائے کھٹے چھانک سے نیلے رنگ کی کار باہر نکل کر دانت

دیا جلتے۔ یہ کوٹھی تو بعد میں بھی چبک کی جاسکتی ہے۔ اگر لوگ کسی اور ٹھکانے پر جا رہے تو اس کا یہ ٹھکانہ پہلے معلوم کرنا چاہیے چنانچہ وہ بڑے محتاط انداز میں نیلے رنگ کی کار کے تعاقب میں مصروف ہو گیا۔ کار کی نمبر پلیٹ پر اس کی کئی بار نظریں پڑی تھیں وہ بار بار اسے اس لئے دیکھ رہا تھا تاکہ اس کا نمبر ذہن میں اچھی طرح محفوظ کر لے۔

کار اب نارمل انداز میں دوڑ رہی تھی۔ ٹائیگر موٹر سائیکل دوڑتا ہوا بھی اس سے آگے نکل جاتا اور کبھی اس کے پیچھے چلنے لگتا۔ ایک چمک پر پہنچ کر کلاہ اچانک وائین طرف مڑ گئی جب کہ ٹائیگر جو اس وقت آگے نکل چکا تھا اسے ٹرن لینے میں کافی وقت لگ گیا اور جب وہ ٹرن لے کر چمک سے اس سرک پر مڑا بعد وہ نیلے رنگ کی کار کوٹھی تھی تو سیدھی جاتی ہوئی سرک دھڑ دھڑک خالی پڑی تھی بڑی سرک شہر سے باہر ویران کھنڈرات کی طرف جاتی تھی۔ یہ کھنڈرات ٹھگہ آمار قلعہ کی مخموری میں تھے اور اس لئے کبھی کبھار آکاؤ کا کارس اس طرف آتی جاتی رہتی تھیں۔ درجہ اور کوئی ٹریفک نہ ہوتی تھی مائیگر موٹر سائیکل دوڑتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ وہ حیرت سے ابھر اُدھر دیکھتا جا رہا تھا لیکن لوگ کی کار اسے کہیں نظر نہ آرہی تھی۔ یہ اچانک کہاں غائب ہو گیا۔ مائیگر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ کیونکہ سرک کی دونوں اطراف میں سولے سولے درختوں کے اور کوئی چیز نہ تھی۔ اور اگر کار ان درختوں میں چھپی ہوئی، تب بھی اس کی جھلک تو ہر حال اسے ضرور نظر آ جاتی۔

ٹائیگر ماڈل گاؤنی کی اس کوٹھی کے قریب پہنچا جس کا رائسن نے اسے دیا تھا تو اس نے کوٹھی کا چمک کھینچے اور پھر کچھ نیلے رنگ کی کار کوٹھانائی سے تماشائ انداز میں موڑ کاٹتے ہوئے وائین طرف کو مڑتے دیکھا۔ وہ چونکہ اسی سائید سے آ رہا تھا جس طرف کار مڑی تھی اس لئے چند لمحوں بعد کار تقریباً آٹھ سوئی اس قریب سے آگے نکل گئی۔ اور ٹائیگر بے اختیار چمک پڑا۔ کیونکہ رائسن نے جو نوٹس دیا تھا کار چلنے والا ہو بہو ویسا ہی تھا البتہ اس کا چہرہ بگڑا ہوا تھا اور وہ خاصا ڈر سب معلوم ہوتا تھا۔ جب کار آگے جا کر ایک موڑ گھوم گئی تو ٹائیگر نے موٹر سائیکل اور اس سے پیچھے ڈال دیا۔ وہ یہ دیکھ گیا تھا کہ جانے والا لوگ ہے۔ لیکن چونکہ اسے سولے اس کوٹھی کے لوگ لگے کسی اور ٹھکانے کا علم نہ تھا اس لئے اس نے سوچا کہ اس موقع کو ہاتھ سے نہ چلا

جہاں سے آواز سنائی دی۔

تمہارا نام کیا ہے۔۔۔ اچانک ایک اور آواز ٹائیگر کے کانوں میں پڑی۔ یہ آواز پہلے سے مخالف سمت سے آ رہی تھی اس لئے ٹائیگر نے نظریں موڑ کر دیکھا اور دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ کیونکہ اس طرف ڈگ ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک عجیب سی ساخت کا ٹائیگر تھا۔ اچانک ٹائیگر کے منہ سے لفظ خود بخود چھل گیا۔ حالانکہ وہ شعوری طور پر جواب میں اپنا نام بلیک کو برائے نام پچھتا تھا۔ تم کس لئے میرا تعاقب کر رہے تھے۔ ڈگ نے دوسرا سوال کیا۔

تمہارا ٹھکانہ معلوم کرنے کے لئے۔ ٹائیگر کے منہ سے ایک بار پھر یہ الفاظ اس طرح چھلے کہ وہ خود بھی حیران رہ گیا۔ حالانکہ وہ گمانہ پچھتا تھا کہ وہ اس کا تعاقب نہیں کر رہا تھا۔ وہ دل ہی دل میں حیران ہو رہا تھا کہ آخر الفاظ خود بخود اس کے منہ سے کیوں چھل جاتے ہیں۔

کیوں۔۔۔ ڈگ نے پوچھا۔

تاکہ تمہیں قتل کر سکوں۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔ وہ واقعی بے لیں ہو چکا تھا۔ اس کا ذہن سوچنا اس کی مرضی سے ضرور تھا لیکن اس کے منہ سے الفاظ اس کے سوچ کے مطابق نہ نکلتے تھے۔ تم مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہو۔ تفصیل بتاؤ۔ ڈگ نے تیز بے بسی میں پوچھا۔

ابھی ٹائیگر بھی سوچتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا کہ اچانک اس جسم کو ایک زوردار جھٹکا اور اس کے جسم فضا میں قلابازیاں کھڑکیں ہو اچھل کر ایک زوردار دھماکے سے نیچے سرک پر گر اچھل کر سائیکل اس کے پیچھے سے نکل کر پہلے تو اسی طرح تیز رفتاری سے دوڑا چلا گیا۔ پھر وہ اچھل کر سرک کے پیچھے آیا اور اس کے بعد آ زوردار دھماکے سے کسی گہرائی میں گر گیا۔

ٹائیگر اس قسم کے حادثے کے لئے ذہنی طور پر تیار نہ تھا۔ اس لئے جب وہ پیچھے گرا تو اس کا سر سرک سے پوری قوت سے ٹکا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں اندھیرے جیسے چلے گئے پھر وہ کی ایک تیز لہری وجہ سے اس کی آنکھیں کھل گئیں اس نے اچھلنے کی کوشش کی۔ لیکن دوسرے لمحے وہ ایک طوفان سانس لے کر رہ گیا۔ کیونکہ اس کا جسم ایک سڑک پر چڑھنے کی بجائے سے بندھا ہوا تھا اور اس کے سر اور چہرے پر شفاف شیشے کا بڑا سا خود موجود تھا۔ جس کے قریب ایک کافی بڑی اور تیز سی مشین موجود تھی اور ٹائیگر کے سر پر چڑھنے ہوئے خود میں یہ سارے نکل کر اس مشین سے منسلک ہو رہی تھیں۔ ایک لمبا سا سفید کوٹ پہنے اس مشین پر جھکا ہوا تھا۔ مشین کے بے شمار ڈانکوں میں سوئیاں متحرک رہی تھیں اور مختلف رنگوں کے لمبے تیز سے چلے بکھ رہے تھے۔

باس!۔۔۔ اب آپ پوچھ سکتے ہیں۔ اس کا ذہن اب پوری طرح بیدار بھی ہے اور کنٹرول میں بھی ہے۔ ایک

منہیں! — علی عمران بہت بڑا آدمی ہے۔ وہ اس قسم کے چوٹے موٹے بد معاشرلوں سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ — ہائیگر نے جواب دیا۔

کیا میرے متعلق تمہارے مشین کا علی عمران کو علم ہے۔ — ہائیگر نے پوچھا۔

منہیں! — یہ میرا رپورٹ کام ہے۔ — ویسے میں نے راسخہ سے سچل کر علی عمران کے تعینات میں فون کیا تھا۔ لیکن وہ موجود نہیں تھے۔ — ہائیگر نے جواب دیا۔

ہوں۔ — ٹھیک ہے۔ — کوک نے چند لمبے خاموش رہنے کے بعد کہا اور اس کے ساتھ ہی ملکی سی کشمکش کی آواز سنائی دی اور پھر کوک نے اٹھ کر فیک اس سفید کوٹ والے کمرے دیا۔

سنو! — پیشی لانگ براس شخص سے علی عمران کے متعلق تمام تفصیلات ٹیپ کرو کہ یہ علی عمران سے کس طرح ملتا ہے۔ — کس طرح بائیں کرتا ہے۔ — وہ اس سے کس طرح ڈیل کرتا ہے۔ — مکمل تفصیلات۔ — اس کا پتہ وغیرہ۔ — کوک نے تفصیل ٹیپ کرنے کے بعد اسے ہلاک کر دیا۔ — اور پھر یہ پیشی ٹیپ میرے دفتر بھجوا دیا۔ — کوک نے تیز تیز ہلچے میں اس سفید کوٹ والے کو ہدایات دیں اور اس کے انہماک میں سر ہلانے پر وہ مڑ کر چلتا ہوا ہائیگر کی نظروں سے غائب ہو گیا۔

مستر ہائیگر! — بائیں بے حد سخت آدمی ہے۔ اور تم نے سن

جواب میں ہائیگر نے بلا کم و کاست راسخہ سے ہوئے والی تمام بات چیت بتا دی۔

ہوئے! — تو ریڈ سرکل اب ان اور چھپے ٹھکانوں پر آ کر آئی ہے۔ — میں راسخہ کو جاننا چوں۔ — وہ چھپے ریڈ سرکل میں ہی ہے۔ — کوک کی بڑا اسٹ اس کے کانوں میں پڑی۔ لیکن وہ خاموش رہا۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

تمہارا تعلق کس گروپ سے ہے۔ — کس کے ماتحت ہو رہا۔ — کیا راسخہ کے ماتحت ہو رہا۔ — ہائیگر نے پوچھا۔

میں علی عمران کے ماتحت ہوں۔ — ہائیگر نے جواب دیا اور کوک علی عمران کا نام سننے ہی یوں اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ — جیسے اسے بھٹو نے کاٹ لیا ہو۔

کیا کبہ رہے جو علی عمران — کون علی عمران — ہائیگر تو راسخہ کی بات کر رہے تھے۔ — کوک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

میں راسخہ کے ماتحت نہیں ہوں۔ — صرف کبھی کبھار اس کے لئے کام کرتا ہوں۔ — اور وہ بھی صرف اس لئے تاکہ زیر زمین گروپوں سے واقف رہوں۔ — میں ماتحت علی عمران کا ہوں۔ — وہ میرا باپ ہے۔ — علی عمران جو ڈائریکٹر جنرل آئینلی جنس سر جہاڑ کا بیٹا ہے۔ — ہائیگر نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

کیا علی عمران اور راسخہ کا آپس میں کوئی تعلق ہے۔ — کوک نے پوچھا۔ وہ ایک بار پھر کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔

میں تہیں زندہ چھوڑ دوں تو کیا تم میرے ساتھ ایک معاہدہ کرتے ہو
کہ تم راتیں کے ذریعے آتے ٹرینیں کر کے مجھے اخلاص دے دو گے۔
سفید کوٹ والے نے کہا۔

سودی!۔ راتیں انتہائی با اصول آدمی ہے۔ وہ
مرو نہ سکتا ہے۔ لیکن اپنی پارٹی کے مفاد کے خلاف کام نہیں کرے
گا۔ اس لئے اس شرط کا پورا ہونا ناممکن سمجھو۔ بالی تم مانگ
ہو جو چاہو کرو۔ اگر میری موت اسی طرح لکھی ہے تو مجھے منظور
ہے۔ ورنہ تم کیا۔ تمہارا چیف اس کوئی بھی مجھے نہیں مار
سکتا۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔ اس وقت اس کا ذہن مکمل طور
پر آزاد تھا اور وہ جو سوچ رہا تھا وہی کچھ اس کے منہ سے بھی
نکل رہا تھا۔

گڈ!۔ بس میں یہی پوچھنا چاہتا تھا۔ اس لئے میں نے تمہارے
ذہن کو آزاد کر دیا تھا۔ کیونکہ تمہارے لاشعور میں راتیں کے
متعلق یہ بات موجود نہ تھی۔ میں نے چیک کر لیا تھا۔ اس لئے
میں تمہارے شعور کو کھٹکانا چاہتا تھا۔ سفید کوٹ والے
نے اطمینان مجھے لکھے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور اس کا
اطمینان بھرا لہجہ سن کر یہی اچانک ٹائیگر کے ذہن میں خیال
پیدا ہوا۔

تم نے فکر پر مومڑا!۔ تمہارا چیف اس نہیں لگا سکا۔
ٹائیگر نے اسی خیال کے تحت ایک ڈاؤ کیسٹے ہوئے کہا۔

گگ۔ گگ۔ کیا کہہ رہے ہو۔ سفید کوٹ والے

لی ہوا کہ اس نے تہیں ہلاک کر دینے کا حکم دیا ہے اور اس
نم قطعی بے بس ہو۔ تم اپنی مرضی سے اپنی اننگی بھی نہیں
کھیلے۔ لیکن اگر تم میرے ساتھ تعاون کرو تو میں نہیں زندہ چھوڑ
ہوں۔ سفید کوٹ والے کی آواز سنی دی۔

کس قسم کے تعاون کی بات کر رہے ہو۔ ٹائیگر

پوچھا۔ صرف اتنا کہ جو کچھ میں پوچھوں اس کا تفصیل سے جواب
دیاؤ۔ سفید کوٹ والے نے کہا۔

وہ تو تم ویسے ہی پوچھ سکتے ہو۔ میرا دماغ تمہارے کا
مثیل ہے۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

تمہاری بات درست ہے۔ میں تم سے سب کچھ
سکتا ہوں۔ لیکن میں ایک اور لائن پر سوچ رہا ہوں۔ تہیں

معلوم نہیں کہ تم نے راتیں کے متعلق تفصیلات بتاتے ہوئے یہ
بتانا ہے کہ ریڈ سرکل کا آدمی ڈاک ٹین میں ہے اور اسی نے ریڈ

کو ٹوک کا نوٹ بھی مہیا کیا ہے اور پھر جاس کا پتہ بھی اور یہ
بشن بھی۔ میں اس آدمی کو ٹرین کرنا چاہتا ہوں۔ اور جو

راتیں نے تہیں اس کے متعلق نہیں بتایا اور میرے خیال میں راتیں
بھی اس کا علم نہیں ہے۔ لیکن اب چیف اس باگل کھینچے

طرح اس آدمی کو ٹرین کر کے میں لگ جائے گا اور میں اس
کو اس لئے ٹرین کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ میں خود ریڈ سرکل میں

ہونا چاہتا ہوں۔ تہیں خاص شرائط کے تحت۔ اس لئے

کی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

میں وہ سست کمر رہا ہوں۔ تم ہی وہ آدمی ہو جو رُخسار سے متعلق ہے۔ شاید مگر نے خیال کا اظہار بڑے پُر نفیث لہجے میں کیا۔

ادہ۔ ادہ۔ تمہارے ذہن میں یہ بات کیسے آگئی۔ سفید کوٹ والے کے لہجے میں ایسی حیرت تھی جیسے کوئی ناممکن لپکا لیکن ہو گیا ہو۔

تم ذہن کو کنٹرول کرنے والی مشین کے ماہر ضرور ہو گے۔ لیکن تم بہر حال ذہن پر بڑھنے کے ماہر نہیں ہو۔ تمہارے آخری فقرے سے جھکنے والے اعلیٰ انسان اور تمہارے سوالات نے مجھے بتا دیا کہ تم وہی آدمی ہو۔ شاید مگر نے جواب دیا۔

سوال۔ اس کا مطلب ہے کہ تم واقعی اعلیٰ دماغ کے مالک ہو۔ اچھا اب میری بات سنو۔ اب جبکہ یہ بات سامنے آئی گئی ہے تو اب مجھے بتا دو کہ میں کیا کروں۔ اگر مجھے پہلے معلوم ہوتا کہ تم اس گروپ کے لئے کام کر رہے ہو تو میں یقیناً گھپٹا کر جاتا۔ میرے تو وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ تم اس چکر میں ہو سفید کوٹ والے کے کہا۔

تو سنو!۔ جہاں تک تمہارے چیف ہاس کے احکامات سے میں سمجھا ہوں۔ وہ دراصل میرے میک آپ میں اپنے کسی آدمی کو عمران کے پاس بھیجا چاہتا ہے اور میرے اقتضات سے کواستعمال کر کے عمران کا خاتمہ کرنا چاہتا ہے۔ یہ مجھے نہیں معلوم کہ

عمران کو وہ کیوں نہیں کرنا چاہتا ہے۔ لیکن علی عمران کا نام آتے پر وہ جس طرح گری سے اچھلا تھا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ علی عمران نہ صرف اس کی لڑ بڑ لگ گیا ہے۔ بلکہ وہ اس سے ٹکرا بھی چکا ہے۔ اور میری یہ بات لکھ لو کہ اب دنیا کی کوئی طاقت عمران کے اہتمام میں شخص یا اس تنظیم کو نہیں ہٹا سکتی۔ اب تو تم بے شک اس کی ہدایات کے مطابق تمام تفصیلات شریب کر لو۔ اور اگر اس کے بعد تم مجھے آزاد کر دو تو میں تمہیں یقین دلاؤں کہ میں اس وقت تک سامنے نہ آؤں گا جب تک عمران اور تمہارے پاس کے درمیان فیصلہ نہیں ہو جاتا۔ اور ہو سکتا ہے کہ میں پہلے ہی تمہارے پاس کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو جاؤں۔ شاید مگر نے جواب دیا۔

سوئی۔ میں یہ رسک نہیں لے سکتا کہ تمہیں چھوڑ دوں۔ اس طرح تو میری ذات برا راست سامنے آ جائے گی۔ اس لئے مجبوری ہے۔ تمہیں بہر حال سنا ہی پڑے گا۔ البتہ میں براؤن کو نصف کال کے ذریعے تفصیلات بھی بتا دوں گا۔ اور تمہاری موت کی اطلاع بھی دے دوں گا کہ وہ اپنا بندوبست کر لے سفید کوٹ والے جواب دیا۔

اچھا اگر یہ بات ہے تو میری آخری ایک درخواست ضرور پوری کر دینا۔ اور وہ صرف اتنی ہے کہ مجھے کہیں یا کسی سافٹی آلات سے نہ مارا۔ بلکہ میری لاش میں گولی یا گولیاں نہ مار دینا۔ تاکہ کل اگر میری لاش عمران کو ملے تو کم از کم میری رُوح

کے تھے۔ سفید کوٹ والا اب مشین کو بند کرنے میں مصروف تھا اس نے
 غفلت میں دبا تے اور پھر ٹائیگر کی طرف مڑا۔
 ہاں تو مشین ٹائیگر! — میں نے اپنا کام مکمل کر لیا ہے۔ اب
 باقی رہ گیا ہے تمہارے خدائے کامنڈو — تو اگر تم یہ آخری
 وارنٹ نہ کرتے تو اسی بیوشی میں ہی تمہارا خاتمہ ہو جاتا اور مجھے
 صرف ایک بن دبا ہوا اور بس — لیکن اب جو ٹکڑی وعدہ
 رکھا ہوں اس لئے مجبور ہوں — سفید کوٹ والے نے
 ٹائیگر کے چہرے پر اپنا چہرہ جھکاتے ہوئے کہا۔
 شکریہ مٹا — ٹائیگر نے اسی طرح مطلق رہے

میں کہا۔
 گڈ! — تم واقعی ایک بہادر انسان ہو — اور مجھے
 خوشی ہے کہ میں ایک بہادر انسان کی آخری خوشی پوری کر رہا
 ہوں — سفید کوٹ والے نے کہا اور پھر وہ ایک
 الماری کی طرف مڑ گیا۔

اس نے الماری کھولی کہ اس میں سے ایک رسی نکالی اور ایک
 ریو لوز نکال کر واپس ٹائیگر کی طرف مڑ آیا۔
 ٹائیگر خاموش بڑا رہا، سفید کوٹ والے نے ریو لوز ایک طرف
 رکھا اور پھر اس نے پہلے ٹائیگر کی بندلیوں پر بندھی ہوئی جیشے
 کی سیٹ کو مشین کے نیچے سے کھولا اور اس کے بعد اس
 نے رسی ٹائیگر کی پشت کیوں کے گرد باندھ دی اس کے بعد اس
 نے درمیانی بیٹھ کھولی اور باقی رسی ٹائیگر کے درمیانی جسم کے گرد

سرخود ہو کر میں نے پشت پر گولی کھائی ہے — ٹائیگر نے کہا
 اور اچھا اچھا! — میں تم مشینوں کی جذباتیت کو اچھی طرح سمجھ
 ہوں — حالانکہ مرنے کے بعد تمہارا اس بات سے کوئی تعلق نہ
 گا کہ گولی تمہاری پشت پر لگی ہے یا سامنے۔ یا تو کس طرح ہلاک
 ہوئے ہو — لیکن تم لوگوں کی جذباتیت کو چونکہ میں جانتا ہوں
 اور تم میری پاداش کے لئے کا کر رہے تھے۔ اس لئے میں تمہارا
 آخری خواہش ضرور پوری کروں گا — سفید کوٹ والے
 نے اس کا منھ کھلا دیا۔ موتے انداز میں ہنس کر کہا۔

شکریہ! — بس میں یہی چاہتا ہوں — چاہے تم اسے
 جذباتیت کا نام دے لو یا کچھ اور — کم از کم میری روح کو
 سکون حاصل ہو جائے گا — ٹائیگر نے واقعی بڑے پرسکون
 لمحے میں کہا۔

ٹھیک ہے — تمہاری آخری خواہش ضرور پوری ہوگی۔
 فی الحال میں اپنا کام پورا کر لوں — سفید کوٹ والے نے کہا
 اس کے ساتھ ہی وہ مشین پر جھک گیا۔

چند لمحوں بعد ٹائیگر کے ذہن پر تخیلیت ایک شاخ سا چھوڑ
 اور اس کے ساتھ ہی اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ کسی گہری کھائی
 میں گرتا پڑا جا رہا ہو۔ اور اس کے بعد اس نے اسے اس
 ساتھ چھوڑ دیا۔

پھر جب اس کی آنکھیں کھلیں اور روش میں آیا تو وہ بدستور مشین پر
 بندھا ہوا پڑا تھا۔ لیکن اس کے سر سے وہ شگاف شیشے کا خود ہٹ

باندھ کر اس نے ٹائیگر کے سینے اور گردن کے گرد بندھی موی ہاروں کے ساتھ ہی اس نے ٹیگر دبا دیا اور سفید کوٹ والا بڑی طرح کھول دی۔ اور سڑ بچہ کے سائیڈ ماڈ سے ٹائیگر کے کھلب شہدہ بانی ہوا کسی لٹکی طرح گھوما اور پھر فرش پر گر گیا۔ فرش پر گرنے کے بھی آزاد کر دیتے۔

اب اسٹج کر بیٹھ جاؤ۔ تاکہ میں تمہارے ہاتھ پشت پر باندھ کر پیڑ پیڑ جوتے گئے۔ ٹائیگر کے ریلو اور سے نکلنے والی گولیاں دوں۔ سفید کوٹ والے نے کہا اور ٹائیگر ایک جھپکے۔

اسٹج کر بیٹھ گیا۔ اس کی ٹانگیں اور پر اب سڑ بچہ کے ساتھ ریلو سے بکڑے ہوئے تھے لیکن اوپر والا آدھا جسم اڑا دیتا تھا۔ سفید کوٹ والے نے جو ڈاسا پر بچے کھڑا تھا آگے بڑھا۔

اس کے بازو پکڑے تاکہ انہیں پیچھے کر کے باندھ سکے کہ اچانک وہ چیختا ہوا الٹ کر دو دروازے سے جا کھڑا۔ ٹائیگر نے اسی آئینہ کی دھڑ سے ہی تو آخری خواہش کا اظہار کیا تھا اور وہ اس کے داڑ میں آگیا تھا۔ اس لئے جیسے ہی اس نے ٹائیگر کے بازو پکڑے۔ ٹائیگر نے کیجٹ پوری قوت سے اپنے بازوؤں کو زور سے سامنے کی طرف جھٹکا دیا اور سفید کوٹ والا اچھل کر کسی گیارہ کی طرح دیوار سے جا کھڑا۔

اسے اچھالتے ہی ٹائیگر کا جسم تیزی سے دائیں طرف کھڑا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ دیوار سے ٹکرا کر واپس ٹائیگر پر ٹھکرا۔ ٹائیگر نے قریب ہی فرش پر پڑا ہوا ریلو اور اٹھا لیا۔

مجھے افسوس سے مٹھا۔ تم دوسروں کے دماغ ٹھنڈا جانتے۔ صرف مشین آپریٹ کرنا جانتے ہو۔ اور تمہاری خامی آخر کار تمہیں لے ڈوبتی۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے

کہا اس کے پاس پہنچ کر کہا اور پھر اس نے کیجٹ جب لگایا۔ اس کا جسم ایک لمحے سے بھی کمرے میں رکھا۔ دوسرے لمحے وہ باہر نکل پڑا۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے

کہا اس کے پاس پہنچ کر کہا اور پھر اس نے کیجٹ جب لگایا۔ اس کا جسم ایک لمحے سے بھی کمرے میں رکھا۔ دوسرے لمحے وہ باہر نکل پڑا۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے

کہا اس کے پاس پہنچ کر کہا اور پھر اس نے کیجٹ جب لگایا۔ اس کا جسم ایک لمحے سے بھی کمرے میں رکھا۔ دوسرے لمحے وہ باہر نکل پڑا۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے

کہا اس کے پاس پہنچ کر کہا اور پھر اس نے کیجٹ جب لگایا۔ اس کا جسم ایک لمحے سے بھی کمرے میں رکھا۔ دوسرے لمحے وہ باہر نکل پڑا۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے

لیکن تیز تیز قدم اٹھانا سرک کر اس کر کے سامنے ایک زیر تعمیر کو
کے احاطے میں داخل ہو گیا۔ کبھی خالی بڑی موٹی تختی۔ شائد
کی تعمیر کی جڑی تھی اس لئے وہاں کوئی آدمی بھی نہ تھا۔
ٹائیگر چند لمبے دہان رگڑا رہا۔ لیکن جب کوئٹھ میں سے اُسے
کوئی روٹ مل دکھائی نہ دیا تو وہ سمجھ گیا کہ کوئٹھ خالی ہے۔ وہ تیز
قدم اٹھاتا آگے بڑھتا چلا گیا۔ کس کا موٹر سائیکل سببانے کہا
تھا۔ اس نے حضور اس آگے بڑھنے کے بعد جب اسے ایک
ٹیکسی نظر آئی تو وہ ٹیکسی میں سوار ہو گیا۔

ٹیکسی ٹائیگر نے گنگ روڈ کے پہلے چوراہے پر چھوڑ دی اور
پیدل عمران کے فلیٹ کی طرف چل پڑا۔ وہ بڑے محتاط انداز
اور آدھ دیکھ رہا تھا۔ لیکن اُسے کوئی ایسا آدمی نظر نہ آیا۔
فلیٹ کی گولی گر رہا۔ اور پھر وہ فلیٹ کی سیڑھیاں چڑھتا
اوپر پہنچ گیا۔

فلیٹ کا دروازہ حسب دستور بند تھا۔ ٹائیگر نے کال بل
انگنی رکھ دی۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور سلیمان کی بگڑی
شکل نظر آئی۔

صاحب نہیں ہیں۔ ایک بار کہہ دیا کہ نہیں ہیں۔
نہیں آج کا مصیبت ہے۔ بر آدمی منہ اٹھانے صاحب
پوچھنے چلا آ رہا ہے۔ سلیمان کا لہجہ بڑی طرح بگڑا ہوا
میں ٹائیگر حوں سلیمان! — میک اب میں ہوں۔
کون پوچھنے آیا تھا۔ ٹائیگر نے اپنی اصل آواز میں کہا

اودہ ٹائیگر صاحب آپ! — اچھا پہلے بھی دو غیر ملکی آکر بچے
گئے ہیں۔ میں نے سمجھا کہ آپ بھی اسی گروپ کے ہیں۔
عمران صاحب واقعی موجود نہیں ہیں۔ سلیمان نے اس بار
توجہ نرم سمجھے ہیں کہا۔

سنو! — میری کسی طرح عمران صاحب سے بات کرادو۔
انسانی امیر جنسی مسئلہ ہے اور اس میں انہی کا فائدہ ہے۔
ٹائیگر نے کہا۔

اچھا آتے! — کوشش کرنا ہوں۔ سلیمان نے دروازہ
سے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور ٹائیگر اندر داخل ہو گیا سلیمان
نے دروازہ بند کر کے چٹخنی لگائی اور پھر وہ ٹائیگر کو لئے ڈرائیگ روم
میں لگا۔

ابھی وہ دونوں ڈرائیگ روم میں داخل ہوئے ہی تھے کہ میز
پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ سلیمان نے جلدی سے
آگے بڑھ کر رسیدر اٹھا لیا۔

سلیمان بول رہا ہوں۔ سلیمان نے کہا۔

سلیمان! — میں عمران بول رہا ہوں۔ تم ایسا کرو کہ کچھ
روز کے لئے اپنے گاؤں چلے جاؤ۔ کیونکہ میں ایک سٹیشن میں چننا
ہوا ہوں۔ اس لئے شائد میں کچھ روز تک نہ فلیٹ آؤں اور نہ تم
سے رابطہ قائم کر سکوں۔ عمران کی آواز سنائی دی۔

ٹھیک ہے صاحب! — یہ ٹائیگر صاحب سے بات
کر لیں۔ سلیمان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ٹائیگر! — وہ کیسے فلیٹ پہنچ گیا۔ — بہر حال اُسے ریل
 عمران نے چمکتے ہوئے کہا اور سلیمان نے رسول ٹائیگر کی طرف
 بڑھا دیا اور جواب میں ٹائیگر نے عمران کو رائنس کلب میں جا
 سے لے کر یہاں فلیٹ پہنچانے تک تمام روئید اور تفصیل سنا دی۔
 ”لیکن تم فلیٹ پر کیوں آئے۔ جب کہ تم نے خود ٹوک کو یہاں
 پہنچا دیا ہے۔ — لازماً وہ فلیٹ کی نگرانی کر رہا ہو گا۔“
 عمران نے پوچھا۔

”میں برصورت میں آپ سے بات کرنا چاہتا تھا۔ —
 میرا خیال تھا کہ سلیمان بہر حال آپ کو ڈھونڈ نکالے گا۔“
 نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ اب تم ایسا کرو کہ یہاں سے نکل
 احتیاطی احتیاط سے اپنے ہوٹل جاؤ اور وہاں سے میک آپ بٹلا
 دوبارہ اسی کو بھیجیں جاؤ جہاں سے فرار ہوتے تھے۔ —
 ڈک کی عادت سمجھ گیا ہوں۔ اس نے بے شمار ٹھکانے بنائے
 ہیں۔ لیکن ہر ٹھکانے پر وہ سرف ایک دو آدمی رکھتا ہے
 تاکہ پوری تنظیم سامنے نہ آ سکے۔ — وہاں لازماً وہی آپریشنری
 تم وہاں احتیاط سے تلاشی لو۔ اگر اس کے کسی اور ٹھکانے کا کو
 کیس مل جاتے تو سپیشل فریجیوشی برٹانیا میرے مجھ سے بات کر لے
 میں بھی اب ڈائریکٹر بریٹیٹم سے بات کروں گا۔ — عمران
 کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے

سیور رکھا اور واپس بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔ سلیمان جو
 ڈرائیونگ روم میں بیٹھا تھا اس کے پیچھے چل پڑا اور جب ٹائیگر
 دروازہ کھول کر بیٹھے اترا تو سلیمان نے پیچھے سے دروازہ بند کر دیا۔
 ”یہ جہاں آکر کتنا ٹائیگر نے بڑے محتاط انداز میں ایک بار پھر
 نگرانی کرنے والوں کو چمکایا۔ لیکن باوجود کوشش کے اسے ایسا
 کوئی آدمی نظر نہ آیا تو وہ اعلیٰ میں بھرے انداز میں آگے بڑھ گیا۔
 اور پھر ٹوک سے خالی کیسی جلتے نبی وہ اپنے ہوٹل روانہ ہو گیا۔
 تاکہ میک آپ بدل کر وہ عمران کی ہدایات پر عمل کر سکے۔“

”ہوٹل کے کمرے میں پہنچ کر اس نے سب سے پہلے ریسرٹنٹ
 اور رائنس کلب کے ممبر ٹائل کرنے شروع کر دیے۔
 ”رائنس کلب۔ — چند لمحوں بعد ہی ایک آواز سنائی دی۔
 ”بلک کو براہ پیکیگ! — رائنس سے بات کراؤ۔“ ٹائیگر
 نے تیز لہجے میں کہا۔

”اوہ سر! — میں ڈکی بول رہا ہوں کاؤنٹر سے۔ ابھی
 تصوری دوسرے نامعلوم اشخاص نے یہاں حملہ کیا ہے۔ وہ
 ہاس کو اغوا کر کے لے جانا چاہتے تھے۔ لیکن مزاحمت پر انہوں
 نے ہاس کو گولی مار دی ہے اور فرار ہو گئے ہیں۔ — چارہ اور
 افراد بھی اس پیکر میں ہلاک ہو گئے ہیں۔ — ہاس شدید زخمی ہوئے
 لیکن ہسپتال پہنچتے ہی ختم ہو گئے۔“ ڈکی کی ممبرانی بریٹیٹم
 آواز سنائی دی۔
 ”اوہ دیری بیڈ! — کون لوگ تھے وہ۔ — رائنس کی تو کسی

و شہنشاہی نہ تھی۔ — ٹائیکر نے رہا کیا، حالانکہ وہ جانتا تھا کہ حملہ
یقیناً ڈاک بین کے آدمی ہوں گے۔
معلوم نہیں سہرا۔ — بہر حال وکٹران لوگوں کو تلاش کر رہا
وکی نے جواب دیا۔

ٹھیک ہے۔ — میں وکٹر سے بات کروں گا۔ — میں
اس تلاش میں نہ صرف اس کی مدد کروں گا۔ — بلکہ لائن کی مر
کا بھر پور انتظام بھی کروں گا۔ — ٹائیکر نے تیر بجے میں کہا اور
رکھ کر ایک طویل سانس لیا۔ اُسے پہلے سے ہی اس بات کی
تھی جو پوری ہو گئی تھی۔

ریور رکھ کر وہ ہاتھ زوم میں گھس گیا اور پھر جب دسک
اور لباس بدل کر وہ ہاتھ زوم سے باہر آیا تو بری طرح چونک
ساتھ چارلس اسٹراڈ کے اطمینان سے کھڑے تھے۔
میں سے ایک ڈک تھا۔ اس کے ہاتھ خالی تھے جبکہ باقی تین کے
ہاتھوں میں ریوا لور تھے۔

تم شاید یہ سمجھ رہے تھے کہ تم میرے ہاتھوں سے زندہ رہ
گے مشرٹائیگر۔ — دیکھ لو میں موت بن کر تمہارے سامنے کھڑا
ڈک نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

ٹائیکر نے حیرت سے دروازے کی طرف دیکھا۔ کیونکہ اُسے
مذاہب تھی کہ اندر سے چٹخنی کٹنے کے باوجود ان لوگوں نے
سے دروازہ کیسے کھول لیا۔ لیکن دوسرے لمحے اس کے ذہن کو ج
ساگہ کیونکہ چٹخنی بدستور بند تھی۔

حیرت کی کوئی ضرورت نہیں مشرٹائیگر۔ — ہم کھڑکی کے راستے
سے آتے ہیں۔ — ڈک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ٹائیکر
نے ایک طویل سانس لیا۔ کیونکہ حماقت اس سے ہوئی تھی اس نے
کمرے میں داخل ہو کر کھڑکی سے ٹھوس کرتے ہوئے تازہ ہوا کے لئے
خود ہی کھڑکی کھول دی تھی۔

چلو یہ سسکہ تو حل ہوا۔ — میں واقعی پریشان ہو گیا تھا کہ تم
لوگ اندر کیسے آتے ہو۔ — بہر حال بولو کیا چاہتے ہو؟ —
ٹائیکر نے کہا۔

تم واقعی خاصے بہادر آدمی ہو۔ — نجلے تم کس طرح بد فیئر
ڈک کو ہلاک کر کے وہاں سے نکلے میں کامیاب ہو گئے۔ حالانکہ
تو قطعی لے لیں تھے۔ — بہر حال اگر تم عمران کے فلیٹ پر نہ
جاتے تو شاید مجھے اتنی جلد تمہارے فرار کا علم نہ ہوتا۔ تم نے
عمران کے فلیٹ میں فون پر اس سے بات کی ہے۔ میرے آدمی
فون کر رہے تھے۔ — لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ عمران
جس فون پر بات کر رہا تھا اس کا نمبر ٹرین نہیں ہو سکا۔ حالانکہ
وہ کسی سبک بوجھ کا نمبر ہی نہ تھا۔ — میں اس کی تحقیقات کر
چکا ہوں۔ — اب میں تم سے صرف یہ پوچھنے آیا ہوں کہ عمران
جس فون سے بات کر رہا تھا اس کا نمبر کیا ہے اور وہ کس جگہ لگا
ہوا ہے۔ — ڈک نے بڑے شگفتہ لہجے میں کہا۔

تھیں وہ نمبر قیامت تک نہیں مل سکا۔ — کیونکہ عمران تم
سے زیادہ سمجھدار ہے۔ — اس نے پہلے سے اپنے فلیٹ کس

فون میں ایسی ایڈجسٹ کر رکھنی ہے کہ دوسری طرف کا نمبر ظاہر نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ وہ لفظیاً کسی پناک بونٹ سے باہر نہ ہوگا۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔ اب ظاہر ہے کہ وہ کو دالٹس منزل کا پتہ تو نہ بتا سکتا تھا۔ حالانکہ وہ نمبر ٹریس نہ کی بات سے ہی سمجھ گیا تھا کہ عمران دالٹس منزل سے فون کر رہا تھا۔

بہر حال مجھے عمران کا پتہ چاہیے ابھی اور اسی وقت کہاں سے عمران؟ وہ ٹوک نے ہونٹ کاٹتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

اگر میری جیب میں ہے تو نکال کر لو۔ ٹائیگر ہنستے ہوئے کہا۔

ہوں! تو تم نہیں بتا چاہتے۔ ٹھیک سے چھٹی کرو۔ ٹوک نے سپاٹ لہجے میں کہا اور تیزی سے ایک سائیڈ پر ہٹا۔ اسی لمحے اس کے دھچکے کھڑے ہوئے تینوں ریلوے برکاروں نے سیکھت ٹریگر دبا دیئے۔ لیکن ٹائیگر ایسی صورت کے لئے ذہنی طور پر پہلے ہی تیار تھا۔ اس لئے ٹوک کے ایک طرف ہٹتے ہی وہ سیکھت فضا میں اچھلا اور ریلوے ریل کی گولیاں اس کے پیروں تلے سے نکل گئیں۔ لیکن ٹائیگر نے انہیں دوسرے بار فائر کرنے کی ہمت ہی نہ دی۔ اس کا جسم بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر سیدھا فضا میں مٹی کی کھڑکی سے نکل چلا گیا۔ چونکہ منزل کا اس کا گھر چوتھی منزل کی بلندی پر تھا اس لئے کھڑکی سے اس طر

اچھل کر باہر نکلنا خود کشی کے ہی مترادف تھا۔ لیکن ٹائیگر اتنا احمق نہ تھا۔ چنانچہ جیسے ہی اس کا جسم کھڑکی سے باہر نکل کر نیچے گرا اس نے جسم کو ہلکا سا جھکولادیا اور دوسرے لمحے اس کا جسم تیرکی طرح نیچے گرا ہوا پہلی منزل کی کھڑکی کے اوپر باہر کو نکلے ہوئے شیشے کی طرف گیا۔ اس کے دونوں پیر جیسے ہی شیشے پر لگے اس نے قلمبازی کھائی اور پھر اس شیشے کے نیچے سے موٹے لٹان کی سائیڈ مہندی کی اونچی باڑ سے گذر کر وہ کھڑا ہو گیا۔ باڑ پر گرنے کی وجہ سے اس کے چہرے اور ہاتھوں پر خراشیں آئیں اور پیر سے بھی میلے گئے۔ لیکن اس کی نہ صرف جان بچ گئی بلکہ وہ ٹوک اور اس کے ساتھیوں کی طرف سے بھی فوری طور پر غصہ ظاہر ہو گیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ جیسے ہی اس کا جسم کھڑکی سے باہر نکلے گا وہ سب تیزی سے کھڑکی کی طرف دوڑیں گے اور ان کی کوششیں بھی ہوگی کہ وہ اسے فضا میں ہی ہٹ کر لیں لیکن اسے کھڑکی تک کے فاصلے کا اندازہ تھا۔ چنانچہ وہی ہوا جس نے اس کا جسم تھکا ہوا شیشے کے نیچے مہندی کی باڑ سے ٹکرایا تھا اسی لمحے ٹوک اور اس کے ساتھی کھڑکی پر پہنچے تھے چونکہ یہ ٹوک کی عقبی سمت تھی اس لئے اس طرف اس وقت کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

ٹائیگر کچھ دیر خاموشی سے اس شیشے کے نیچے کھڑا ہوا تاکہ اوپر کھڑکی سے دیکھنے والے یوں جو کہ ٹپٹ جائیں۔ اس کے بعد وہ باڑ سے پیچھے ہٹ کر بیٹھا ہوا آگے بڑھا اور پھر عقبی سمت میں تازہ دور کی لوہے کی سیڑھیاں چڑھتا ہوا تیزی سے واپس جانے لگا اسے مکمل

یقین تھا کہ ڈک اور اس کے ساتھی اب نئے آتر کر اُسے ادھر ادھر تلاش کریں گے ان کے قصہ میں بھی نہ تھا کڑا نیگرواپس اسی کرے پر پہنچ جاتے گا جتنی منزل پر پہنچ کر اس نے فائر ڈوم پر موجود مخصوص نمبروں والا ٹالا کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس اپنے کمرے میں پہنچ گیا تھا۔ اس نے کھڑکی کی سائینڈ میں ہوک کر دیکھی جھانکا تو اس کے لبوں پر طنز پر مسکراہٹ بکھر گئی۔ ڈک نے ساتھی اُسے یقینی بات میں تلاش کرتے نظر آئے۔ وہ سمجھ گیا کہ ڈک ایک ساتھی کے ساتھ سامنے والی سمت برہمگا۔

ہائیگر نے کھڑکی کو آہستہ سے بند کر دیا تاکہ وہ لوگ دوبارہ اندر داخل نہ ہو سکیں۔ اور پھر سردر دوبارہ باقاعدہ میں داخل ہو گیا اور نے جلدی سے لباس بدلا اور میک اپ کے ٹچز نے لگا کر رُسے اٹلیٹا سے کمرے کا دروازہ کھول کر لٹش کے ذریعے نیچے ہال میں آیا۔ اور بیرونی گیٹ سے نکل کر باہر پارکنگ کی طرف آیا۔ اسی لمحے اس نے عین گیٹ سے ایک کار کو مڑتے دیکھا اور اس کار کی ڈرائیونگ سیٹ اُسے ڈک کے ایک ساتھی کی جھلک دکھائی دی۔ وہ پارکنگ میں کھڑی اپنی سپورٹس کار کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس کار کے تعاقب میں تھا۔ اس نے کار میں موجود ڈرائیونگ پر عمران کی سپیشل فکولٹی سیٹ کی اور اُسے اس تمام واقعہ کا رپورٹ دینے میں مصروف ہو گیا۔

میلن ہر رکھے ہوئے ٹرائیڈر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکالتے ہی سامنے کھڑے ڈک نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر اس کا مین ہاروا۔
 "یہس ڈاک مین۔ اور" — ڈک نے بدلے ہوئے لیجے میں کہا۔
 "نیرورسکل کالنگ چیٹ ڈک۔ اور" — دوسری طرف سے ایک بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔
 "یہس! — چیٹ ڈک اسٹنڈنگ ٹو۔ اور" — اس بار ڈک نے اپنے اصل لیجے میں کہا۔
 "میلن ڈک! — سپلائی نہیں پہنچ رہی۔ اور" — دوسری طرف سے کہا گیا۔

انہی فی الحال سیدھی منتری کر دی گئی ہے۔ — یہاں پاکیش میں معمولی سی گڑبڑ ہو گئی ہے۔ — فی الحال میں نے پروگرام بنایا ہے کہ اس گڑبڑ سے نمٹ لوں۔ اس کے بعد سپلائی کا مسئلہ شروع

اس لئے کہانے کو آپ مطلع رہیں۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے
معدرت مبر سے کچھ میں جواب دیا گیا۔

شکریہ!۔۔۔ بہر حال آپ نے بات کر ہی دی ہے تو
میر اس کے متعلق تفصیل بھی بتا دیں تاکہ میں اس سے پوری طرح
بہتر رہوں۔ ٹوک نے نرم کچھ میں کہا۔

عمران ایک بظاہر احمق سا نوجوان ہے۔ کنگ روڈ کے
فلپٹ میں اپنی باورچی کے ساتھ رہتا ہے اور پاکیشا کی منٹری انٹیکس
کے ڈائریکٹر جنرل سر رحمان کا اکھڑا بیٹا ہے۔ لیکن سر رحمان

اس کے تعلقات ٹھیک نہیں ہے۔ البتہ اس کا تعلق اگر ہے
تو پاکیشا سیکرٹ سروس کے چیف ایکٹو کے ساتھ ہے۔ وہ اس
کے لئے کام کرتا ہے۔ گو وہ براہ راست سیکرٹ سروس میں

ہارم نہیں ہے۔ یہ تو اس کے متعلق چند کوالف ہیں۔ ویسے
وہ دنیا کا خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ بیشاد بن الاقوامی
مجرم تنظیمیں اور مہاراجہ کلاس سیکرٹ ایجنٹ اس کے احمقوں اپنی

گرو میں تنہا چکے ہیں۔ انتہائی شاطر۔ نوہین۔ انتہائی حد
تک خطرناک انسان ہے۔ میرے خیال میں اتنا ہی کافی
ہے۔ مزید کچھ کہنے سے ہو سکتا ہے کہ آپ ناراض ہو جائیں۔

اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
ٹھیک ہے۔ ہو سکتا تو میں اس سے خود حکم کر اس کا خاتمہ
کروں گا۔ بہر حال جب بھی سلائی ہوئی۔ آپ کو بتانا عہدہ

اطلاع کر دی جائے گی۔ اور۔۔۔ ٹوک نے مزہ بنانے سے

کر دیں گا۔ اور۔۔۔ ٹوک نے کہا۔

اوہ!۔۔۔ مشرک!۔۔۔ کہنا تو نہیں چاہیے۔ کیونکہ ہمارا
آپ کا مسئلہ تو صرف سلائی تک محدود ہے۔ لیکن کہیں
آپ پاکیشا میں عمران سے تو نہیں ٹکرا گئے۔ اور۔۔۔

دوسری طرف سے چمکتے ہوئے کہا گیا۔
عمران!۔۔۔ وہ کون ہے۔ میں تو نام بھی پہلی بار سن
ہوں۔ یہاں انٹیلی جنس کا ایک آدمی ذرا سی گورنر کر رہا ہے

میرے آدمی اس سے بات چیت کر رہے ہیں۔ جیسے
اس سے سودا طے ہو گیا۔ سلائی بھال ہو جائے گی۔ اور۔۔۔
ٹوک نے جان بوجھ کر جواب دیا۔

اوہ بھر ٹھیک ہے۔ پاکیشا میں سب سے بڑا خطرہ
کسی تنظیم کو ہو سکتا ہے تو وہ عمران ہے۔ اور مشرک
میرا مخصوص مشورہ ہے کہ آپ کسی طرح بھی عمران سے نہ ٹکرائیں

اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
مگر معلوم تو ہو کہ یہ عمران صاحب ہیں کون۔۔۔ ان
حدود اور لچر کیا ہے جس سے آپ ٹوک میں کو ڈرانے کی کوشش

کر رہے ہیں۔ اور۔۔۔ ٹوک کے جان بوجھ کر لچر کو درشت
کرنے سے کہنا۔
اوہ سوری مشرک!۔۔۔ آپ کے جذبات کو پیش نہیں

لیکن یقین کریں میرا اس سے یہ مقصد نہ تھا کہ میں ٹوک سے
جیس عین الاقوامی تنظیم کی توہین کروں۔ میں نے تو صرف

جواب دیا اور دوسری طرف سے اور اینڈ آل کے الفاظ سن کر اس نے تڑپ کر آٹ کر دیا۔

عمران — عمران — عمران — جدھر جاؤ بھی عمران — ج طرف جاؤ بھی عمران — آخر یہ ہے کیا مصیبت — ٹوک — غصے سے انداز میں ٹال کر یہ کی جھپٹ پر زور زور سے ملے مارنے ہوئے اسی لمحے ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے کی آواز اس کی پشت پر سناؤ دی اور وہ تیزی سے واپس مڑا۔ پاس ہی ایک چھوٹی سی میز پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔ ٹوک میز کے پاس پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے ریسیور اٹھا لیا۔

لیس — ٹوک نے ترخت اور چھاری بچے میں کہا۔
اس! — میں ٹاکر بول رہا ہوں — اؤہ نمبر کس پر رابطہ ہے چاہے مارا ہے۔ لیکن اس کے چھاپہ مارے ہی ہم نے فوری ہا پر سب کچھ ایون مقرر فی میں منتقل کر دیا ہے۔ صرف ایک ان کے ہاتھ لگی ہے لیکن وہ چوری کی ہے۔ اس لئے وہ اس کے کچھ حاصل نہیں کر سکتے۔ ٹاکر کم نے سب سے ہوتے لیجے میں کہا۔ اعلیٰ جنس نے چھاپہ مارا ہے۔ اؤہ! اس کا مطلب ہے یہ ٹاکر اعلیٰ جنس سے متعلق ہے۔ اس کا کہہ کے تعاقب میں وہی اس کا پتہ چلا کہ وہ کہاں ہے۔ ٹوک نے پوچھا۔
نوسرا۔ راجر — کھو بیٹھا تھا۔ ویسے اب راجر اس بڑی کی نگہانی کر رہا ہے۔ ٹاکر کم نے جواب دیا۔
ٹھیک ہے۔ اؤکے — ٹوک نے چند لمحے خاموش رہنا

کے بعد کہا اور پھر دھڑام سے ریسیور کر ڈیڈ پر مے مارا۔ وہ چند لمحے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑے خاموش بیٹھا رہا۔ پھر اس نے جھک کر دوبارہ ریسیور اٹھا لیا اور فیر ملانے شروع کر دیئے۔
لیس — بیٹی اٹھنا — رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

ٹوک بول رہا ہوں۔ ٹوک نے تیز اور کرحش لیجے میں کہا۔
لیس کس! — بیٹی کے لیجے میں موبائل پر سنائی ہو گیا۔
سنو بیٹی! — اب یہاں کام کرنے کی صورت حال بدل گئی ہے اس لئے میں سارا مشن بریک کر رہا ہوں۔ ویسے بھی ریڈمرکل مارے پیچھے لگ گئی ہے۔ وہ جہیں جتا کر اس برائن پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ ان کی تو مجھے پرواہ نہیں ہے کیونکہ میں نے ہینڈ کوآرڈر میں رالف کو احکامات دے دیئے ہیں کہ ریڈمرکل کے تمام ہینڈز کو فوری طور پر ہلاک کر دیا جائے۔ اور مجھے یقین ہے کہ وہ اب تک اپنا مشن مکمل کر چکا ہوگا۔ لیکن یہاں کی اعلیٰ جنس اور سیکرٹری میں اب آڑے آگئی ہیں اور ہم ناواں لگ گئی ہیں سارا پلان ان پر واضح کر دیا ہے۔ اس لئے اب اس پلان کے تحت کوئی سہجائی نا ممکن ہو گئی ہے۔ ایئر نوٹس پر لازماً تفصیلی چیکنگ کی جائے گی۔ ٹوک نے تیز تر لیجے میں کہا۔
لیس ہاں! — میں بھی یہی سوچ رہا تھا۔ لیکن اب کیا کیا جاسکتے۔ ہم واپس چلے جائیں۔ بیٹی نے کہا۔
نہیں! — ایسا ہونا نا ممکن ہے۔ ٹاکر جن سے ٹوک نے

خدا و کم ہے۔ تو پھر ٹھیک ہے تم ایسا کرو کہ ایک غیر ملکی عورت
 کے ساتھ چار مقامی عورتوں کو بھی ملا کر دو۔ مجھے یقین ہے
 ایک دو غیر ملکی عورتوں کی ہلاکت تک بھی نوبت پہنچے گی کہ میں
 انہیں شریپ کر کے ان کا خاتمہ کر دوں گا اور اس کے بعد ہم سپلائی
 کا مسئلہ دوبارہ شروع کریں گے۔ ٹوک نے کہا۔
 ہاں! اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک تجویز پیش کروں۔
 یعنی نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔
 ہاں کرنا۔ تم میرے ہنر نو ہوا اور میں نے تمہاری صلاحیتیں
 دیکھ کر ہی تمہیں یہ عہدہ دیا ہے۔ ٹوک نے جواب دیا۔
 تمہیں شک ہو ہاں! دراصل میں نے اپنے طور پر اس
 مادی صورت حال پر غور کیا ہے۔ میرے نقطہ نظر سے
 ہمارا یہ برٹس ختم ہو گیا ہے۔ انٹیلی جنس اور سیکرٹ سروسز کو
 ہمارے ان وجہ سے کا پتہ چل گیا ہے اس لئے اب میرے خیال
 میں یہ لوگ ختم بھی ہو جائیں۔ تب بھی کسی لاش کو فیروزہ کی چنگ
 کے زیرِ لوٹ لے کر فرس نہیں مل سکتی۔ اس لئے کیوں نہ
 ہم اپنا انداز بدل دیں اور کام کرتے رہیں۔ البتہ اس دوران آپ جن
 سے انتظام لینا چاہتے ہیں ساتھ ساتھ لیتے رہیں۔ یعنی نے
 تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔
 تم کو ایسا انداز اختیار کرنا چاہیے ہو۔ ٹوک نے سنجیدہ
 لہجے میں پوچھا۔
 میرا خیال ہے ہاں!۔ ہم عورتوں کی بجائے بچوں کو استعمال

والتے زندہ رہ جائیں۔ ایسا سوچنا ہی ناممکن ہے۔ اس لئے
 اب میں نے پلان بدل دیا ہے۔ اب میں دوسرا کام کرنا چاہتا
 ہوں۔ ہم سپلائی گروپ کو فوری طور پر واپس جھوٹا کر ایکشن
 گروپ کو طلب کر دو۔ اسے فوری طور پر یہاں پہنچنے کی ہدایات
 دے دو۔ ایکشن گروپ کے دونوں سیکشنز، ماسٹی سیکشن اور
 لائن سیکشن دونوں کو۔ ماسٹی سیکشن کو تم سنبھالو گے جب کہ لائن
 سیکشن میرے تحت براہِ راست کام کرے گا۔ تمہارا اب کام یہ ہوگا
 کہ تم شہر میں جس قدر غیر ملکی عورتیں موجود ہیں انہیں قتل کر کے یہاں
 وحشت پھیلا دو۔ بے درجہ قتل کرو۔ میں لائن گروپ کے
 ساتھ سیکرٹ سروسز اور انٹیلی جنس کے خلاف کام کروں گا۔ ٹوک
 نے کہا۔
 یقیناً ہاں!۔ اس قتل و غارت سے ڈاگ مین کو کیا فائدہ
 ہوگا۔ یعنی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔
 میں اس قتل و غارت کے ذریعے انٹیلی جنس اور سیکرٹ سروسز کو
 شریپ کروں گا۔ وہ لازماً تمہارے خلاف حرکت میں آئیں گے
 اور میں ان کا شکار کھیلوں گا۔ کیونکہ اگر میں براہِ راست ان
 سے ٹکرائوں تو میرے کم مٹی ہو جائے گی۔ ٹوک نے جواب دیا۔
 اور میں سمجھ گیا ہاں!۔ لیکن اس سے ایک نقصان ہوگا
 کہ بعد میں سچائی کے لئے ہمیں یہاں غیر ملکی عورتیں دستیاب
 ہو سکیں گی۔ یعنی نے جواب دیا۔
 ہاں!۔ یہ بات تو ہے۔ دیکھو ہی یہاں غیر ملکی عورتوں کو

کرنا شروع کر دیں۔ انہیں مردہ نظر نہ کیا جاتے۔ بلکہ انہیں اس طرح اٹھا کر لے جائیں جیسے سوتے ہوئے بچوں کو جابجا جاتا ہے۔ اس طرح کسی کو خاک نہیں ہو سکتا۔

یعنی تمہارا مطلب ہے کہ بچہ اغوا کیا جائے اور اسے وہاں کے اس کے پیٹ میں منشیات بھری جائیں اور پھر ایک عورت اسے اس طرح ساتھ لے کر جہاز میں بیٹھے جیسے بچہ سو رہا ہو۔ آئیڈیا تو اچھا ہے۔ بچے کو عام ہی مل جائیں گے زیادہ تر بھی نہ کرنا پڑے گا۔ لیکن اس طرح سہلائی بے حد کم ہو جائیگی۔ ظاہر ہے ایک ایسا بچہ جسے ایک عورت اٹھا کر لے جاتی ہے، بہت چھوٹا ہی ہو سکتا ہے اور اسے چھوٹے بچے کی سیٹ میں نشینی مقدار جاسکتی ہے۔ بہت کم۔ کیا خبر ہے۔ ڈاک نے کہا۔

ہاں ہاں! مقدار تو واقعی بے حد کم ہو جائے گی۔ لیکن ہر حال کلام چلتا رہے گا۔ یعنی بے جواب دیا۔ منہیں! ایک ٹورٹ کی بجائے دس بچے لے جاتے ہیں گے۔ یہ خاصا پریشان کن مسئلہ بن جائے گا اس لیے وہ عورتوں والا مسئلہ ہی ٹھیک رہے گا۔ البتہ اس میں ایک ترمیم ہو سکتی ہے کہ ضروری نہیں کہ ہم غیر ملکی عورتوں کو ہی پار کریں۔ یہ کام مقامی عورتوں سے بھی لیا جاسکتا ہے۔ ڈاک نے کہا۔

نوسرا۔ مقامی عورتیں لے کر ہیں۔ کیونکہ مقامی عورتیں دفن کرنے کے لئے یہاں سے باہر نہیں بھیجی جاتیں۔ بلکہ باہر سے یہاں آ سکتی ہیں۔ یعنی کے فوراً ہی خواب دیا۔ اودہ واقعی! مجھے کس بات کا خیال ہی نہ رہا تھا۔ میں نے سوچا تھا کہ بیرون ملک بھی تو مقامی عورتوں کے لواحقین دے سکتے ہیں۔ ڈاک نے منہ بند کر کے کہہ دیا۔

ہاں! ویسے وہ بچوں والا مسئلہ رستہ کا ٹھیک۔ یا پھر سرے سے سارے آئیڈیے کو ڈراپ کر کے کوئی نیا آئیڈیا سیٹ کیا جاتے۔ یعنی لے کہا۔ مثلاً بالکل نیا آئیڈیا کیا۔ ڈاک نے الجھے ہوئے لیے میں پوچھا۔

ہاں! ایک بالکل اچھوتا آئیڈیا ہے بالکل اچھوتا۔ اور کسی کو اس کا علم بھی نہ ہو سکے گا۔ جیسا عورتوں کو ہی جانتے ہیں عورتوں کے پیٹ میں منشیات بھرنے کی بجائے بالوت کی تہہ ڈبل سائیڈ بنا کر اسے بھرا دیا جائے تو کس بات کا۔ چونکہ اب یہ بات ان کی نظروں میں ہے کہ ہم عورتوں کے پیٹ میں منشیات ارسال کرتے ہیں اس لیے وہ اسے ہی چیک کریں گے اور بالوت کی توجہ نہیں دیں گے۔ اس طرح پچھلے سے بھی زیادہ مقدار میں منشیات بھی منگلی ہو جائے گی اور یہ لوگ بھی بروکھلا جائیں گے۔ یعنی لے کہا۔

تمہارا واضح تو خراب نہیں ہو گیا۔ منشیات کی تو سوچ گھنے

ڈک نے کہا۔
 "ہمیں سرپ کرنے کے لئے۔ کیا مطلب ہاں۔"
 گڈمین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 "اس لڑکی کا تعلق یہاں کی سیکرٹ سروس سے ہے۔ اور
 سیکرٹ سروس ہماری راہ پر لگ چکی ہے۔ اور ہاں! یہ بھی دیکھ
 ہے کہ یہ دونوں بھی سیکرٹ سروس سے متعلق افراد ہوں۔
 ٹھیک ہے تم انہیں مت چھیڑو۔ میں خود وہاں آ رہا ہوں۔"
 ڈک نے کہا اور ریسورسز کو وہ تیزی سے اٹھا اور محنت کمرے
 کی طرف بڑھ گیا۔ تاکہ میک آپ وغیرہ کر کے وہ موٹل ملازمہ پہنچ
 سکے۔ اس کے ذہن میں ایک نیا پلان ترتیب پا رہا تھا۔

• میں جلد از جلد ان تنگ انسانیت قسم کے مجرموں کا خاتمہ کرنا
 چاہتا ہوں۔ سمجھے؟ عمران نے تیز لہجے میں سامنے بیٹھے
 ہوئے بلیک نیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔
 • بالکل عمران صاحب! ایسے مجرم ناقابل معافی ہیں۔
 بلیک نیرو نے جواب دیا۔

• منشیات تو سمجھن کوئی ہی رہتی ہے۔ لیکن انہوں نے
 واقعی کتوں جیسا کام کیا ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ اس
 سے پہلے کہ یہ کسی اور عورت کو ہلاک کریں۔ میں ان کا گلا دبوچ
 لوں۔ عمران نے مونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ
 سرخ ہو رہا تھا۔

• لیکن عمران صاحب! یہ لوگ بے حد شاطر ہیں ایک
 گرواؤ بھی نہیں بنا۔ تے۔ اب دیکھئے! اٹائیگر نے ان کا تعاقب

کیا۔ اس اڈے میں یہ لوگ داخل ہوئے۔ ٹائیگر کی اطلاع
 چھاپہ مارا گیا۔ لیکن سمجھ جی برآمد نہ ہوا۔ نہ ہی کوئی مال اور نہ
 کوئی آدمی۔ بلیک زیرو نے کہا۔
 ان کو بڑوں سے باہر نکالنے کے لئے چارہ ڈالنا پڑے گا۔
 ان کے لئے بہترین چارہ جولا ہو سکتی ہے۔ عمران
 چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی ا
 نے ریسور اٹھا کر ٹیبل ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
 صفدر بول رہا ہوں۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف
 صفدر کی آواز سنائی دی۔
 ایکٹو۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔
 "لیس باس"۔ صفدر نے یکھخت انتہائی مودبانہ
 میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
 تم جولا اور ٹیبل شکیل کرنے کر شہر میں گھومو پھرو۔
 اور نعمانی کو کہہ دو کہ وہ انتہائی محتاط انداز میں تمہاری نگرانی کر
 اگر کچھ لوگ جولا کو اغوا کرنا چاہیں تو پس معمولی سی مداخلت کرنا
 کے بعد ایسا ہونے دینا۔ لیکن جیسے ہی جولا کو کسی اڈے
 لے جایا جائے۔ اس اڈے کو فوراً ہی طور پر گھیر لیا جائے۔
 عمران بھی تم سب سے علیحدہ رہ کر نگرانی کرے گا۔ ایسے مو
 پر عمران نہیں مزید ہدایت دے گا۔ تم سب نے پور
 طرح مسلح ہونا ہے اور انتہائی محتاط رہنا ہے۔ کیونکہ تم لوگوں
 معمولی سی غفلت سے جولا کی جان جاسکتی ہے۔ عمر

نے کہا۔
 "لیس باس"۔ لیکن اگر جولا کو اکیلا رکھ کر ہم سب اس کی
 گولائی کریں تو۔۔۔ صفدر نے ڈرتے ڈرتے کہا۔
 "سنو"۔ مجھے مشورہ دینے سے پہلے دس بار سوچ لیا کرو۔
 ڈاک مین کو جولا کی حقیقت کا علم ہوگا ہے۔ اس لئے اگر جولا اب
 اصل صورت میں اکیلا گھومے گی تو وہ لوگ لازماً سمجھ جائیں گے کہ
 انہیں ٹریپ کرنے کے لئے یہ سب کچھ کیا گیا ہے۔ تم دونوں
 ساتھ موجود ہو گے تو یہ خیال انہیں نہیں آئے گا۔ اس لئے تم دونوں
 کی موجودگی ضروری ہے۔ عمران نے انتہائی کڑخت لہجے
 میں کہا۔
 "سوئی باس"۔ "لیس باس"۔ میں سمجھ گیا باس"۔ صفدر
 نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔
 "تم سب سے پہلے ہوش پلازہ جاؤ گے۔ اور وہاں ہالی میں
 کم از کم آدھا گھنٹہ روکے گا کہ عمران وہاں پہنچ جائے۔ عمران
 نے کہا اور ریسور رکھ دیا۔
 "عمران صاحب"۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں بھی
 بلیک زیرو نے کہا۔
 "نہیں"۔ تمہاری یہاں زیادہ ضرورت ہے۔ اگر ٹائیگر
 کی کال آئے تو اسے میری طرف سے کہہ دینا کہ وہ زیر زمین دنیا میں
 ایسے اڈوں کو تلاش کرے جنہوں نے ڈاک مین کے لئے اپنے
 زیادہ ٹھکانوں کا بندوبست کیا ہے۔ لازماً کوئی گروپ ایسا

ت جس سے اس نے کنٹیکٹ کیا ہوگا۔ — عمران نے سخت لہجے میں کہا اور ایک زبردستی سر جھکا دیا۔

عمران ایک مٹین روم سے باہر آیا اور پھر حضورؐ کی دیر بعد اکی کاروائش منزل سے نکل کر تیزی سے ہوٹل پلازہ کی طرف دو گئی ہوٹل پلازہ چونکہ شہر کے ایسے علاقے میں تھا جہاں زبان تو غیر ملکوں کی رہتی تھی اس لئے عمران نے ہوٹل پلازہ کا نام لیا۔ کیونکہ اسے امید تھی کہ ٹاگ مین کے آدمی غیر ملکی عورتوں کی تلاش میں ایسے ہی علاقوں میں گھومتے رہتے ہوں گے۔

تقریباً دس منٹ کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد عمران کی کار ہوٹل کے کیاؤنڈ میں سرنگی کہیں نے مقامی تاجروں جیسا میک آپ کو ہوا تھا۔ کار اس نے پارکنگ میں ایسی جگہ روکی جہاں سے فوراً ہوٹل سے باہر اسے لے جاسکے اور پھر کار سے اتر کر وہ بڑے اطمینان سے چلا ہوا ہوٹل پلازہ کے ہال میں داخل ہو گیا۔ ہال تقریباً خالی تھا۔ البتہ چند میزوں پر دو مقامی اور تین چ غیر ملکی جوڑے بیٹھے بیٹھے چائے کا شغل کر رہے تھے۔ عمران بڑے اطمینان سے چلا ہوا ایک کونے کی میز پر جا کر بیٹھ گیا۔

لیس سر۔۔۔ دوسرے لمحے ایک باوردی ویش اس کے ر پر پہنچ گیا۔

نو پاؤں۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

جی۔۔۔ کیا زلمیا آپ نے؟ — ویش نے حیران ہو کر پوچھا۔

برادر! — تم نے آدھی انگریزی اور آدھی اردو بولی۔ یہ

نہ بھی اسی طرح جواب دے دیا۔ تمہ نے لیس کہا۔ میں نے دیکھ دیا۔ تمہ نے سر کہا۔ میں نے پاؤں کہہ دیا۔ اب دیکھ کہ تمہیں کس بات کی سمجھ نہیں آئی تاکہ میں کسی وکشنری کا سہارا لے کر تمہیں سمجھاؤں۔ — عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

اوہ سر! — آپ مذاق فرما رہے ہیں۔ میرا مطلب سر سے جانب تھا اور میں آؤر دھونچا چاہتا تھا۔ ویش نے بے اختیار سر اٹاتے ہوئے کہا۔ وہ شاید میری سمجھا تھا کہ کسی سسکی سے پالا بڑ گیا ہے۔ لیکن چونکہ ان کا پیشہ ہی ایسا تھا کہ ہر قسم کے افراد سے ان کا واسطہ پڑتا رہتا تھا۔ اس لئے اس نے زیادہ پرواہ نہ کی تھی۔

اچھا اچھا۔ تو تم سالم انگریزی بول رہے تھے۔ لیکن جانی! جانب کے متضاد کو انگریزی میں کیا کہتے ہیں۔ یہی تم بتا دو۔ عمران نے کہا۔ ظاہر ہے وہ صرف وقت گزاریا چاہتا تھا۔

سر مجھے نہیں معلوم جناب! — آپ آؤر دیں۔ — ویش نے جان چھڑانے والے انداز میں کہا۔

تو جانا جناب کا متضاد ڈھونڈ کر لاؤ۔ بھاری ٹپ دو لگاؤ۔ عمران نے کہا اور اس طرح منہ پھیر کر ان کو دیکھنے لگا جیسے زندگی میں پہلی بار اس قسم کے ہوٹل میں آیا ہو۔

ویش چند لمحے خاموش کھڑا رہا۔ پھر تیزی سے واپس موڑ گیا۔ عمران مسکرا رہا۔ اسے صدف کیسٹن کیل اور ہولیا کا انتظار تھا۔ اور ابھی وہ مین گیٹ کی طرف دیکھ ہی رہا تھا کہ ویش ایک بار پھر تیزی سے اس کی طرف آنا دکھائی دیا۔ اس کے ہاتھ میں ٹرسے تھے جس میں پانی

ڈھیر ہو گئے۔ لیکن دو آدمی جو لیا کو اٹھائے بجلی کی سی تیزی سے
 بین گیٹ کر اس کر گئے۔ صفدر اور کیپٹن شکیل کو سنبھالو — عمران
 نے جیج کو منور سے کہا اور دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی
 سے اچھل کر بین گیٹ کے باہر آیا۔ اسی لمحے عمران نے نکلے آسمانی رنگ کی لمبی سی کار کو آندھی
 اور طوفان کی طرح گپاڑا ٹریڈ سے نکلے دیکھا اور اس کا رے
 مسلسل فائرنگ عقب پر کی جا رہی تھی اور اس فائرنگ سے کئی
 افراد گپاڑا ٹریڈ میں ہی ڈھیر ہو چکے تھے۔ عمران تیزی سے دوڑتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھا اور پھر
 کار کا دروازہ کھول دیا وہ اس طرح سٹیزنگ پر بیٹھا جیسے اس کے
 پیچھے پانی آ رہا ہو۔

دوسرے لمحے اس کی کار ہندو سے نکلنے والی گولی کی طرح اڑتی
 ہوئی گیٹ کے پاس کر کے سرک پر آئی۔ ٹریفک کے باوجود عمران
 کار کو اس خونخوار انداز میں اڑاتے لئے جا رہا تھا کہ باقی کاروں
 والے دہشت زدہ ہو کر اپنی کاریں ایک طرف ہٹاتے چلے جاتے
 تھے۔ لیکن اگلے چوک تک پہنچنے کے باوجود عمران کو وہ آسمانی
 رنگ کی کار کہیں نظر نہ آتی تو اس نے ہونٹ جھنجھ لئے اور
 پھر چوک سے کار واپس موڑ لی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اُسے ڈراچ سے
 ڈیا گیا ہے۔ کار راستے میں ہی کسی گلی میں موڑ لی گئی ہے۔ اور
 جاتے ہوئے چونکہ وہ بے تحاشا انداز میں کار چلا رہا تھا اس لئے

بڑے اطمینان سے چٹکیاں لے لیکر اور بچ جوس پی رہا تھا جب
 صفدر اور اس کے ساتھی بڑے مٹاٹ سے کھانے میں مصروف
 تھے۔ ادھر تصویر کی حالت دیکھنے والی تھی۔ اس نے صرف چلے
 منگوائی تھی اور اب وہ چلے پینے کے ساتھ ساتھ پیچ و تاب کر
 کھا رہا تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ اگر اسے ایک شو کا خطرہ نہ ہوتا تو وہ بھی
 کھانے میں شریک ہو جاتا۔ ظاہر ہے اس وقت وہ مجبور تھا
 صفدر اور کیپٹن شکیل کو جو لیا کے ساتھ ہستے ہوئے اور کھانا
 دیکھ کر وہ پیچ و تاب ہی کھاتا تھا۔ کھانا ختم کرنے کے بعد انہوں نے چائے منگوائی اور
 لے لیکر بیٹا شروع کر دی۔

چائے پی کر صفدر اور جو لیا نے کوئی بات کی اور صفدر
 ویر کو بل لانے کے لئے کہا اور پھر بل آوا کر کے وہ تینوں
 اور بین گیٹ کی طرف بڑھنے لگے۔ عمران ابھی اُٹھنے کی سوچ ہی رہا تھا کہ اجابک میں گیسٹ
 جا رہے تھے اندر داخل ہوئے اور دوسرے لمحے ہاں صفدر اور
 شکیل کی چیخوں سے گوبچ اٹھا۔ آنے والوں نے ہلکے جھکے
 دونوں پر فائر کھول دیا تھا۔ اور وہ دونوں ہی گولیاں کھا کر
 ہوئے فرش پر گرے تھے۔ اسی لمحے عمران اور منور دونوں نے بجلی کی سی تیزی
 سے ریلوے نکلے اور پھر آنے والوں میں سے دو گیٹ کے پاس

اس کی توجہ گھٹیوں کی طرف نہ گئی تھی۔ والہی کے وقت اُسے ایک کھلی گلی میں دبی آسانی رنگ کی کار نظر آگئی۔ تو اس نے کار اس طرف موڑ دی۔ لیکن توقع کے مطابق کار خالی تھی۔ جولیا اور انوار کا غائب تھے۔

عمران نے کار اِس کار کے پیچھے روکی اور نیچے اتر کر وہ آسمان کار کی طرف بڑھا۔ بس نے ایک نظر کار کو باہر سے دیکھا اور پھر اُسے اگلی سیٹ میں ایک کاغذ سا دبا ہوا نظر آیا۔ جیسے کاغذ کسی جیب سے گر کر دب گیا ہو۔ عمران نے دروازہ کھولنے کے بعد ہینڈل کھینچا ہی تھا کہ ایک خوفناک دھماکا ہوا اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ کسی گیند کی طرح فضا میں اچھل گیا ہو اور اس کے جسم کے ہزاروں ٹکڑے ہو گئے ہوں اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر تاریکیوں کے غلبہ پایا۔

خاتونِ رنگ اور چیخوں کے ساتھ ہی جولیا کے سر پر زوردار ضرب لگتی تھی۔ اور اُسے آخری احساس یہی ہوا تھا کہ کسی نے اُسے چھپوٹ کر فضا میں اٹھالیا تھا۔ اس کے بعد اس کے ذہن سے ہر احساس غائب ہو گیا تھا۔

پھر جب اس کی آنکھیں کھلیں تو اس نے لاشعوری طور پر آنکھوں کی کوسٹش کی۔ لیکن دوسرے لمحے وہ ایک طویل سانس کے کرہ گئی اس کا سر دو کی شدت سے جھٹکنے کے قریب ہو رہا تھا اور وہ ایک کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے بازو کرسی کے بازوؤں کے ساتھ کھپ کر دیشے گئے تھے۔ اسی طرح اس کے دونوں پیر بھی کرسی کے سائے والے دونوں پیروں کے ساتھ لپٹے کے کڑووں میں چھپے ہوئے تھے۔ کرسی لوہے کی تھی۔

جولیا کا لباس مسلا ہوا تھا۔ وہ اس وقت ایک بڑے کمرے

کے درمیان میں رکھی ہوئی کسی پر بھی مٹی، مگرے کی چھت سے صرف ایک روشن بلب نکل رہا تھا۔ مگرے کی خاصی نیچی چھت تیار ہی تھی کہ یہ کوئی تہہ خانہ ہے۔ مگرہ خالی پڑا ہوا تھا اس کے اگلا دروازہ جو لیا کے منہ کے بالکل سیدھ میں تھا جو بند تھا۔ جو لیا نے ادھر ادھر سرگھا کر مگرے کا جائزہ لیا۔ ایک سانس لے سے سیاہ رنگ کا ایک تابوت رکھا ہوا نظر آیا تو اس نے ہونٹ بھیخ لئے۔ اسے سب سے زیادہ فکر صغیر اور گیشٹن شکیل کی تھی کیونکہ اس کے ذہن میں ابھی تک ان کی چوڑوں اور مگرے کے دھکے محفوظ تھے۔ لیکن اسے تسلی تھی کہ تمیز وہاں موجود تھا اور لازماً وہاں بھی وہیں کہیں ہوگا۔ اس لئے انہوں نے یقیناً ان دونوں کو سنبھال لیا ہوگا۔

اور پھر اس نے بازوؤں کو لوہے کے کلپوں سے نکلانے کے بعد جلد شروع کر دی۔ لیکن یہ کلپ خاصے تنگ تھے اس لئے وہ اپنی کوشش میں ناکام رہی۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور چار افراد اندر داخل ہوئے۔ وہ چاروں ہی مشین گنوں سے مسلح تھے۔ ان میں سے دو ایک سائیٹر پر اوپر سے دو دروازے کی دوسری سائیٹر پر کھڑے ہو گئے۔ اور چوتھا ایک اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک قد لیکن بھاری جبہ کا نو جوان تھا۔ جس کا چہرہ چھتر کی طرح سرخ تھا۔ "ہاں تو میں جو لیا نافٹ وائر! — تم نے دیکھا کہ ہم نے تمہارے دوبارہ بلوایا ہے۔" ٹوک نے آگے بڑھ کر جو لیا کے سامنے کھڑے

ہوتے ہوئے کرخت بلجے میں کہا۔
"تم نے مجھے نہیں — بلکہ اپنی شامت کو بلوایا ہے مشر ٹوک۔" جو لیا نے خشک بلجے میں جواب دیا۔
"یہ تو وقت بتائے گا کہ میں نے کس کو بلوایا ہے۔ فی الحال تمہیں یہ اطلاع دے دوں کہ تمہارے تین ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں۔ دو تو وہیں ہوٹل میں ہی ہسٹ ہو گئے۔ اور ایک کار کا دروازہ کھولتے ہوئے کار میں لگے طاقتور بم کی وجہ سے فضا میں ہی ٹکڑے ہو کر کھج رہا ہے۔ اور یقیناً یہ سیکرٹ سروس کے ممبر بن گئے۔" ٹوک نے بڑے ٹھنڈے بلجے میں جواب دیا وہ واقعی انتہائی ٹھنڈے ذہن کا آدمی تھا۔

"ہو سکتا ہے تمہاری بات درست ہو۔ لیکن نہ ہی میں کسی سیکرٹ سروس کو جانچی ہوں اور نہ ہی وہ میرے ساتھی تھے۔ میں تو صرف کھانے کے پکڑ میں ان کے ساتھ ہوئی تھی۔" جو لیا نے ہونٹ بھیختے ہوئے جواب دیا۔

"چلو ایسے ہی سہی۔ لیکن بہر حال تم عمران کی ساتھی ہو۔ اس سے تو تم انکار نہ کرو گی۔ اور عمران کے متعلق مجھے اطلاع ملی ہے کہ وہ سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے۔ لہذا یہ نتیجہ بالکل منطقی ہے کہ تمہارا اتفاق بھی سیکرٹ سروس سے ہی ہے۔" ٹوک نے مکرراتے ہوئے جواب دیا۔
"میرے خیال میں تمہیں پہلے اپنے دماغ کا علاج کرانا چاہیے۔ عمران سے صرف میری دوستی ہے اور بس۔" باقی رہی سیکرٹ

سروں والی بات — تو میں نے غلوں اور جاموسی نادلوں میں تو اس کا ذکر پڑھا ہے۔ لیکن مجھ جیسی ایک علامہ پیشہ عورت کو اول تو سیکرٹ سروس میں رکھنے کا کون — اور دوسری بات یہ کہ میں متعہ میں نہیں ہوں بہر حال غیر ملکی ہوں — اور کم از کم اتنی عقل تو تم میں بھی ہے کہ کوئی ملک اپنی سیکرٹ سروس میں کسی غیر ملکی کو بھرتی نہیں کر سکتا۔ — جو لیا نے بھی اپنے بچے کو حشد اگرتے ہوئے جواب دیا۔

”اوہ واقعی! — تمہاری یہ بات قابل غور ہے۔ بہر حال تم جو کچھ بھی ہو۔ میں نے تمہیں دو مقاصد کے لئے اغوا کیا ہے۔ ایک تو میں تمہارے ذریعے عمران کا شکار کھینچا جاتا ہوں — اور دوسرا یہ کہ تم میرے بزنس کے لئے اچھا مارگٹ بن سکتی ہو۔“ ڈک نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تمہاری جو مرضی آئے کرو۔ اس وقت میں بے باس ہوں۔ کیا کر سکتی ہوں۔“ جو لیا نے ٹیکنٹ لہجے کو شکست خوردہ بناتے ہوئے کہا۔

”بڑی جلدی اختیار ڈال دیتے تم نے۔ بہر حال تم عورت ہو اس لئے تمہاری مجبوری ہے۔ سنو! میں تمہیں ایک آفر دیتا ہوں۔ اگر تم اسے قبول کر لو گی تو فائدہ سے میں رہو گی۔“ ڈک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیسی آفر۔۔۔؟ جو لیا نے چونک کر پوچھا۔
”تم میرا پہلا مقصد پورا کر دو تو میں دوسرا مقصد چھوڑ سکتا ہوں۔“

میرے لئے عورتوں کی کمی نہیں ہے۔ — لیکن اگر تم نے پہلے مشن میں تعاون نہ کیا تو ہو سکتا ہے کہ میں پہلا مشن ڈراپ کر سکے فوراً دوسرے مشن کو شروع کر دوں — تم نے یہ تاہوت دیکھ ہی لیا ہوگا۔ ابھی چند لمحوں میں ہی تم اس تاہوت میں مردہ حالت میں بند ہو سکتی ہو۔ — لولو کیا کہتی ہو؟ — ڈک نے کہا۔
”تم مجھ سے کیا تعاون چاہتے ہو۔“ جو لیا نے چند لمحوں فاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

”عمران کے خفیہ نمٹکانے کو تم بہر حال جانتی ہی ہو گی۔ اس بات کرو اور جہاں میں کہوں اسے پہنچنے کے لئے کہو۔ تم یہاں رہو گی جب میں عمران کا شکار کروں گا تو میرا وعدہ ہے کہ تمہیں یہاں سے زندہ باہر نکال دیا جائے گا۔“ ڈک نے جواب دیا۔
”ٹھیک ہے۔ میں تعاون کے لئے تیار ہوں۔“ جو لیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”گڈ! — تم واقعی سمجھدار لڑکی ہو۔ اور ویسے بھی تمہاری ان متعہ ای لوگوں سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔ لولو! ایسے ٹرپس کرو گی عمران کو۔“ ڈک نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
”اس کے فلیٹ پر ٹریفیون کروں گی اور کیا کرو گی۔“ جو لیا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”اس کا فلیٹ بند ہے۔“ لالہ لگا ہوا ہے۔ اور بتاؤ۔؟
ڈک نے جواب دیا۔

”اوہ! — پھر تو اس کی تلاش ممکن ہے۔ وہ آوارہ گرد

آدمی ہے۔ نجلے کہاں کہاں دھکے کھاتا پھر رہا ہوگا۔ جویا نے کہا۔

تم شاید مجھے بروقت سمجھ کر ایسی باتیں کر رہی ہو مگر جویا میں لڑاکا میں جیسی تنظیم کا سربراہ ہوں۔ جس کے نام کی دہشت سے ہی بڑے بڑے سیکرٹ ایجنٹ کانٹا اٹھتے ہیں۔ اس لئے مجھ سے یہی بات کرو۔ ٹوک کا بچہ بچکھوت بن کر گیا۔ سیدھی بات اور کیا کروں۔ مجھے بتاؤ۔ میری تو مسجد میں کوئی بات نہیں آتی۔ جویا نے جھنجھٹا دے ہوئے بچے میں کہا۔

سیکرٹ سروس کے چیف کا نمبر بتاؤ۔ میں یہ نمبر ملا ہوں۔ تم اس سے بات کرو اور آئے کہو کہ تم فلاں جگہ شدید زخمی حالت میں پڑی ہو۔ عمران کو بھیجا جاتے تاکہ تمہاری مدد کرے۔ ٹوک نے کہا۔

جب میں کہہ چکی ہوں کہ میرا کسی سیکرٹ سروس سے کوئی تعلق نہیں تو پھر تم بار بار تمہاری مجھے تنگ کر رہے ہو۔ جویا نے کہا۔ اوہ! اچھا تم نہیں بتانا چاہتی تو نہ نہیں۔ ٹوک نے کہا اور اس چقندر جیسے چہرے والے نوجوان کی طرف مڑا۔ بیٹی۔ ٹوک نے کہا۔

لیس باس۔ چقندر جیسے چہرے والے نے فوراً ہی مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اس مختصر نمبر سے سیکرٹ سروس کے چیف کا نمبر معلوم کرنا ہے کیا کیا جاتے۔ کوئی آسان سی ترکیب بتانا۔ اسے مزید تکلیف

نہیں سونی چلیے۔ ٹوک نے اپنی عادت کے مطابق استہانی شہدے بچے میں کہا۔

باس! آکھ کا آپریشن کیسا رہے گا۔ بیٹی نے جواب دیا۔

نہیں۔ یہ تو بصورت عورت ہے۔ اس کو جوش کے لئے داغ لگ جلتے گا۔ کوئی اور ترکیب بتاؤ۔ ٹوک نے جویا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

پروں کی انگلیاں ایک ایک کر کے کاٹ دی جائیں۔ بیٹی نے دوسری ترکیب بتاتے ہوئے کہا۔

ہاں!۔ میرے خیال میں یہ ٹھیک رہے گا۔ کٹی ہوئی انگلیاں جراؤں میں چھپ سکتی ہیں۔ ٹھیک ہے۔ چھوٹی انگلی سے شروع کرو اور دیگر نو انگلیاں کٹنے سے بے چاری کی چال میں بھی فرق آسکتا ہے۔ ٹوک نے کہا۔

لیس باس۔ بیٹی نے کہا اور پھر جلدی سے کوٹ کی اندر فی جب سے ایک آستہ نکالا اور اُسے کھول کر وہ اس کی دھار پر انگلی پھیرا ہوا جویا کی طرف بڑھنے لگا۔

اب بھی وقت ہے بس جویا!۔ اپنے پروں کی انگلیاں بچاؤ۔ یہ بیٹی مجھ جیسا رحم دل نہیں ہے۔ ٹوک نے منکراتے ہوئے کہا۔

جو کچھ مجھے معلوم تھا وہ میں نے سچ سچ بتا دیا ہے اب تمہاری مرضی۔ تم یقین کرو یا نہ کرو۔ جویا نے بوٹ چھینتے ہوئے

ہوئے کہا۔
 "مٹھرو۔ رک جاؤ۔ میں بتاتی ہوں۔" یکجہت جویا
 نے بری طرح دھجھکتے ہوئے کہا۔ اس کا حوصلہ جواب دے گیا تھا۔ کیونکہ
 وہ لوگ جن اطمینان سے سارا کام کر رہے تھے، اس سے ان کی
 سفاکی کا بخوبی اندازہ ہوتا تھا۔

رک جاؤ بیٹی! — بے چاری داغدار ہونے سے بچ گئی ہے۔
 ڈک نے مسکراتے ہوئے کہا اور بیٹی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ دل سے اس کے
 بہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے اسے کسی بہت بڑے لطف سے
 جبراً محروم ہونا پڑ گیا ہو۔

میں ٹھہرنا دیتی ہوں۔ لیکن بات مجھے ہی کرنی پڑے گی۔
 کیونکہ وہ سیکرٹ سرکس کے چیف کا نمبر ہے۔ — اچھی آواز
 سننے سے خود بخود بند ہو جاتے گا۔ — جویا نے زور زور سے
 مانس لیتے ہوئے کہا۔

بیٹی! — ٹیلیفون اٹھاؤ اور جو نمبر بتاتے وہ ڈائل کر کے
 اس کا رسورس اس کے کان سے لگا دو۔ — اور ساتھ ہی لاؤڈ ٹانک
 بھی ان کر دینا تاکہ ہم بھی سنیں کہ سیکرٹ سرکس کے ایک ممبر اور
 اس کے چیف سے کیا باتیں ہوتی ہیں؟ — ڈک نے کہا اور بیٹی
 نے آسترا بند کر کے واپس کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھا اور تیزی
 سے دروازے کی طرف نکل گیا۔

سنبھل گیا! — تم نے عمران کو پیغام دیا ہے کہ وہ گرد باؤ کے
 ہالے کھنڈرات میں پہنچ جائے۔ — اور یہ بھی سن لو کہ اگر تم نے

جواب دیا۔ — یعنی کام شروع کرو۔ — ڈک نے پاٹ بیٹے
 میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

لیس باس! — ابھی لیجئے۔ — ابھی یہ ٹریپ ریکارڈ کی طرح
 آن ہو جائے گی۔ — بیٹی نے مسکراتے ہوئے کہا اور بڑے اطمینان
 سے جویا کے سامنے زمین پر اکڑوں بیٹھ گیا۔ اس نے فنی آرٹسٹ
 اور اطمینان سے جویا کے پیروں میں پہنا ہوا سینڈل اٹارا اور
 جراب اٹانے لگا۔ وہ اس طرح کام کر رہا تھا جیسے اسے کسی چ
 کی فکر نہ ہو۔ جویا ہنٹ جیسے بیٹی جونی صلی البتہ اس کے چہرے
 پر پسینے کے قطرے ضرور ابھر آتے تھے۔

واہ! — بڑے خوبصورت پیر ہیں باس! — انہیں
 خوبصورت پیر ہیں؟ — بیٹی نے جواب اٹارتے ہی چٹخاؤ
 ہونے کہا اور پھر ایک طرف فرش پر رکھا ہوا آسترا اٹھا کر اس
 دھار پر اٹھکی چہرے لگا۔

باس! — ایک سی انگلی کاٹنی ہے۔ — یا ایک سی وار
 سارا ضیاء کر دوں۔ — انتہائی نرم گوشت ہے۔ — ایک ہی وار
 کٹ جاتے گا۔ — بیٹی نے مٹھرو سے ہونے لہجے میں کہا۔

میلے ایک۔ — چہرہ دوسری۔ — باری باری۔ — شاید ایک
 انگلیاں کٹوانے کے بعد اسے سمجھ آجائے۔ — ڈک نے مسکرتے
 ہوئے جواب دیا۔

لیس باس۔ — بیٹی نے آسترا والا مٹھرو پر کراٹھا۔

کسی قسم کا کوئی اشارہ کرنے کی کوشش کی تو پھر فوری موت تمہارا مددگار بن جائے گی۔ — ڈک نے کہا۔

میں سمجھتی ہوں۔ — جولیا نے پاٹ بلیچ میں خواب دیا۔ پھر چند لمحوں بعد بیٹی واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک ڈاکٹر کا نوٹ تھا۔ ظاہر ہے اس کا سلسلہ کسی میڈیسن سے وابستہ نہیں ہے۔

نمبر تارو۔ — بیٹی نے جولیا کے قریب رکھتے ہوئے کہا اور نے اکیسٹو کے سپیشل نمبر بتا دیئے۔ یہ نمبر خاص طور پر اسی مقصد کے لئے رکھا گیا تھا کہ اگر کسی مجبوری کے تحت نمبر بتانا پڑ جائے تو یہ سپیشل نمبر بتایا جائے۔ اس نمبر پر فون سے مطلب نہیں ہو جاتا تھا کہ مجبوراً نمبر رنگ کیا جا رہا ہے۔ اور اس نمبر کے مندرجہ ذیل اور دوسری سائیڈ کے نمبر جینکینگ کیپیوٹر مشین اور یہ خود خود اکیسٹو کے اصل نمبر سے اندرونی طور پر سنگٹ جاتا تھا۔

بیٹی نے جولیا کا بتایا ہوا نمبر برائے کیا اور پھر اسے جولیا کے سے لگا دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے کوئی بات دیا تو کمرے کے ایک کونے سے اونچی آواز میں گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی۔ اکیسٹو۔ — چند لمحوں بعد اکیسٹو کی مخصوص آواز جولیا کے کانوں کے ساتھ ساتھ کمرے کے کونے میں گونج اٹھی۔

جولیا ابل رہی ہوں جناب! — عمران کہاں ہے؟ — جولیا نے پاٹ بلیچ میں کہا۔

کیوں؟ — اکیسٹو نے مختصر لفظ استعمال کرتے ہوئے کہا۔ میں شدید زخمی ہو گئی ہوں۔ — گرد و باک کے کھنڈرات کے قریب ایک پیچک فون بوجھ سے بڑی مشکل سے کال کر رہی ہوں۔ بڑا اور ٹانگوں کی ہڈیاں مضروب ہیں۔ اس لئے مجھے بڑی دشواری سے گھسٹ کر یہاں تک آنا پڑا ہے۔ — آپ عمران کو گرد و باک کے کھنڈرات میں مجھوادیں۔ — میری حالت توجہ خراب ہے۔ — جولیا نے کہا۔

اوہ! — لیکن یہ جوا کیسے؟ — اکیسٹو کے لیے میں حیرت مئی میں ایک مشکوک آدمی کا تعاقب کرتے ہوئے اور کئی محی کو کار ہانگ ہوئی اور کار ایک کھائی میں آٹ گئی جس سے مجھے کچھ تکلیف ہوئی۔ — جولیا نے جواب دیا۔ میں عمران کو کنگٹ کر کے مجھواتا ہوں۔ — اکیسٹو نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ — بیٹی نے وائرلیس فون پر بتا کر اسے آف کر دیا۔

گڈ بیٹی! — تم ٹاسک کو کب تک وہ پوری طرح ہوشیار ہو جائے گی؟ — عمران وہاں پہنچے۔ اس پر ظافور گرد و باک ٹانگیا جائے اور نہ بچ کر نہ جائے۔ اور تم خود جا کر چیک کرو کہ یہ فون کونسا ہے تاکہ وہاں پھر لوہر ریڈ کی تیار کی جائے۔ — ڈک نے کہا۔

بس باس! — بیٹی نے جواب دیا اور تیزی سے دروازے

کی طرف مڑ گیا۔
 "میں جولیانا!۔۔۔ چونکہ تم نے مجھ سے تعاون کیا ہے
 نے میں تمہیں چار گھنٹوں کی مزید مہلت دیتا ہوں۔
 گھنٹوں کے اندر عمران کا خاتمہ ہوگا تو تمہیں آزاد کر دیا جائے
 ورنہ پھر میں دوسرے ممکنہ پر عمل درآمد شروع کر دوں گا۔
 نے کہا اور پھر باقی ساتھیوں کو اشارہ کرتے ہوئے وہ بھی وال
 دروازے کی طرف مڑ گیا۔ باقی مسلح افراد بھی اس کے پیچھے مک
 سے نکل گئے اور دروازہ باہر سے بند کر دیا گیا۔

دروازہ بند ہوتے ہی جولیانا نے ایک طویل سانس لیا۔ لو
 کے کڑوں نے اسے واقعی بے لیں کر دیا تھا اور فوری طور پر
 آپ کو بچانے کے لئے اسے سپیشل فائر ٹیم بنا دیا۔ لیکن آج
 نہ تھا کہ یہ لوگ ڈائریکٹ فون کی بجائے وائرلیس فون
 کریں گے۔ ظاہر ہے وائرلیس فون کی رینج خاصی پٹی ہوگی
 لئے ایکٹو جگہ اس فون کی ٹرینس کرے گا۔ وہ کم از کم یہ جگہ
 اور اس جگہ چھاپہ پڑتے ہی یہ لوگ سمجھ جائیں گے کہ جولیانا
 ان سے ڈانٹ کیا ہے۔ اور پھر اس کی موت یقینی تھی اس
 اسے فوری طور پر اپنی رہائی کے لئے کچھ کرنا پڑے گا۔ لیکن
 کرے۔ یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی اور موقع یہی تھی
 کچھ دیر بیٹھی سوچتی رہی۔ اور پھر اس نے اپنے جسم کو پیچھے
 دھکیلنا شروع کیا تاکہ کرسی کو اپنے گلا سے۔ لیکن دوسرے
 اسے یہ محسوس کر کے بڑی دالری ہوئی کہ کرسی کے پائے فرش

کڑے ہوئے تھے۔ اسے یہ تو معلوم تھا کہ ان کڑوں کا سہمہ کرسی
 کے پچھلے پائے کے ساتھ ہوگا۔ لیکن وہاں تک نہ ہی اس کا ہاتھ جاسکتا
 تھا اور نہ پیر۔
 وہ ایک بار پھر سوچنے لگی کہ آخر وہ کیا کرے۔ اسے کچھ نہ کچھ تو
 کرنا کرنا چاہیے۔ ابھی وہ سوچ ہی رہی تھی کہ دروازہ ایک بار
 پر کھلا اور اس بار یعنی اکیلا ہی اندر داخل ہوا۔ اور اسے دیکھنے
 ی جولیانا سمجھ گئی کہ وہ اچھی نیت سے نہیں آیا۔ اس کی آنکھوں
 نے شدت نیت جھلک رہی تھی۔

مستور میں جولیانا!۔۔۔ میں نے تمہارے سر پر بہت قریب سے دیکھے
 اور اگر میں اتنے قریب سے تمہارے سر پر نہ دیکھا تو شاید
 کے جذبات میں اس قدر تیزی پیدا نہ ہوتی۔ لیکن کسی
 اور بدورت عورت کے غور و خیر پر تیزی مگروری ہیں ویسے میں
 باس سے اعانت لے لی ہے اور باس نے مجھے کہہ دیا ہے کہ
 ان چار گھنٹوں میں اپنے جذبات کی تسکین کر سکتا ہوں۔ کیونکہ
 مجھ کو اب تم زندہ تو رہ نہیں سکتیں۔ لیکن اگر تم میرے
 تو تعاون کرو تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ باس سے درخواست کر کے
 اپنی جان بچاؤ دوں گا۔ باس میری بات نہیں ٹالنا میں اس کا
 ہوں۔ اور اگر تم نے تعاون نہ کیا تو میری زندگی کڑوں
 میں نے جولیانا کے سامنے اگر تیز لہجے میں کہا اس کا چہندہ
 اور سرخ چہرہ جذبات کی شدت سے اور زیادہ سرخ ہو رہا تھا۔
 کہا اس کے یہ مسٹر بیٹی!۔۔۔ میں کوئی اتنی پارا سرعوت نہیں

ہوں۔ ویسے بھی میں مغربی لڑکی ہوں۔ میں تم سے مکمل تعاون
 لئے تیار ہوں اور آئندہ بھی کرتی رہوں گی۔ شرط صرف اتنی
 کہ تم وعدہ کرو کہ مجھے مرنے سے بچا لو گے۔ جولیانے مسکرا
 ہوتے کہا اور جولیان کی بات سن کر بینی کا چہرہ بکھیرت بکھل اٹھا
 "اورہ ناگل وعدہ۔ پکا وعدہ۔ اور یہ بینی کا وعدہ
 تم قطعی نے فکرمو؟۔ بینی نے جھپکتے ہوئے کہا۔
 مجھے یقین ہے۔۔۔ جولیانے سر جھلاتے ہوئے کہا
 نے کر سہی کی پشت پر جا کر زور سے پیر مارا۔ کھٹک کی آواز سنائی
 اور اس کے ساتھ ہی جولیا کے بازو اور پیر آزاد ہو گئے۔ جولیا
 کھڑی ہوئی۔ اس نے بڑے اطمینان سے اپنی کلاسیاں مسسٹی
 کر دیں۔
 دیکھو!۔ کوئی شرارت کرنے کی کوشش نہ کرنا ورنہ
 بینی نے بیکھرت تیز لہجے میں کہا اور جولیا اس کی طرف مسکراتی ہوئی
 کم از کم تم سے کوئی شرارت نہیں کروں گی۔ جولیانے
 ویسے اس لئے دیکھ لیا تھا کہ بینی نے ریو اور نکال کر ہاتھ میں لے
 اسی طرح فائدے میں رہو گی۔ چلو میں تمہیں پیہر
 لے جاؤں؟۔ بینی نے کہا۔
 میرے پیہر بندھے بندھے سچ ہو گئے ہیں۔ میں انہیں
 ٹوں اور جراب اور جوتی بھی پہن لوں۔ پھر چلتی ہوں۔
 نے کہا اور دوبارہ کر سہی پر بیٹھ کر اس نے جبکہ جراب اٹھا
 اپنے گلے پر پٹن پہنٹی شروع کر دی۔ بینی اسی طرح ریو اور

میں کھڑا رہا۔
 جراب پہننے کے بعد جولیانے بڑے اطمینان سے سینڈل پہننا
 شروع کر دیا۔ اور اس کے بعد اس نے اپنی پنڈلی کو ذرا سا مسلا۔
 اب چلو بھی سہی؟۔ بینی نے جذبات بھرے لہجے میں کہا۔
 چلو۔۔۔ جولیانے اٹھتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے گلے بینی
 بڑی طرح چھیٹا ہوا اچھل کر پشت کے بل فرش پر جا گرا۔ ریو اور اس
 نے ہاتھ سے تسکین کر ڈور جا گرا تھا۔ اور پھر جولیانے ریو اور کی طرف
 جھلاک لگا دی۔
 نیچے گرتے ہی بینی بکلی کی سی تیزی سے اچھلا اور اس نے اتنی
 تیزی سے جیب سے اسٹرا نکالا۔ لیکن جولیا اس سے زیادہ
 تیز تھی۔ جیسے ہی اسٹرا باہر آیا جولیانے ریو اور اٹھا کر مرٹے ہی فائر
 کر دیا اور گولی بینی کے اسی ہاتھ پر پڑی جس میں اسٹرا تھا۔ اور بینی
 زخماں طرح چیخا ہوا ہاتھ جھٹکتے لگا۔ اسٹرا اس کے ہاتھ سے نکل کر ڈور
 ایک کونے میں جا گرا۔ جولیانے دوسرا فائر کیا اور اس بار بینی کسی شکار
 نہ لے والے فخر کوش کی طرح اچھل کر فرش پر جا گرا۔ گولی اس کی
 ران میں لگی تھی۔
 اسی لمحے دروازہ ایک دھمکے سے کھلا۔ لیکن جولیانے ایک بار پھر
 گر دیا اور دروازے میں نمودار ہونے والا مٹین گن برادر چھیٹا ہوا
 پشت کے بل بائز فرس پر گرا۔ گولی اس کے سینے میں پڑی تھی اور
 وہ دروازے میں ہی الٹ گیا تھا۔
 جولیانے اس کے گرتے ہی دوڑ لگائی اور پک جھپکتے میں اس

دیا کہ مزید خون ضائع نہ ہو۔ اور پھر اس نے بیٹی کو اٹھا کر اسی کرسی پر
بٹھا دیا جس پر پہلے وہ خود بیٹھی تھی۔ اس نے اس کے بازو اور پردوں
کو ان کڑوں میں بٹھکایا اور پھر مشین گن کی ایک طرف رکھ کر وہ دوڑتی
ہوئی اس کمرے کی طرف گئی جہاں بیٹی کا تیز رفتار واحد استراٹا ہوا تھا۔
استراٹا کمرے میں لے کر وہ واپس آئی اور پھر بائیں ہاتھ میں استراٹا پکڑ کر
اس نے پوری قوت سے دائیں ہاتھ سے بیٹی کے چہرے پر پھینک
مارنے شروع کر دیے۔ مگر فوراً ان کی آوازوں سے مگرہ گونج اٹھا۔
جو جتنے پتھر پر بیٹی کی آنکھیں ایک جھلکے سے کھل گئیں اور اس کے
منہ سے چیخ نکلی۔

”ہاں تو مر رہی بیٹی!۔ اب تمہارے جذبات کا کیا حال ہے؟“
جولیا نے کاٹ کھائے والے لہجے میں کہا۔

”تنت۔ تم۔ تم بے حد عسار اور لعنی عورت ہو۔ مجھے
یہ تصور بھی نہ تھا کہ تم اس طرح جھکے جھکے مجھ پر حملہ کروں گی۔“
بیٹی نے جھپٹے جھپٹے لہجے میں کہا۔

”میری کمینگی تو اب تم پر عیاں ہو گئی مر رہی بیٹی!۔ جولیا نے
کہا اور دوسرے لمحے اس نے دائیں ہاتھ میں استراٹا پکڑا اور پھر اس
کا ہاتھ بیٹی کی کسی تیزی سے حرکت میں آیا اور مگرہ بیٹی کے تعلق
سے نکلنے والی خون کی چوڑی سے گونج اٹھا۔ اس کی آدھی ٹاک کٹ
کر اس کی جھولی میں جا گری تھی۔

جولیا کا ہاتھ ایک بار پھر حرکت میں آیا اور بیٹی کے صحن سے
ایک اور جھیلک چھین نکلی۔ اب اس کا ایک کان کٹ گیا تھا۔

نئے مشین گن امٹالی ہو آنے والے کے ہاتھ سے نکل کر دروازے کے
اندر گر گئی تھی۔ دروازے میں گرنے والا ابھی تک چھوڑ رہا تھا۔
جولیا نے مشین گن اٹھانے ہی اس ٹرپے سے ہونے آوی پر ناز کرنا
دیا اور اس کا جسم گولیاں کھا کر اس طرح اچھلا جیسے ریت میں بھینسنے
وقت کتے کے والے اچھلے ہیں اور پھر ساکت ہو گیا۔

جولیا تیزی سے مڑی۔ بیٹی اب پھر اٹھنے کی کوشش کر رہی تھی
اس کے منہ سے کراہیں نکل رہی تھیں۔ اور چہرہ بڑی طرح سوج ہو گیا تھا
اس کے پاس شامہ اور سلیمہ نہ تھا اور ران سے خون غبارے کی طرح
آبل رہا تھا۔ جولیا نے اس کی حالت دیکھی تو اس نے مشین گن کا
اچھا کر نال سے پکڑا اور پھر تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے اس
کے سر پر پوری قوت سے مشین گن کا دوسرا رسید کر دیا۔ اور بیٹی چیخ
ہوا فرسٹیں پر گر گئی۔ جولیا نے جھک کر ایک اور ضرب لگائی تو بیٹی تڑپ
ہوا ساکت ہو گیا۔

جولیا تیزی سے مڑی اور پھر دوڑتی ہوئی دروازے کے مشین گن
والے کی پڑی ہوئی لاش اچھا لگتی ہوئی باہر نکل آئی۔ یہ ایک چھوٹی سی
کوٹھی تھی جس کے پورے چاروں طرف ایک کار کھڑی تھی۔ اور وہ ڈال
کوئی آوی نہ تھا۔ بیٹی شامہ اسی کمرے میں آیا تھا اور یہاں مولے اس
مشین گن پر بارے اور کوئی آوی نہ تھا۔

جولیا واپس اسی کمرے میں گئی تو بیٹی اسی طرح بیہوش پڑا ہوا
اور اس کی مان سے خون نکل نکل کر اوجھڑ چل گیا تھا۔ جولیا۔
اس کی قمیض گامری اور اسے ران کے زخم پر اچھی طرح کس کر باندھا

اب تمہاری انگلیوں کی باری آنے لگی بیٹی۔ جولیانہ
 غراتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر اس کا بازو اٹھا اور اس بار بیٹی
 مار کر بے ہوش ہو گیا۔ جولیانہ کے ایک ہی وار سے بیٹی کے ہاتھ کا
 چار انگلیاں کٹ کر نیچے جا گری تھیں۔
 بیٹی کے بیہوش ہوتے ہی جولیانہ اس کے بازو پر آئستہ
 کا کٹ نکالیا تو بیٹی کا جسم تری طرح پھیلنے لگا اور اس
 آنکھیں ایک بار پھر کھلی گئیں۔ تکلیف کی شدت سے اس کا چہرہ
 طرح مسخ ہو گیا تھا۔
 مار ڈالو مجھے۔ مار ڈالو۔ بیٹی نے چختے ہوئے کہا۔
 ابھی سے۔ اتنی جلدی۔ ابھی تو میں تمہارے ہاتھ
 ٹھنڈے کرنے میں۔ ابھی تو میں نے تمہارے جسم کی ایک آنکھ
 بوٹی کاٹنی ہے۔ جولیانہ پھر سے ہوتے بچے میں کہا۔ اس
 واقعی جنون کی سی حالت طاری تھی۔
 جولیانہ ہاتھ ایک بار پھر اٹھا تو اسے اپنے پیچھے کھٹکھا
 ہوا اور جولیانہ نے بھلی کی سی تیزی سے گھوم کر ہاتھ میں پکڑا ہوا آئستہ
 چینگ دیا۔
 دوسرے لمحے دروازے پر ایک زوردار چیخ اُبھری اور ایک
 آدمی پہلی کلاش پر گر گیا۔ آئستہ ایک اس کی گردن پر چڑھا اور اس
 کی آدھی سے زیادہ گردن کٹ گئی تھی۔ اس کے ہاتھ سے ریوڑ اور مگر
 ایک طرف جا کر آتا۔ جولیانہ تیزی سے اس کی طرف پھلی لیکن وہ آدمی
 اڑیاں گر کر آہوا ختم ہو گیا۔ جولیانہ جب کہ ایک سائیڈ میں چڑھا
 اور اٹھایا اور پھر وہ راہداری میں دوڑتی ہوئی باہر کی طرف نکلے۔
 اس آدمی کی آدھی سے زیادہ گردن کٹ گئی تھی۔ حالانکہ پہلے اس کا خیال تھا کہ
 بیٹی خالی ہے۔ پھر یہ آدمی کہاں سے آگیا۔ اور اگر عمران کی دی ہوئی
 بیت نہ ہوتی تو وہ کبھی بھی اس طرح گھوم کر آئستہ سے اس
 گردن نہ کاٹ سکتی۔ اور ظاہر ہے اس کا انجام بھی ہونا تھا کہ وہ
 پست پر گولی کا گھر ختم ہو جاتی۔
 باہر آدھ خالی تھا۔ وہ برآمدے سے ہوتی ہوئی دوسرے کمرے
 میں گھس گئی۔ اب اس نے پوری کوشش کی تلاشی لینے کا پروگرام بنالیا
 تھا۔ مختلف کمروں میں گھومنے کے بعد وہ دوسری منزل کی کمرے میں
 کی طرف بڑھنے لگی۔ وہی تھی کہ اسے خیال آیا کہ وہ عقب کو جبک کے
 باہر دھڑک رہا ہے۔ اسے آکر غصہ باغ کی طرف دوڑتی ہوئی تھی۔ لیکن
 بیٹی باغ خالی پڑا ہوا تھا۔ وہ چند لمبے دیکھتی رہی پھر واپس پلٹ
 آئی اس نے یہی سمجھا کہ یہ آدمی کسی کمرے میں سوا پڑا ہوگا اور بیٹی
 کی چیخیں سن کر اٹھ کر آگیا ہوگا۔ اور اب اور کوئی آدمی وہاں موجود
 نہیں ہے۔ اس کے دماغ پر بیٹی کے متعلق وحشت ابھی تک سوار
 تھی۔ اس نے وہ دوبارہ واپس اسی کمرے کی طرف دوڑی۔ لیکن
 جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوئی۔ اس کا دماغ جبک سے اڑ گیا۔
 مرد نے انتظار کرنا کھڑا ہی گئی۔ اگر وہ فوراً ہی دروازے کا سہارا
 لے لیتی تو یقیناً فرش پر گر پڑتی۔ کیونکہ بیٹی والی کرسی خالی پڑی ہوئی
 تھی اس کا متین نرم بند ہو چکا تھا اور بیٹی غائب تھا۔
 جولیانہ ذہن میں جدوجہد کیا۔ اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ

اچانک بیٹی کہاں غائب ہو گیا۔ کرسی کا میکنم کیسے کھلا۔ اور جب
 میں اور کوئی آدمی بھی موجود نہ ہے تو پھر آخر یہ بیٹی کہاں گیا۔
 وہ چند لمحے تو آنکھیں میاڑے خالی کرسی کو دیکھتی رہی۔
 تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے کرسی کو زور زور سے ہلکا
 کر دیا۔ اسے خیال آیا تھا کہ شاید بیٹی کسی وجہ سے فرش میں
 نہ ہو گیا ہو۔ لیکن کرسی کے نیچے فرش چٹوس تھا اور کرسی
 اسی طرح فرش میں گڑھے ہوئے تھے۔ اس نے ایک طویل رات
 اور بے اختیار سوچ جھنجھکی لگی۔
 سیکرٹ ایجنٹ کا جذباتی ہوجانا اس کی سب سے بڑی
 بات تھی۔ اچانک دروازے سے ایک ٹھوکی آواز اجڑی اور
 لے اختیار اچھل پڑی۔ ایک بار پھر اس کی آنکھیں حیرت اور غور
 آخری عدول تک پھیل چکی تھیں۔ کیونکہ سامنے دروازے پر
 نقاب پہنے بذات خود موجود تھا۔
 سس۔ سس۔ سر آپ! وہ بیٹی
 غائب ہو گیا ہے۔ جولیانے بڑی طرح رو کر کہتے ہوئے
 میں کہا۔
 اپنے آپ کو سنبھالو جولیا! ورنہ ایسی سزاؤں کا کہ
 ایک ٹوکا لہجے حد رسد ہو گیا۔ اور جولیا کانپ کر یہ بھی ہو گئی
 یس۔ یس۔ سر۔ جولیانے اپنے آپ پر جبراً
 کرتے ہوئے کہا۔
 تمہیں بیٹی پر اس طرح وحشیانہ انداز میں صرف انتقامی

اچانک اس سے فک کے اڑے کے متعلق پوچھنا چاہیے تھا۔
 بڑے غراتے ہوئے کہا۔
 اڑہ!۔ سو رہی سرا۔ دراصل میں۔ میں۔ جولیا
 کرتی جواب نہ دینا کہ تو اس نے سر جھکا لیا۔
 میں تمہارے جذبات سمجھتا ہوں۔ بیٹی کو ایسی ہی سزا ملتی
 ہے۔ لیکن میں نے تمہیں کتنی بار سمجھایا ہے کہ سیکرٹ ایجنٹ
 رعایت میں جذبات سے بچنا چاہیے۔ ویسے تم نے اس
 کو یاد پر جس طرح گھوم کر آستری سے کامیاب حملہ کیا ہے تمہارا
 کارکن مجھے پسند آیا ہے۔ اس لئے میں تمہیں معافی کی مستحق سمجھتا
 ہوں۔ ورنہ تمہاری اس جذباتیت کی تمہیں عبرتناک سزا ملتی۔
 سس۔ سس۔ سر آپ! شکریہ سرا۔ مگر وہ بیٹی؟
 جولیانے ایک بار پھر خالی کرسی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
 وہ دانش منزل پہنچ چکا ہے۔ تمہارا فون نلنے پر میں نے
 اب کال ٹرائس کی کہ وہ ٹھوکر کو چھٹی کی تھی جو فانی بڑی ہوئی تھی۔ اس
 انت بیٹی کار میں اندر آیا تھا تو میں سمجھ گیا کہ دائر لیس فون کے ذریعے
 اس سے کال کی گئی ہے۔ کیونکہ جس کار میں بیٹی آیا تھا اس کار
 پہلے ہی نگرانی ہو رہی تھی۔ جب میں اندر آیا تو اس وقت
 بیٹی رجم کر چکی تھی۔ میں اس لئے خاموش رہا کہ میں تمہارا
 کارکن دیکھنا چاہتا تھا۔ اگر تم اس آنے والے پر حملہ نہ
 کرتی تو یقیناً وہ ریلو اور کارٹر گروہ سے پہلے ہی میری گولی کا شکار

کی چھٹی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ جولیانے ڈرائیوگ سیٹ سنبھال لی۔
ڈرائیوگ سیٹ اور چھٹی سیٹ کے درمیان سیاہ رنگ کا ایک
شیشہ لگا ہوا تھا اور کار کے عقبی حصے کے سارے شیشے بھی سیاہ
رنگ کے تھے۔

یہ اکیٹو کی سرکاری گاڑی تھی، جس میں وہ صدائق میٹنگ
وغیرہ اکٹھا کرنے جایا کرتا تھا۔ اکیٹو کی آواز کار کے ڈیش بورڈ
جولیا کو سنائی دی۔

”لیس سر۔“ جولیانے سرھلاتے ہوئے کہا اور پھر کار آگے
بڑھا دی۔

کوسٹی سے نکل کر جولیانے پہلے تو ادھر ادھر دیکھا۔ کیونکہ اسے
تو علم ہی نہ تھا کہ وہ کس جگہ ہے۔ وہ تو بے روشی کے عالم میں یہاں
پہنچ رہی تھی۔ لیکن سائید پر موجود ایک سینا ڈانس دیکھتے ہی وہ سمجھ
گئی کہ وہ گرین ایریا میں ہے۔ چنانچہ اس نے کار دائیں طرف
موڑ دی۔

”بب۔ بب۔ باس!“ وہ صغیر اور کیپٹن شکیل کا
کیا حال ہے۔“ جولیانے کار چلاتے ہوئے ڈرتے
ڈرتے لہجے میں پوچھا۔

”وہ دونوں ہسپتال میں ہیں۔ ان کے سنے میں گولیاں لگی
تھیں۔“ تنویر نے ان دونوں کو فوراً ہسپتال پہنچا دیا تھا۔ اس
لئے وہ پرک گئے تھے۔ عمران بھی شدید زخمی ہے۔ اسے کار

ہو چکا ہوتا۔ بہر حال تمہارے جذباتی پن کی وجہ سے میں نے
سمجھا کہ خاور کے ذریعے مینی کو دانش منزل بھجوا دیا جائے۔
جس قدر خون اس کا نکل رہا تھا وہ مزید پوچھ گچھ سے پہلے ہی
ہو جاتا۔“ اکیٹو نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

”خاور!۔“ اوہ مگر سرا۔“ آپ اور خاور۔“ میں نے
سرکھی کو نہیں دیکھا۔ پھر۔“ جولیانے مزید حیرا
ہوئے ہوئے کہا۔

”میں اور والی منزل پر تھا اور روشندان سے تمہاری ما
کار والی دیکھ رہا تھا۔“ جب کہ خاور بیڑھیوں میں تھا
جب تم کروں گی تلاشی لیتی پھر رہی تھی تو خاور بیڑی کو
والی کوٹھی میں پہنچ چکا تھا۔ درمیان دیوار میں ایک
گنجان بیل چسپی ہوئی ہے اور اس بیل کے پیچھے فلا ہے اور
غلا ہی ان دونوں کو بیڑیوں کا درمیانی خینہ راستہ ہے۔
میرے پیچھے۔“ اکیٹو نے اس کی حیرت دور کر کے
کفصیل سے بتایا اور پھر واپس مڑ گیا۔ جولیا اس کے پیچھے چل کر
اس کار کو جھکا ہوا تھا لیکن وہ بار بار سر اٹھا کر اپنے آئینہ میں
آگے جانا چاہتا تھا لیکن پھر جلد ہی اسے سر جھکا لیتی۔ کیونکہ اسے
تھا کہ انجیل آباد جو اس کی طرف پشت ہو سکے اس کی ساری کار
دیکھ رہا ہوگا۔ اسے اکیٹو پر کچھ ایسا ہی یقین تھا۔

سائید کو بھی میں پہنچ کر اکیٹو نے جولیا کو چھانک کے
کھڑی سیاہ رنگ کی بڑی سی کار چلانے کے لئے کہا اور خود اسی

میں ہم رکھ کر زخمی کیا گیا ہے۔ لعلانی کی کار کا ٹائر گولیوں سے
برسٹ کر دیا گیا تھا۔ اس لئے وہ تعاقب نہ کر سکا۔ تمہارا فون
مٹنے پر میں نے خاور کو چیکنگ کے لئے بھیجا۔ اور پھر اس کی اطلاع
پر کہ جس نمبر کو چیک کیا گیا ہے وہ کو مٹی خالی ہے، مجھے خود آنا پڑا
کیونکہ مجھے تمہاری جان خطرے میں محسوس ہو رہی تھی۔ ایکشن
کی آواز فوٹیش بورڈ سے ابھری اور جولیا کا سر غصہ سے جھک گیا
گو ایکشن کو کس قدر بھی سخت اور روزانہ ہے لیکن جیسے ہی اسے
جولیا کی جان خطرے میں محسوس ہوئی وہ خود پہنچ گیا۔ یہی بات جولیا کا
سر جھکانے کے لئے کافی تھی۔

کار تیزی سے وائش منزل کی طرف دوڑی جا رہی تھی اور جوں
سوچ رہی تھی کہ جس ٹیم کا پاس ایکشن ہو اسے کون نقصان پہنچ
سکتا ہے۔

گردباد کے کھنڈرات بہت وسیع علاقے میں پھیلے ہوئے تھے
یہ کھنڈرات شہر سے تقریباً چالیس کلومیٹر دور ویران پہاڑیوں کے درمیان
واش تھے۔ یہ کھنڈرات اس قدر ویران اور خوفناک تھے کہ سیاح انہیں
دیکھنے میں دلچسپی رکھنے کی بجائے اس طرف جانے سے ہی گھبراتے
تھے، اور ان کھنڈرات کی ایک خاص بات یہ تھی کہ یہاں قدرتی طور
پر زیادہ کا دباؤ ایسا رہتا تھا کہ خوفناک گردباد اٹھتے رہتے تھے اور یہ گردباد
اس قدر تیز اور طاقتور ہوتے تھے کہ ان کی لہریٹ میں اگر انسان کو کچھ
لاریج آجاتی تو وہ اسے بھی اڑا کر کسی کئی فٹ بلندی تک لے جاتے۔
اور پھر جب وہ نیچے گرتی تو ظاہر ہے اس کا انجھ پھڑھیا ہو جاتا تھا۔
اکہٹے ان کھنڈرات کو گردباد کے کھنڈرات کہتے تھے۔ اور دارالحکومت
کے غلام میں عام طور پر یہ مشہور تھا کہ یہ کھنڈرات جنوں کی کسی ہستی کے
ڈنک اور یہاں جانے والا زندہ بچ کر نہیں آ سکتا۔ محکمہ آثار قدیم نے بھی

انڈیلتے چلے جا رہے تھے۔ جب کہ دوسری سکین پر ایک اور کرے
 کا منظر نظر آ رہا تھا جن میں چار افراد اسی طرح گیس ماسک پہنے ہوئے
 ایک بڑی مشین کے سامنے کھڑے تھے۔ اس مشین کا ایک سرانچے فرش
 پر نصب تھا۔ اور اس کے دوسرا چھت تک بلند تھا۔ اس مشین میں سے
 مسلسل کیپسول نکل نکل کر ایک چھوٹی سی ڈبہ میں خود بخود پک جاتے
 تھے اور اس ڈبہ کے اوپر لیبل لگا اور پھر یہ ڈبہ مزید پک ہو کر
 اور ڈبوں کے ساتھ مل کر ایک گتے کے ڈبے میں بند ہوتی اور باہر
 آجاتی۔ اس طرح بال مسلسل پک ہو رہا تھا اس ڈبہ پر کسی دوا کا
 لیبل لگا ہوا تھا اور کمپنی کا نام وغیرہ بھی لکھا ہوا تھا۔

کمری پر بیٹھا آدمی مسلسل ان سکریٹرز پر گفٹر رکھے ہوئے تھا کہ
 اچانک مشین کے ایک کمرے سے ٹوں ٹوں کی آوازیں آنے لگیں اور اس
 آدمی نے جھپک کر مشین کا ایک بین دیا اور اس کے ساتھ ہی اس
 نے ماسک کی سائیڈ پر موجود ایک چھوٹے سے بین کو بھی پر لیں کر دیا۔
 "لیس ماسک انڈرنگ۔ اوور" — وہ آدمی ماسک کے اندر
 سے بولا لیکن اس کی آواز مشین کے ایک خانے سے برآمد ہوئی۔

"کمپنی کا لنگ ٹو۔ اوور" — دوسرے خانے سے آواز نکلی۔
 "لیس سکیڑ باس۔ اوور" — ماسک نے جواب دیا اس
 بار اس کا لہجہ مودبانہ تھا۔

"ہاں کیا جا رہا ہے۔ اوور؟" — کمپنی نے پوچھا۔
 "ویری اوکے سر! — سپیشل پلاننگ مکمل ہونے کے قریب
 ہے سر۔ اوور" — ماسک نے جواب دیا۔

یہاں بس اتنی ہی دلچسپی تھی کہ ایک اور ڈنگ دیا تھا جس پر واضح
 میں لکھا تھا کہ گرد باؤ کی وجہ سے اگر کسی کو کوئی جانی یا مالی نقصان
 گا تو اس کی ذمہ داری حکومت پر نہ ہوگی۔ البتہ وہاں چھپس جانے
 کی امداد کے لئے ایک بے پناہ ضرورت بنایا گیا تھا۔ یہ بے پناہ
 کھنڈرات سے کافی ہٹ کر ایک مہلکی چٹان کی آڑ میں بنایا گیا
 تھا کہ گرد باؤ اسے نقصان نہ پہنچا سکیں۔

کھنڈرات کے نیچے بڑے بڑے لے شمار ایسے تہ خانے
 تھے جہاں تک جانے کا راستہ ہی نہ ملتا تھا۔

اس وقت بھی ان کھنڈرات کے ایک حصے کے نیچے ایک
 تہ خانے کے اندر ایک عجیب و غریب ساخت کی مشین نصب
 اور تہ خانے میں عجیب سی ناگوار کو جھلی ہوئی تھی۔ تہ خانے
 پانچ افراد موجود تھے۔ ان سب نے باقاعدہ گیس ماسک پہنے
 تھے۔ ان میں سے چار تو مشین کے مختلف حصوں کے سامنے
 آئے آپریٹ کرنے میں مصروف تھے جبکہ ایک آدمی ایک سا
 موجود میز کے قریب کمری پر بیٹھا ہوا تھا۔ میز پر ایک مستطیل
 کی مشین تھی جس کے اوپر والے حصے میں ایک قطار کی صورت
 میں تقریباً چھ چھوٹی سکریٹرز نصب تھیں ان میں سے
 سکریٹرز روشن تھیں جن میں سے ایک میں دو افراد گیس ماسک
 پہنے بڑے بڑے ڈرنوں میں سے کوئی دانہ دار پتھر فرش میں
 ایک بڑی سی کیف میں ڈال رہے تھے۔ جبکہ تین افراد ذرا
 کر ایک اور بڑے سے شیشے کے جار میں کالے رنگ کا سیال

"اوہ کے ا۔ اب ایک خصوصی ہدایت سن لو۔ چھٹ بار
نے ایک انتہائی خطرناک آدمی علی عمران کو شریب کرتے گئے تھے
گر وہ اس کے کندھرات کی طرف بلا رہا ہے۔ وہ اپنی ایک ساتھی
عورت کو جو شدید زخمی ظاہر کی گئی ہے، لینے کے لئے آرہا ہے
یقیناً وہ کسی کار میں ہوگا۔ متفانی آدمی سے وہ۔ لیکن
انتہائی عیار۔ خطرناک۔ اور بے حد جہنم آدمی ہے۔ وہ یہاں
کی سیکورٹی فورس کے لئے کام کرتا ہے۔ جیسے ہی وہ شخص
کندھرات کے قریب پہنچے۔ تم نے انتہائی طاقت ور گر واد ناظر
کر کے اس کا مکمل خاتمہ کر دینا ہے۔ ہر صورت میں اس کا
خاتمہ ہونا چاہیے اور کسی قیمت پر بھی وہ پک نہ جائے۔ سمجھ گئے۔
اور۔۔۔ کینیڈا نے تیرے لئے کہا۔"

نہیں ہاں! — حکم کی تعمیل ہوگی۔ میں عمران کو اچھی طرح جانتا ہوں۔؟ سے بڑی سے افراد کر کے والوں کا انچارج میں بھی تھا۔ اور؟ — ٹاسک مے جواب دیا۔

اور کہے! — کام انتہائی احتیاط اور ہوشیاری سے ہونا چاہیے۔ ذرا سی کوتاہی برداشت نہیں کی جاتے گی۔ اور جب عمران کا خاتمہ ہو جائے تو تم نے خصوصی فریڈکولسی پر چیف باس کو اطلاع دینی ہے۔ چیف باس چکینگ کے لئے خود آئے گا۔ اور — — — سکھائی کے کہا۔

ٹھیک ہے ہاں! — آپ بے فکر رہیں — میں فائرنگ سیکشن کو پوری طرح الارٹ کر دینا ہوں اور انتہیں عمران کا حلیہ اور

قد و قامت بھی یادوں کا۔۔۔ وہ اُسے کسی صورت بھی جانے نہ دیں گے۔ اور نہ۔۔۔ ہمارے جواب دیا۔

”ہاں! — ہر صورت میں اس کے خاتمہ ہونا چاہیے۔ تم
ایسا کرو کہ فائرنگ سیکشن والوں کو احکامات دے دو کہ وہ تمام گڑباد
پوائنٹ آف کریڈٹ تاکہ اس شخص کی واپسی کسی صورت بھی ممکن نہ
ہو سکے۔ اور —“ کوئی نے کہا۔

نہیں ہاں! — میں ابھی احکامات مے دیتا ہوں۔ اور —
 ہاں! مے جواب دیتا۔

”اوس کے پاس اورو اینڈ آل“ — کوئی کی آواز سنائی دی۔ اور
 ماسک پہنتے ہوئے ٹانگ سے ہاتھ بڑھا کر ایک بٹن آف کر دیا اور
 سامنے ہی ایک اور بٹن آن کر دیا۔

اس بات کے آن ہوتے ہی مشین کے ایک کونے میں موجود ایک سکریں روشن ہو گئی۔ سکریں پر ایک نوجوان کی تصویر ابھری۔

”کیس باس! شادی آئندہ کب ہو“ — نوجوان نے لب ہلے اور مبین سے آواز نکلی۔

سنا رہی!۔ اچھی اچھی نمبر ٹوباس کی سپیشل کال آئی ہے۔ ایک انتہائی ناک آؤمی کنڈر رات کی طرف آ رہا ہے۔ اس آؤمی پر انتہائی خطرہ گرد باد فائر کرنا ہے۔ تمام پوائنٹس آن کر دو اور پوری طرح الٹ ہو جائو۔ اس آؤمی کو کسی صورت بھی زندہ چھوڑ کر نہیں جانا چاہیے۔ کسی بھی صورت میں۔ ٹاسک ہے کہنا اور ساتھ ہی اس نے عمران کا علیہ اور قندو قمارت بھی تفصیل

سے شادی کو تادیا۔
 "کیا وہ اکیلا ہو گا باس؟" — شادی نے پوچھا۔
 "ہاں! — اطلاق تو یہی ہے۔" — نصیحت ہو سکتا ہے کہ ان کی تعداد زیادہ ہو۔ — بہر حال وہ اکیلا ہو یا پورا ٹینگ — ان کی موت لازمی ہے۔ — چھت باس خود اگر چک کرے گا۔ — کسی قسم کی کوتاہی ناقابل معافی ہوگی۔ — ٹماسک نے کہا۔
 "اٹھیک ہے باس! — وہ بچ کر نہ جا سکیں گے۔" — شادی نے کہا۔

"ٹمڈرٹ کے سامنے آتے ہی وہی سکرین آن کر دینا تاکہ میں خود اس مشین کی نگرانی کر سکوں۔" — ٹماسک نے کہا۔
 "لیس باس۔" — شادی نے کہا اور ٹماسک نے اپنے بٹن آف کر دیا اور ایک بار پھر اس کی نظر میں پہلے والی سکرینوں پر؟

متنبوہ کار چلاتا ہوا ہسپتال سے نکل کر واپس اپنے فلیٹ کی طرف جارہا تھا کہ ڈرائیو بورڈ سے ٹوں ٹوں کی آواز میں نکلنے لگیں۔
 "نہیں نے جو تک کر ہاتھ بڑھایا اور ٹماسک کا بٹن آن کر دیا۔
 "اٹھیکو۔" — ڈرائیو بورڈ سے ایک ٹوں کی مخصوص آواز ابھری۔
 "لیس سر! — تنذیر بول رہا ہوں۔" — اور — تنذیر نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم اس وقت کہاں ہو۔" — اور — اٹھیکو نے پوچھا۔
 "ہالکس! — میں ہسپتال سے اپنے فلیٹ کی طرف جارہا ہوں۔
 "یہ گراہ صفر دار کیپٹن سٹیکیل دونوں کی حالت سنبل گئی ہے۔
 "ملاں بھی موش میں آگیا ہے۔" — اور — تنذیر نے ہاتھ مار کر پورٹ دیتے ہوئے کہا۔
 "مجھے معلوم ہے۔" — مختصر جواب دیا کرو۔ — یہ باس اتنا وقت

منہیں بہرہ رکھ رہے ہیں سنا رہوں۔ ایک ٹھکانا لہجہ بکھشت سرور ہوگا۔
 یس باس! — سو ہی سر۔ اور — تنویر نے ہنسنے ہنسا
 لہجے میں جواب دیا۔

سنو! — مجھوں نے عمران کو ٹریپ کرنے کے لئے گردباد کے
 کھنڈرات کی طرف جو لیا کہ فریضے کے کال کر کے بلوایا ہے۔ تم
 ایسا کرو کہ صدیقی کو پک کر اور اسے ساتھ لے کر گردباد کے کھنڈرات
 کی طرف جاؤ۔ صدیقی کو کہنا کہ وہ عمران کا میک آپ کرے۔ کیونکہ
 اس کا تہہ و قامت عمران جیسا ہے۔ اسکو اپنے پاس رکھنا
 میرا خیال ہے کہ وہاں مجرموں کا پاس موجود ہوگا اور ان کا شن و شن
 کا خاتمہ ہے۔ لیکن تم لوگوں کے جھینے کا مطلب یہ ہے کہ
 وہاں پر موجود افراد کا خاتمہ کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے انچا
 کو اغوا کر کے وائٹ منزل پہنچاؤ۔ میں خاد کو جو لیا کی طرف
 پہنچ رہا ہوں۔ آسے میں نے ٹریس کر لیا ہے۔ ایک ٹھکانہ
 اسے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

یس سر۔ اور — تنویر نے کہا۔
 سارا کام انتہائی احتیاط سے کرنا۔ وہ لوگ وہاں پوری طاقت
 ہوشیار ہوں گے۔ اس مشن کے انچارج تم ہو گے۔ صدیقی
 قہار ہی ہدایت پر کام کرے گا۔ مجھے مشن کی کامیابی چاہیے
 یس۔ اور انڈ آں۔ ایک ٹھکانہ تیز بے میں کہا اور اس
 ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔
 تنویر نے ایک طویل سانس لیا اور چہرہ جلدی سے ہاتھ بڑھا کر اٹھا

نہیں بولنے کے نیچے فٹ ڈائریکٹر کی فریکوئنسی بدلنا شروع کر دی۔ وہ
 صدیقی کی فریکوئنسی سیٹ کر رہا تھا۔ چند لمحوں بعد اس نے شن دیا
 اور ڈائریکٹر سے دوبارہ ٹرن ٹرن کی آواز سن سکتے تھے۔
 صدیقی انڈنگ۔ اور — صدیقی کی آواز ابھی۔
 صدیقی! — میں تنویر بول رہا ہوں۔ تم اس وقت کہاں
 ہو۔ اور —؟ تنویر نے پوچھا۔
 میں اپنے فلیٹ پر ہوں۔ کیوں۔ اور — صدیقی
 نے جواب دیتے ہوئے سوال کیا۔
 ایک ٹھکانہ ہم دونوں کے قدر ایک خصوصی مشن لگایا ہے۔ میں
 اس مشن کا انچارج ہوں۔ مجرموں نے عمران کو ٹریپ کرنے کے
 لئے گردباد کے کھنڈرات کی طرف بلوایا ہے۔ ایک ٹھکانہ
 کہا کہ تم عمران کا میک آپ کر لو۔ اور ہم دونوں ان مجرموں کو ٹریپ
 کرنے کے کھنڈرات کی طرف جائیں گے۔ میں نے اس لئے کال
 کیا ہے کہ میرے جھینے تک تم عمران کا میک آپ مکمل کر لو۔ باقی
 تفصیلات وہیں آکر بتائی جائیں گی۔ اور — تنویر نے تیز لہجے میں
 کہا اور دوسری طرف سے اس کے آواز سن کر اس نے ڈائریکٹر
 لیا اور کار کی رفتار یکجہت بڑھا دی۔
 جہاں اس وقت تنویر موجود تھا وہاں سے صدیقی کا فلیٹ کافی
 فاصلے پر تھا۔ اس لئے تنویر کو فلیٹ تک پہنچتے پہنچتے پندرہ منٹ
 لگ گئے۔
 صدیقی، عمران کے میک آپ میں ریٹر جیوں پر کھڑا تنویر کا انتظار

نہیں ہلاک کرتی تھی اور پھر ان کے سپٹ کو صاف کر کے اس میں کوئی خاص منشیات بھر کر آتے سی دیا جاتا تھا۔ اس کے بعد وہ لاش باقاعدہ کفن وغیرہ دے کر تابوت میں رکھ کر دوسرے ملک یہ ظاہر کر کے بھیجی جاتی ہے کہ مرنہ عورت کی لاش اس کے عزیزوں کو بھیجنے جا رہی ہے۔ ظاہر ہے اس کی زیادہ چٹنگ نہیں ہوتی۔ دوسرے ملک میں فرضی عزیز یہ لاش سیو کر لے جاتا ہے۔ ہاتھ و پاؤں رسومات مکمل کر کے اسے دفن کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ وہاں کی پولیس یا ایلی جنس کو شک نہ پڑ سکے۔ پھر رات کو قبر کو منشیات نکال لی جاتی ہے۔ تمہارے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ ویری ہیڈ۔ یہ تو انتہائی کیڈن پن ہے۔“ صدیقی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ہاں!۔ جرم تو ہوتے ہی ہیں۔ لیکن یہ واقعی کیڈنگی ہے۔ چونکہ یہ لوگ عورتوں کو نشانہ بناتے ہیں اس لئے یہ لیڈی کلرز کے نام سے بھی مشہور ہیں۔ انہوں نے بولیا کو بھی اسی مقصد کے لئے اغوا کر لیا تھا لیکن عمران نے اسے چھڑوا لیا۔ اس کے بعد غریبوں کو لوٹیں کر کے لے آئیں۔ دوبارہ جولیا کو چارے کے طور پر استعمال کیا۔ صدف اور کینٹین شکیل جولیا کے ساتھ تھے۔ میں علیحدہ گھڑائی پر تھا۔ نعلانی بھی گھڑائی کر رہا تھا۔ عمران خفیہ طور پر گھڑائی کر رہا تھا۔ ہم لوگ ہٹل بارہ میں بیٹھے تھے کہ اچانک انہوں نے حملہ کر دیا۔ صدف اور کینٹین فحش کو گولی مار دی گئی۔ جولیا کو اغوا کر لیا گیا۔ میں نے ان کا ایک آدمی مار دیا اور ان کے پیچھے بھاگنے لگا کہ عمران کی آواز سنائی دی

کر رہا تھا۔ جیسے ہی تھوڑی کار ریڈھوں کے ساتھ آکر ٹکی۔ صدیقی آگے بڑھا اور دروازہ کھول کر سائید سپٹ پر بیٹھ گیا۔

”تم اتنی جلدی تیار ہو گئے۔“ تھوڑی عورت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم لے جلدی کا کہا تھا اس لئے میں نے ماسک میک اپ کر لیا ہے۔ کیڈا ہے میک اپ۔“ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کمال ہے۔ بہت اچھا ہے۔ اگر میں تمہیں پہلے کال نہ کرتا تو میں یہی سمجھتا کہ عمران کھڑا ہے۔ ویری گڈ۔“ تھوڑی عورت آگے بڑھاتے ہوئے تعریف بھرے لہجے میں کہا اور صدیقی ہنس دیا۔

”میں کافی عرصے سے ماسک میک اپ کی مسلسل پریکٹس کر رہا ہوں عمران اور اکیٹو چونکہ مجھ سے کام لے سکتے ہیں۔ اس لئے غارتا ہونے کی وجہ سے میں اس پریکٹس میں مصروف رہتا ہوں۔“ صدیقی نے کہا۔

”آج تو پھر تم نے مین کام کرنا ہے۔“ تھوڑی عورت نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”لیکن یہ پتھر کیا ہے۔“ مجھے کچھ تفصیل تو بتاؤ۔ عمران کی جگہ مجھے وال بھیجا۔ بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔ صدیقی نے بخیہ ہو کر کہا۔

”مجھے زیادہ تفصیلات کا تو علم نہیں ہے۔ صرف اتنا معلوم ہے کہ کوئی مین الاوامی تنظیم ڈاک مین نامی ہمارے ملک میں کام کر رہی ہے۔ اس کا سربراہ کوئی ڈک نامی مجرم ہے۔ عمران ان سو پر نایض کا اس سے ملکر ڈونگیا اور ساتھ ہی انہوں نے جولیا کو اغوا کر لیا۔ جولیا نے مجھے بتایا تھا کہ یہ تنظیم غیر ملکی عورتوں کو اغوا کر کے

کمال ہے۔ اتنا کچھ ہو گیا اور مجھے علم ہی نہیں۔ صدیقی
نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔
جب کام پڑے تب تو معلوم ہی ہو جاتا ہے۔ تنویر نے
جواب دیا۔

اب جڑیا کہاں ہے؟ صدیقی نے اچانک جڑیا کا خیال
آتے ہی پوچھا۔

اُسے وہ لوگ اخرا کر کے لے گئے ہیں۔ اور اکیٹو نے بتایا ہے
کہ اس نے اُسے ٹریس کر لیا ہے اور خاور جڑیا کے چھپے گیا ہے۔ ان
لوگوں نے جڑیا کے در ایسے اکیٹو کو کال کر کے عمران کو غمزدہ کر کے کھنڈہ
کی طرف بلا دیا ہے تاکہ عمران کو ٹریس کیا جاسکے۔ چنانچہ اب تم
بطور عمران وہاں جا رہے ہو۔ اکیٹو کا خیال ہے کہ وہاں
موجود ہو گا۔ ہم لوگوں نے وہاں ان لوگوں کا خاتمہ کر کے اس
ڈک کو اخرا کر کے وائش منزل پہنچا دیا ہے۔ تنویر نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

اوہ! اب میں ماری بات سمجھ گیا۔ لیکن اس ڈک کی
پہچان کیا ہو گی؟ صدیقی نے کہا۔

پہچان کا تو مجھے بھی علم نہیں ہے۔ بہر حال جواز خارج نظر ہے
اُسے لے جانا ہے۔ چاہے وہ ڈک ہو یا کوئی اور۔ تنویر نے
کہا اور صدیقی نے اثبات میں سر ہلادیا۔

اس کا مطلب ہے کہ وہ لوگ وہاں میرے شکار کے لئے پوری
طرح تیار ہوں گے۔ لیکن میں نے اسکو تو لیا نہیں؟ صدیقی

کو نہیں صفدر اور کیپٹن شکیل کو منجھالوں۔ عمران ایکسٹراڈی کے میک اپ
میں تھا۔ ایک آدمی اس نے بھی مار گرایا تھا۔ چنانچہ میں صفدر اور
کیپٹن شکیل کو لے کر ہسپتال پہنچ گیا۔ کیونکہ ان کی حالت سیر نہیں تھی
لیکن اب وہ جھیک میں۔ ابھی میں پتہ چلا کہ لغمانی کی کار کا مارنا ناگزیر
سے برسر ہو گیا اور وہ آفتاب ذکر سرکا۔ عمران ان کے تعاقب
میں گیا۔ لیکن وہ خارج دے گئے۔ انہوں نے کار ایک گلی میں
چھوڑی اور دوسری کار سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے۔ عوار
نے اس چھوڑی ہوئی کار کی تلاشی لینے چاہی تو انہوں نے کار کے
دروازے کے ہینڈل کے ساتھ ہم فرٹ کیا ہوا تھا۔ چنانچہ جیسے
ای عمران نے دروازہ کھولا۔ ہم چھٹ پڑا۔ لیکن عمران اس
مرنے سے بچ گیا کہ ہم چھٹے ہی اس دروازے سے اٹھ کر عمران کو
فضا میں اچھال دیا اور عمران پھلی دیوار کے اوپر گرا اور پھر وہاں سے
ایک مکان کے نیچے صحن میں جا گرا۔ اس طرح وہ کار کے نیچے کی
زبردستی بچ گیا۔ البتہ اُسے گرنے کی وجہ سے خاصی چوٹیں آئیں
واماں بھی چوٹ لگی۔ لیکن اب وہ بھی خوش میں ہے۔ اُسے لغمانی
ہسپتال میں لے گیا تھا۔ کیونکہ لغمانی پیدل ہی باہر جگا تھا اور پھر اس
نے عمران کی کار گلی میں مڑائی دیکھ لی تھی۔ پھر جب وہ گلی کے
سرے پہنچا تو اسی لمحے ہم چھٹا اور لغمانی نے عمران کو فضا میں بلند
کر کے دیوار اور پھر مکان کے آئینوں میں گرے دیکھ لیا تھا۔ عمران
کی کار بھی ساتھ ہی تباہ ہو گئی تھی۔ تنویر نے کار چلانے کے
ساتھ ساتھ پوری تفصیل بتائی۔

نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔
 اسلمہ میری کار میں کافی تعداد میں موجود ہے اس کی فکر نہ کرو
 ایکشن نے مجھے اس مشن کا انچارج بنایا ہے۔ اس لئے میں نے
 اس کے لئے ایک پلاننگ کی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ میری یہ
 پلاننگ کامیاب رہے گی۔ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 کیا پلاننگ ہے۔ مجھے بھی تو بتاؤ۔ ہمدانی نے سوالیہ لبے
 میں پوچھا۔
 جب گردباد کے کھنڈرات تقریباً ایک میل رہ جائیں گے اور ہزار
 سلسلہ شروع ہو جائے گا تو میں کار سے اتر کر تم سے علیحدہ ہوا کر
 میں سے ہوتا ہوا کھنڈرات کے عقبی طرف سے جاؤں گا۔ ٹرانسمیٹر
 میرے پاس ہوگا۔ میں وہاں پہنچ کر ساری صورت حال کو چیک
 کروں گا اور پھر وہیں ٹرانسمیٹر پر ہدایات دوں گا۔ اس کے بعد
 ہدایات کے مطابق تم کار سمیت کھنڈرات کی طرف جاؤ گے۔ چچ جی
 متوجہ ہو گا واپس ہی ایک دوسرے سے بات چیت کر کے مشن کا آغاز
 کر دینا ہے۔ اس طرح ہماری پوزیشن محفوظ رہے گی۔ تنویر نے کہا۔
 ویریئر نے پلاننگ تنویر پر ہدایاتوں کو واقعی خوب چلتا ہے۔
 حالانکہ اب تک میں یہی سمجھتا تھا کہ تم ڈائریکٹ ایکشن کے قائل ہو اس
 لئے بس دھمکے کرتے ہوئے ان پروٹ پرائز گے۔ صدیقی نے
 مسکراتے ہوئے کہا۔
 جب ذمہ داری پڑے تو عقل خود بخود چلنے لگ جاتی ہے۔
 کیسی ہے میری پلاننگ۔ تنویر نے ہنستے ہوئے کہا۔

یار پہلے ہی تعریف کر چکا ہوں۔ اور بھی کر دیتا ہوں۔
 صدیقی نے کہا اور تنویر کو بقیہ کار سنبھال کر پیش پڑا۔
 تم ان لوگوں کا براہ راست نشانہ ہو گے۔ اس لئے تم نے
 بے حد محتاط رہنا ہے۔ تنویر نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔
 ظاہر ہے وہ لوگ تو میرے انتظار میں ہوں گے۔ انور میں سوچ
 رہا ہوں کہ بچائے اس طرح براہ راست کارنے کے ان کے سامنے پہنچ
 جانے کے کیوں نہ میں بھی پہاڑیوں کے درمیان سے ہو کر آگے بڑھوں۔
 صدیقی نے کہا۔

اب بھی ہر مسئلہ ہے۔ لیکن پہلے مجھے حالات دیکھنے دینا اس
 کے بعد۔ تنویر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور صدیقی نے بھی اثبات
 میں سر ہلادیا۔ اس کے بعد وہ دونوں خاموش ہو کر اپنے اپنے خیالوں
 میں گم ہو گئے۔
 اسی گردباد کے کھنڈرات تقریباً چار کلومیٹر دور تھے کہ اچانک
 فائیں اور ڈسے ٹوں ٹوں کی آواز میں نکلے لگیں۔ تنویر نے چونک کر ڈرائی
 بورڈ میں نصب ٹرانسمیٹر کی سویچوں کو دیکھا۔

اگر یہ کوئی فزکویٹی ہے۔ تنویر نے حیرت بھرے لہجے
 میں کہا۔ کیونکہ آڈیو ٹیک اور جدید قسم کے ٹرانسمیٹر کسی سوئیاں ایک ایسی
 فزکویٹی ظاہر کر رہی تھیں جو ان میں سے کسی کی نہ تھی۔

اوہ! میرے خیال میں ہمارے ٹرانسمیٹر نے کسی اور طاقتور ریڈی
 کے ٹرانسمیٹر کی کال کی ہے۔ صدیقی نے بھی چونک کر کہا
 اور تنویر نے سر ہلاتے ہوئے نہ صرف کار ایک سائیڈ پر کر کے آہستہ کر لی

ہی چھٹا یا اور اس کے ساتھ ہی اچھل کر وہ سائیڈ کی سیٹ پر اگیا کار
بی رفتار میں خود بخود آگے بڑھتی گئی۔

جلد کو دجاؤ۔۔۔ تنویر نے کہا اور ان دونوں نے بیک وقت دروازے
کھولے اور اچھل کر باہر کود گئے۔ دروازے کھٹک کی آوازوں کے ساتھ
ہی خود بخود بند ہو گئے اور کار تیزی سے آگے بڑھتی گئی۔

ان دونوں کے ہر پیر سے ہی زمین سے لگی وہ بندر جیسی پھرتی کے ساتھ
فریبی چٹان کی اوٹ میں دوڑتے چلے گئے۔ وہاں وہ صرف ایک لمحے
نے لئے رُکے اور پھر تیزی سے چٹانوں کی اوٹ کے کراس پہاڑی کے
اوپر چڑھتے گئے۔

محظوظ رہنا۔۔۔ نہیں ہیں چیک نہ کیا جا رہا جو۔۔۔ تنویر نے
کہا اور صدیقی نے سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد وہ ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں
سے وہ تو کھنڈرات کی طرف دیکھ سکتے تھے لیکن انہیں ارد گرد یا اوپر
سے چیک نہ کیا جاسکتا تھا۔ مشین گنز پلوتہ میں پکڑے وہ لب کھنڈرات

کی طرف دوڑتی ہوئی کار دیکھ رہے تھے۔ اب کھنڈرات کی چڑھائی
شروع ہو گئی تھی اس لئے کار کی رفتار قدرے ہلکی پڑ گئی تھی اسی لمحے
انہیں اچانک فضا میں ساتیں سائیں کی آواز سنائی دی اور وہ دونوں

چمک چمے اور پھران کی آنکھیں بھیغنت جیت سے پھیل گئیں۔ کیونکہ جس
جگہ کار تھی اس سے فزا آگے اچانک ایک خونخاک گرد باد فضا میں پیدا
ہوا اور تیزی سے کار کی طرف بڑھا۔ پلک جھپکتے ہیں وہ کار کے گرد چھا
گیا اور پھر کار اس انتہائی تیز رفتاری سے پکڑ کھائے ہوئے گرد باد میں
جھنس کر اس طرح چکر لاتی ہوئی فضا میں بلند ہوئی گئی جیسے لٹو ٹھکر م رہا

لینا۔ اس کے بعد میں اتر دوں گا اور کار کے سیرنگ اور ایکسیلرٹر کو
کلیپ کر دوں گا تاکہ کار سیدھی کھنڈرات کی طرف خود بخود چلی جائے اور
کے بعد دیکھیں گے کہ وہ لوگ کیا کرتے ہیں۔ پھر جیسے بھی مناسب
سمجھنا کر لینا۔ مقصد تو بہر حال ان کا خاتمہ ہی ہے۔۔۔ تنویر
نے کہا۔

فحشیک ہے۔ کھنڈرات کافی اونچائی پر ہیں۔ اس لئے کار
کھنڈرات کے قریب پہنچ کر خود بخود رُک جائے گی۔ یہ تو لگا ایکسیلرٹر ایکٹ
پوائنٹ پر فکس ہو گا۔ صدیقی نے کہا۔ اور تنویر نے سر ہلا دیا۔
الہ اکو کہ ہم آکھتے ہی کود جائیں۔ اس طرح ہم دونوں سائیڈز
سے ہوشیار رہیں گے۔ اور کار کے شیشے بلا تھک کر دو۔ تاکہ کچلی
کو آخر دم تک پتہ نہ چل سکے کہ کار خالی ہے۔ وہ لوگ بچاؤ
ساتھ آئیں گے۔ صدیقی نے کہا۔

ٹھیک ہے۔ ہوشیار ہو جاؤ۔۔۔ تم پھلی سیٹ پر چلے جاؤ
میں اسے کلیپ کر کے تمہاری سیٹ پر کود جاؤں گا اور پھر ہم آکھتے ہی
باہر کودیں گے۔ اب سڑک سیدھی کھنڈرات کی طرف ہی جائے
گی۔ تنویر نے کہا اور صدیقی اچھل کر پھلی سیٹ پر چلا گیا۔

تنویر نے پہلے چن دیا کہ کار کے شیشے بلا تھک کر اس طرح باہر
سے اندر کچھ نظر نہ آتا تھا جب کہ اندر سے باہر صاف دیکھی جاسکتا تھا۔
اس کے بعد اس نے جلدی سے ڈرائیو بورڈ کھولی کہ اس میں رکھا ہوا
مخصوص کلیپ نکالا اور جبکہ کر چیلے اس نے ایکسیلرٹر کے ساتھ اس
کا سر اٹک کیا اور پھر دوسرے سر سے پر بنا ہوا پاک اس نے سیرنگ

جو کافی بلندی پر پہنچ کر بکھیت گرد باد آگے نکل گیا اور گھومتی ہوئی گا
 انجن کے بل بکھیت نیپے گرنے لگی اور پھر ایک خوفناک دھماکے کے ساتھ
 کار زمین سے ٹکرائی اور تھلا بازیاں کھاتی ہوئی آگے بڑھی اور پھر کار میں آگ
 بھڑک اٹھی۔ دوسرے لمحے ایک خوفناک دھماکا ہوا اور کار کے پرنز سے
 فضا میں بکھر گئے۔ اور پھر بے درپے دھماکوں کا جیسے تاننا سا بندھ گیا
 کار کا ڈھانچہ ٹک بٹک کر مینز انگوں کی طرح اڑا اڑا کر اوجھڑا اوجھڑا گرنے لگا
 دھماکے ان لمحوں کے تھے جو کار میں موجود تھے اور آگ لگ جانے کا
 وجہ سے چھٹ رہے تھے۔

تمویر اور صدیقی دونوں خوف اور وحشت سے آنکھیں مچا رہے
 اپنی کار کا شرو ویکھ رہے تھے ان کے ذہنوں میں زلزلہ سا آیا ہوا تھا
 اگر وہ اس طرح نیچے نہ اترتے تو ان کا کیا شہر ہوتا۔

اسی لمحے اچانک انہیں عقب میں آہٹ سی محسوس ہوئی اور بکھڑ
 وہ چونک کر مڑے۔ مگر دوسرے لمحے ان کے حلق سے طویل سانس نکل گیا
 کیونکہ ان دونوں کی طرف تین متین گنیں ابھی ہوئی تھیں اور تین سے آواز
 ان کے سامنے قطار کی صورت میں کھڑے تھے۔

”ہوں! تو تم کار سے نکل آئے تھے لیکن اب“ — ان میں
 سے ایک نے دانت دیشیے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اشارہ
 کیا اور پھر نازنگ کے دھماکوں سے پہاڑیاں گونج اٹھیں۔

ٹائیکو نے کار کو تیزی سے واپس طرف کو نکلنے والی طرف کی
 طرف موڑا اور ساتھ ہی اس نے رفتار بکھیت تیز کر دی۔ اب کار اپنی
 پوری سپید پر دھیسے ہوا میں آڑی چلی جا رہی تھی
 تقریباً دس منٹ تک مسلسل اسی بے شائبہ انداز میں کار دوڑانے
 کے بعد اس نے ایک موڑ کاٹ کر درختوں کے ایک ذخیرے کی طرف
 اڑوڑ دی اور پھر کار کو ذخیرے کے اندر روک کر وہ بجلی کی سی تیزی
 سے نیچے اتر آ۔ اس نے سائیڈ میٹ پر بڑی ہوئی ایک جدید ساخت
 کی مشین گن اٹھائی۔ اس پر دو درجن بھی فٹ تھی اور اس مشین گن
 کی نازنگ رینج بہت زیادہ تھی۔

ٹائیکو مشین گن کو کندھے سے لٹکا کر تیزی سے ذخیرے کے
 اندر دوڑتا ہوا بائیں ہاتھ کی طرف بڑھا۔ ذخیرے کے اختتام پر
 پہاڑی سلسلہ شروع ہوا آٹھ یہ پہاڑیاں ویران تھیں۔ کہیں کوہیں

شروع کیا۔ لیکن وہاں مکمل خاموشی تھی۔ کوئی ذرا برابر بھی حرکت محسوس نہ ہو رہی تھی۔ پھر کس نے سامنے والی پہاڑی کا جائزہ لیا تو جیسے ہی اس نے دور بین گھمائی وہ چونک گیا۔ اسے اوپر ایک پہاڑی چٹان کے پیچھے حرکت سی محسوس ہوئی۔ اس نے دور بین کی سائیڈ پر لگی ہوئی تاب گھمائی تو سپاٹ نہ صرف بڑا مرگایا بلکہ جھیلنا بھی گیا۔ اب وہ صاف دیکھ رہا تھا۔ وہاں اس چٹان کے سائیڈ میں اسے ایک آدمی کا سر نظر آیا۔ اسی لمحے اسے دور بین کے شیشوں کی چمک نظر آئی اور وہ سمجھ گیا کہ کوئی آدمی اس کے انداز میں لیٹا ہوا دور بین کے ذریعے دیکھ رہا ہے۔ ٹائیگر نے جلدی سے دور بین ہٹائی اور جلدی سے بند سائیڈ کی طرف کھسک گیا تاکہ زیادہ اندھیرے میں اکر جائے۔

ٹائیگر کو اس بار اکیٹھ نوے براہ راست ٹرانسیر پر کال کیا تھا اور برائیت کی صفی کو صدر بنی عمران کے ٹرپ میں گردباد کے کھنڈرات کی فرت جا رہا ہے۔ تنویر اس کے ساتھ ہو گا۔ ڈاک نے عمران کو ٹرپ کرنے کے لئے یہ جال بچھا یا ہے اور عمران چونکہ زخمی ہے اس لئے صدر بنی کو اس کی جگہ جیسا جا رہا ہے تاکہ وہ وہاں بھلے ٹرپ ہونے کے اچیس ٹرپ کر سکے اور ٹائیگر کو ان دونوں کی خفیہ نگرانی بھی کرنا ہے اور کسی صورت حال میں ان کی امداد بھی کرنی ہے۔ ٹائیگر نے حسب عادت پوچھ لیا کہ جب وہ بچتے ہیں کہ یہ ٹرپ ہے تو پھر ایک بار دو آدمی بھیجتے ہیں تاکہ کیوں نہ وہاں مکمل ریکارڈ کیا جائے۔ تو اکیٹھ نوے اسے سمجھا کہ یہ ٹرپ چلایا کے ذریعے کیا جا رہا ہے اور چلایا

الودہ درست اور جھٹیلان نظر آتی تھیں۔ ٹائیگر کی جنگلی نگرش کی طرز اچھلتا اور دوڑتا ہوا اس پہاڑی پر چڑھتا گیا۔ باوجود چڑھائی کے اس کی رفتار خاصی تیز تھی۔ کافی بلندی پر آئے کے بعد ٹائیگر ایک چٹان کی اوٹ میں رکا کر اپنے نر چلتے ہوئے سائن کو کنٹرول کرنے لگا۔ جب سائنس نادرل ہوا تو وہ اب سامنے کے رُخ دھننے لگا۔ لیکن اب وہ انتظار محتاط انداز میں آگے بڑھ رہا تھا۔ ایک ایک چٹان کی اوٹ میں رکا کر آگے پیچھے دیکھ کر وہ آگے بڑھتا اور تھوڑی دیر بعد وہ پہاڑی کے سامنے کے رُخ ایک چٹان کی اوٹ میں رکا گیا۔ یہ چٹان اور پیچھے کی طرح بڑھی ہوئی تھی۔ ایک سائیڈ بلند تھی جب کہ دوسری کھلی ہوئی تھی۔ ٹائیگر اس کے اندر لیٹ گیا اس کے دائیں ہاتھ گردباد کے کھنڈرات اب صاف نظر آنے لگے تھے۔ جبکہ سامنے سرک تھی جو کھنڈرات کی طرف جاتی تھی۔ اور سرک کی دوسری طرف اسی طرح کا پہاڑی سلسلہ دور تک پھیلا ہوا تھا۔ جس طرح کے سلسلے کی ایک پہاڑی پر اس وقت ٹائیگر موجود تھا۔ پیچھے کے نیچے لیٹ اس نے مین گن تو سائیڈ پر رکھ دی۔ اور پھر علیٹ سے نکلنے پر دور بین اٹاکر اس نے آنکھوں سے لگائی۔ چونکہ اوپر چٹان کا چھوٹا کافی آگے تک چلا گیا تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ دور بین کے شیشوں پر سرورسج کی چمک نہ پڑے گی۔ ورنہ تو یہی چمک اس کی یہاں موجود کی قسمی کھول دیتی۔

دور بین آنکھوں سے لگا کر اس نے پہلے کھنڈرات کا جائزہ لیا

ابھی ٹائیگر انہی خیالوں میں گم تھا کہ اچانک اس کی نظر دور سے آتی ہوئی ایک سیاہ رنگ کی کار پر پڑی اور وہ چمک پڑا۔ یہ کار نذیر کی تھی اور جس طرح وہ بڑھی آ رہی تھی اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ دونوں کوئی بلائیگ کے بغیر سیدھے کھنڈرات کی طرف آ رہے ہیں۔ ٹائیگر نے ہونٹ پیچھے لئے اور اس کے ساتھ ہی اس نے غصہ جن بھی اٹھا کر کانڈھے سے لگائی۔ کیونکہ جو کچھ بھی ہوتا تھا ابھی چند لمحوں میں ہی ہو جانا تھا۔

پھر جسے ہی کار دوڑتی ہوئی ٹائیگر کے سامنے سے گزری۔ ٹائیگر ایک بار پھر چمک پڑا۔ کیونکہ اس نے دوڑتی ہوئی کار کے دروازے کھلتے اور دو افراد کو نیچے چھٹکائیں لگاتے دیکھا۔ کار اسی طرح آگے بڑھتی گئی۔ کار کے پیشے چونکہ بلا نڈر تھے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ وہ اس کے اندر موجود کسی شخص کو نہ دیکھ سکتا تھا۔ لیکن ظاہر ہے ڈرائیگ سیٹ پر ایک آدمی تو لامحالہ موجود ہوگا۔ اس کا مطلب ہے کہ تنور اور صدیقی کے ساتھ کوئی اور بھی آیا ہے۔

کار آگے بڑھ گئی جب کہ وہ دونوں مہاڑی کی اوٹ میں اوپر چڑھتے گئے اور پھر وہ اس کے قریب سامنے ہی ایک ٹیان کی اوٹ میں ہرگز رک گئے۔ چونکہ جس جگہ وہ دونوں رُکے تھے وہاں سے وہ اسے براہ راست نظر نہ آ رہے تھے۔

ٹائیگر کی توجہ کار کی طرف ہو گئی۔ کار اس وقت تک کھنڈرات کے قریب سامنے پہنچ چکی تھی کہ اچانک فضا میں سائیں سائیں کی تیز آواز ابھری اور پھر ٹائیگر نے ایک خوفناک گرو بار کو کار کے سامنے

ابھی تک مجرموں کے قبضے میں ہے۔ اگر وہاں عمران نہ پہنچا تو جو لیا کی جان خطرے میں پڑ سکتی ہے۔ اس لئے جو لیا کو فوراً طور پر بچانے کے لئے کسی نہ کسی کا وہاں جانا ضروری ہے۔ جو لیا جس جگہ موجود ہے اسے البتہ فرس کر لیا گیا ہے اور جو لیا کو وہاں سے نکالنے کے لئے سیکرٹ سروس نے کام شروع کر دیا ہے لیکن جب تک جو لیا ان کے قبضے سے نہ نکل آئے۔ اس وقت تک مجرموں کا اطمینان ضروری ہے اور ٹائیگر کو پہلی بار مسجد آتی کو صرف عمران ہی نہیں بلکہ ایکٹو بھی اس کے ہم پلہ ہے۔

چنانچہ ٹائیگر نے یہ ہدایت ملنے ہی ذہنی طور پر ایک بلائیگ اور اس بلائیگ کے نتیجے میں وہ اس وقت یہاں موجود تھا اسے معلوم تھا کہ صدیقی نے عمران کا میک اپ کرنا ہوگا اس لئے لازماً انہیں یہاں پہنچانے کی اور وہ یہ صورت میں ان سے پہلے پہنچنا چاہتا تھا اور وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب رہا۔ لیکن اب وہ سامنے والی پہاڑی پر موجود آدمی کو دیکھ کر سوچنے لگا کہ تنور اور صدیقی دونوں کو مجرموں نے لازماً یہاں پہنچتے ہی چاروں طرف سے گھیر لیا ہے اس لئے صدیقی اور تنور اگر سیدھے یہاں پہنچ گئے تو ان کا بڑے نکلانے کا مشکل ہو جائے گا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اسے یہ خیال بھی آ رہا تھا کہ بہر حال تنور اور صدیقی سیکرٹ سروس کے ممبر ہیں کوئی عام آدمی تو نہیں۔ لازماً انہیں بھی علم ہوگا کہ وہاں مجرم ان کے استقبال کے لئے موجود ہوں گے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ وہ کوئی نہ کوئی بلائیگ کر کے ہی آئیں گے۔

پیدا ہوتے اور پھر کار کو اس کی زد میں آکر فضا میں بلند ہوتے دیکھا۔ کار اس خوفناک گرد و باہیں پھینک کر فضا میں کسی لٹو کی طرح گھوم رہی رہی تھی۔ ٹائیگر کے ہونٹ جھنجھ گئے۔ کیونکہ یہ صورت حال اس کے لئے قطعاً غیر متوقع تھی۔ وہ اب کار میں موجود آدمی کو کسی صورت میں بھی نہ بچا سکتا تھا۔ اور پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے کار گرد و باہ سے نکل کر نیچے گری اور اس کے بعد اس کی قلابازیاں۔ پڑول ٹھنک۔ بھینٹے اور پھر دھماکوں کے ساتھ اس نے کار کے پرنرے فضا میں میزائلوں کی طرح اڑتے دیکھ لئے۔

منہائے کون ہو گا ڈرائیونگ سیٹ پر۔ ٹائیگر نے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ بڑی طرح چونک پڑا۔ اس نے اس جگہ سے جہاں اس نے کسی شخص کا سر اور دھڑکنے والے شیشوں کی جھلک دیکھی تھی حرکت محسوس کی تو اس نے جلد ہی سے ڈورین اٹھا کر آنکھوں سے لگا لی اور پھر وہ چونک پڑا۔ مشین گنزوں سے مسلح تین افراد انتہائی تیز رفتاری سے چٹانوں کو پھلا گئے ہوئے اسی طرف آ رہے تھے جادو کار نے کھنے والے تنویر اور صدیقی کو عمران کے میک اپ میں مٹا موجود تھے۔ صدیقی نے واقعی بہترین میک اپ کیا ہوا تھا۔ اگر ٹائیگر کو پہلے سے علم نہ ہوتا تو وہ بھی سمجھتا کہ وہ عمران ہی ہے۔ ٹائیگر نے ڈورین اٹھائی اور مشین گن پر لگی ہوئی ڈورین آنکھوں سے لگا کر ٹیگر پر انگلی رکھ دی۔ وہ چاہتا تو نہیں سے ان پر فائر کھول سکتا تھا۔ لیکن وہ اس لئے خاموش رہا کہ وہ صورت حال کو ابھی طرح چیک کر لینا چاہتا تھا۔ یہ بھی ممکن تھا کہ یہ تینوں افراد تنویر

اور صدیقی کی طرف آنے کی بجائے ویسے ہی نیچے آ رہے ہوں کہ کار تباہ ہو چکی ہے اس لئے اس میں موجود عمران بھی ختم ہو گیا ہو۔ لیکن دوسرے لمحے ٹائیگر نے ہونٹ جھنجھ لئے۔ کیونکہ وہ تینوں ایک چٹان سے اترے اور پھر تین اس جگہ پر ٹھک گئے جہاں تنویر اور صدیقی جیسے ہوئے تھے۔ اسی لمحے اس نے تینوں کی مشین گنیں بدھتی ہوئی دیکھیں تو اس نے فوراً ہی ٹیگر دبا دیا۔ وہ تینوں چونک کر ایک قطار کی صورت میں کھڑے تھے۔ اس لئے وہ تینوں ہی مشین گن کے ٹارگٹ میں تھے۔

ٹیگر دھتے ہی پہاڑیاں دھماکوں سے گونج اٹھیں اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر نے ان تینوں کو اچھل کر گرتے اور پھر قلابازیاں کا کر نیچے چٹانی سلسلے میں غائب ہوتے دیکھا۔ ان تینوں کے گرنے کی پولیٹھین تباہی تھی کہ وہ تینوں ہی ہٹ ہو چکے ہیں اسی لمحے اس نے تنویر اور صدیقی کو باہر نکلتے دیکھا تو اس نے مشین گن کے ٹیگر سے انگلی ہٹائی۔

دھماکوں کی بازگشت ابھی ختم نہ ہوئی تھی کہ ٹائیگر نے پہاڑیوں کے مختلف حصوں سے خوفناک فائرنگ کی آوازیں سنیں۔ لیون ٹک رہا تھا جیسے پوری فوج ان پہاڑیوں میں بکھری ہوئی ہو۔

تنویر اور صدیقی اب تیزی سے چٹانوں کو پھلا گئے ہوئے کھنڈ اپھر وہ کی طرف بڑھ رہے تھے۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ نہ لے کسی لیکن انتہائی محتاط نظر آ رہے تھے۔

ٹائیگر خود بھی تیزی سے چٹان کے چھتے سے نکلا اور اسی طے سے

اس گردباؤ کی طرف کی دوڑتے دیکھا۔ تو اس نے ہونٹ بیچنے لئے تنویر کی یہ حرکت اس کی سمجھ میں نہ آئی تھی کہ وہ اب کیا کرنا چاہتا ہے۔ تب کہ گردباؤ تیزی سے گھومتا ہوا کھنڈرات کی طرف بڑھا جا رہا تھا اور تنویر نے کھٹا دوڑنا ہوا گردباؤ کے ساتھ ساتھ دوڑ کر کھٹا کر اپنا کھٹا گولی چلنے کی آواز میں سنائی دی اور تنویر اچھل کر گرا اور پھر قلا بازیاں کھاتا ہوا ایک کھائی میں منہ کے بل جا گرا۔ ٹائیگر اسے کھائی میں گرتا دیکھ رہا تھا۔ تنویر بے حس و حرکت ہو چکا تھا۔ اور ٹائیگر کو اتنی دُور سے بھی اس کے پہنچنے سے پہلے دالے خون کی چمک نظر آ رہی تھی۔ تنویر مہٹ ہو چکا تھا۔

اسی لمحے گردباؤ کی سخت غائب ہو گیا اور صدیقی جو اس گردباؤ کے ساتھ ہی کافی بلندی پر چکرا رہا تھا یککھٹ بندوق سے نکلنے والی گولی کی طرح پیٹے آئے لگا۔ ٹائیگر نے بڑی طرح ہونٹ بیچنے لئے۔ کیونکہ اتنی بلندی سے گرنے کے بعد صدیقی کی موت یقینی تھی۔ ابھی صدیقی زمین تک نہ پہنچا تھا کہ یککھٹ ایک بار پھر گولی کا دھماکہ ہوا اور صدیقی کا چکر اکر پیچے گرا ہوا جسم ایک جھٹکائی کا کھڑکھڑا ہوا ہی اچھلا اور دوسرے لمحے وہ ایک دھماکے سے عین اسی کھائی میں جا گرا جہاں پہلے تنویر پڑا ہوا تھا۔ صدیقی کا جسم اڑتا ہوا تنویر کی پشت پر گرا تھا اور ایک دو لمحوں تک اس کے جسم نے حرکت کی اور پھر وہ ساکت ہو گیا۔ اور ٹائیگر جو ان کی حفاظت کے لئے آیا تھا نے کسی سے ہونٹ کاٹنا بیٹھا رہ گیا۔ کار اپنے ڈرائیور سمیت پہلے ہی ختم ہو چکی تھی جبکہ تنویر اور صدیقی اس کے سامنے ہٹ ہو گئے تھے۔

کو بڑھنے لگا۔ جدھر تنویر اور صدیقی گئے تھے۔ وہ انتہائی ممتاظر انداز میں آگے بڑھا جا رہا تھا۔ کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ کہیں وہ کسی کا ٹکڑا نہ بن جائے۔

مقدوری دیر بعد وہ کھنڈرات کے قریب پہنچ گیا۔ اسے تنویر اور صدیقی دونوں چٹانوں سے نیچے اتر کر کھنڈرات کی طرف بڑھتے ہوئے نظر آئے تو ٹائیگر نے ہونٹ بیچنے لئے۔ کیونکہ یہ اس کے خیال کے مطابق ان دونوں کی حماقت تھی۔ انہیں ایک ایک کر کے ہانا چاہئے تھا۔ لیکن دوسرے لمحے اس نے ایک طویل سانس لیا۔ کیونکہ تنویر ٹکڑا کے قریب ہی ایک چٹان کی اوٹ میں رک گیا جب کہ صدیقی چٹانوں کی اوٹ سے مسلسل کھنڈرات کی طرف بڑھتا گیا۔

ٹائیگر کی نظر اب تیزی سے ادھر ادھر گھوم رہی تھیں وہ چکا چوکا تھا۔ کیونکہ کسی بھی لمحے کسی طرف سے صدیقی پر حملہ کیا جا سکتا تھا۔ لیکن ہر طرف خاموشی طاری تھی۔ وہ فائرنگ بھی ختم ہو چکی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے اب ان کھنڈرات اور چٹانوں میں کوئی فوری ڈھکائی بھی موجود نہ ہو۔

صدیقی کافی آگے جانے کے بعد اپنا کھٹا پر آیا اور پھر وہ زنگ زنگ انداز میں انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتا ہوا کھنڈرات کی طرف بڑھا جی تھا کہ اپنا کھٹا ٹائیگر پر چمک پڑا۔ اس نے صدیقی کے سبکی قریب ہی ایک گردباؤ پیدا ہونے دیکھا اور دوسرے لمحے صدیقی گھوگردباؤ کی زو میں اکر کار کی طرح لٹکی طرح گھومتا ہوا فضا میں اچھی طرح ہل گیا۔ اسی لمحے ٹائیگر نے تنویر کو یککھٹ ٹکڑا پر چھلانگ لگا کر

اسی لئے ٹائیگر نے بیکھخت چار افراد کو کھنڈرات سے نکل کر پہلی
 کی سی تیزی سے تنزیر اور صدیقی کی طرف بڑھتے دیکھا تو ایک لمحے کے
 لئے اس کی آنکھیں ڈرنگ کی طرف بڑھی، لیکن دوسرے لمحے اس نے اپنے
 آپ کو روک لیا، کیونکہ اصل بات تو ختم ہو چکی تھی۔ اب زیادہ سے زیادہ
 وہ ان چار افراد کا خاتمہ کر لیتا۔ لیکن پہاڑیوں میں ہونے والی نازنگ
 سے آتے اندازہ تھا کہ یہاں کچاں ساتھ — سے کم افراد موجود نہیں
 ہیں۔ اس لئے اب لاشوں کے لئے اپنے آپ کو رسک میں ڈالنا
 حماقت تھی۔ اس لئے وہ خاموش بیٹھا رہا۔ چاروں افراد نے تنزیر اور
 صدیقی کی لاشیں لاندھوں پر اٹھائیں اور اسی طرح تیزی سے دوڑتے
 ہوئے کھنڈرات میں غائب ہو گئے۔

چنگ کی حالت جنونیوں کی سی نظر آ رہی تھی۔ وہ پاگلوں کے
 انداز میں اپنے بال نوچ رہا تھا اور اس کے سامنے کھڑا تو جوان حیرت
 اور سہمے ہوئے انداز میں اس کی یہ حالت دیکھ رہا تھا۔
 — ناکامی — ناکامی — ناکامی — ہر طرف سے ناکامی — آخر
 یہ کیا ہو رہا ہے — یعنی کہاں غائب ہوئے — وہ کہاں گیا ہے؟
 ڈک لئے بیکھخت چھپتے ہوئے کہا۔

معلوم نہیں باس — ان کی کار البتہ اس کو بھی میں کھڑی
 ہے۔ لیکن وہ خود غائب ہیں — جسکے کی لاش اس کمرے کے سامنے
 راہداری میں پڑی ہوئی ملی ہے۔ جسے آپ نے صورت حال معلوم
 کرنے کے لئے جھجھا تھا۔ وہ بھی وہیں کمرے کے دروازے میں مڑوا
 پڑا ہوا ہے۔ انہیں گولیوں سے ہلاک کیا گیا ہے باس — یعنی
 اور وہ لوکی دونوں غائب ہیں — ملحقہ پوائنٹ بھی خالی پڑا ہے۔

جو گا جس پر ایکٹو اصل بات سمجھ گیا ہوگا۔ مگر ہمیں اس اشارے
 سمجھ نہ آ سکی۔ بلکہ اب وہ کھنڈرات بھی سیکرٹ سرکس
 نظروں میں آگئے ہیں اور اب وہاں موجود ہماری اصل نیکی
 بھی منظر لاحق ہو گیا ہے۔ مجھے وہاں ٹاسک سے بات
 ہوگی۔ ڈک نے تیز لیجے میں کہا۔ اس نے میز کی دروازہ
 اور دروازے ایک ٹرانسپیرنٹال میز پر رکھا اور پھر وہ میز کی
 مذکر ہی رہا تھا کہ ایک ٹرانسپیرنٹ سے ٹوٹوں کی آوازیں
 نکلیں۔ ڈک نے چونک کر پہلے تو ٹرانسپیرنٹ کی طرف دیکھا اور پھر
 سے ہاتھ بڑھا کر اس کا چٹن آن کر دیا۔
 ہیلو۔ ہیلو۔ ٹاسک کا ٹنگ فرام بی۔ ون۔ اوور۔
 ٹرانسپیرنٹ سے تیرا آواز ابھری اور ڈک کی پیشانی پر تیزی سے
 کا جال پھیل گیا۔
 لیس! چیٹ ہاس اٹنڈنگ یو۔ اوور۔ ڈک
 جواب دیا۔ اس کے لیجے سے ہی ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ کوئی بری
 سننے کے لئے اپنے آپ کو تیار کر رہا ہے۔
 ہاس! میٹن کا سب ہو گیا ہے۔ ہم نے عمران
 اس نے ایک ساتھی کو ہٹ کر لیا ہے اور ان کی کار کے بھی پرچے
 آڑ گئے ہیں۔ اوور۔ دوسری طرف سے ٹاسک کی پرتو
 آواز ابھری۔
 کیا کہہ رہے ہو۔ عمران وہاں گیا ہے۔ اوور۔ ڈک
 نے یقین نہ آنے والے لیجے میں کہا۔

لیس ہاس!۔ ہمیں ہاس کہنی نے ان کے آنے کی اطلاع
 دی تھی۔ چنانچہ ہم پوری طرح تیار ہو گئے۔ میں نے پہاڑوں
 پر جی اپنے آدمی پھیلا دیئے۔ پھر مجھے اطلاع ملی کہ ایک
 بار رنگ کی کار جس میں دو افراد سوار ہیں کھنڈرات کی طرف آ رہی
 ہے۔ پھر یہ دونوں آدمی چلتی گاڑی سے اچھل کر پہاڑی میں
 چلے گئے جب کہ ڈک فور کار کے کھنڈرات کی طرف آیا۔ ہم
 ان دونوں افراد کو گاڑی سے کودتے وقت چپک نہ کر سکے تھے۔
 انہوں نے ہم نے کار پر انتہائی طاقتور گروہاؤ فائر کر کے اسے بالکل
 باہر کر دیا اور کار پر تیز سے پرتے ہو کر پہاڑیوں میں بکھر گئی۔ لیکن
 پہاڑی پر موجود کہنی کے آدمیوں نے ان دونوں افراد کو چپک کر
 لایا۔ چنانچہ وہ ان پر لپکے۔ لیکن ان دونوں نے فائرنگ کر کے
 کہنی کے عینوں آدمیوں کو ختم کر دیا۔ اس وقت وہ ہمارے ٹارگٹ
 میں آگئے۔ اس کے بعد وہ دونوں کھنڈرات کی طرف بڑھے
 پہلے عمران نیچے اترا اور اسی وقت ہم نے اس پر گروہاؤ فائر کر دیا۔
 اس صورت حال کو دیکھ کر عمران کا ساتھی بھی دوڑتا ہوا ادھر
 آیا جسے ہم نے فور مارڈ انفیل سے ہٹ کر دیا اور پھر گروہاؤ فائر
 کر دیا۔ وہ دونوں ایک کھائی میں گر گئے اور ہم نے مزید احتیاط
 کے لئے ان پر فائر کھول دیا۔ اس طرح وہ دونوں ہٹ ہو گئے۔
 اوار۔ ٹاسک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
 ان کی لاشیں کہاں ہیں۔ اوور۔ ڈک نے پوچھا۔
 ہاس! انتہائی حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اس کے باوجود وہ

مرے نہیں۔ بلکہ شدید زخمی ہیں۔ لیکن بہر حال زندہ ہیں۔
 نے انہیں کھنڈرات میں رکھ دیا ہے اور ان کی ابتدائی مرہمیں
 کر دی ہے تاکہ وہ فوری موت سے بچ جائیں۔ میں
 تھا کہ آپ سے مزید آؤں تو لے لوں۔ کیونکہ سیکنڈ ہاس
 لے رہا تھا کہ آپ خود جنگ کے لئے آئیں گے۔ اب
 آپ جکر دیں تو ان دونوں کو اسی بے ہوشی کے عالم میں ہی گولیوں
 سے چھین کر دیا جاتے۔ یا پھر انہیں آپ کے لئے تھک
 رکھا جاتے۔ اور۔۔۔ ٹاسک نے پوچھا۔

ان کی حالت کیسی ہے۔ وہ اس حالت میں مزید
 دیر زندہ رہ سکتے ہیں۔ اور۔۔۔؟ ڈک نے ہنٹ کاٹتے
 پوچھا۔

باس!۔ اس حالت میں تو وہ زیادہ سے زیادہ مزید
 گھنٹے تک زندہ رہ سکتے ہیں۔ ہاں!۔ اگر ان کا آپریشن
 ان کے جھوں سے گولیاں نکال لی جائیں تو ان کے بچ جانے کے
 امکانات ہیں۔ اور۔۔۔ ٹاسک نے جواب دیا۔

تجربہ!۔ انہیں زندہ رکھنے کا رسک نہیں لیا جاسکتا۔
 لوگ بے حد خطرناک ہیں۔ انہیں زندہ نہیں رہنا چاہیے۔
 تم ایسا کرو کہ ان دونوں کو فوری طور پر فائرنگ کر کے ان کے
 جسم کو لپوں سے چھین کر دو۔ اور پھر ان کی لاشیں کسی بند
 میں ڈال کر شہر کے کسی چوراہے پر چھینک دو۔ اور
 ہو سکتا ہے ان کی موت کی وجہ سے سیکرٹ سروس کی ٹیم یا انٹیلیجنس

میں سے نہیں۔ بلکہ شدید زخمی ہیں۔ لیکن بہر حال زندہ ہیں۔
 نے انہیں کھنڈرات میں رکھ دیا ہے اور ان کی ابتدائی مرہمیں
 کر دی ہے تاکہ وہ فوری موت سے بچ جائیں۔ میں
 تھا کہ آپ سے مزید آؤں تو لے لوں۔ کیونکہ سیکنڈ ہاس
 لے رہا تھا کہ آپ خود جنگ کے لئے آئیں گے۔ اب
 آپ جکر دیں تو ان دونوں کو اسی بے ہوشی کے عالم میں ہی گولیوں
 سے چھین کر دیا جاتے۔ یا پھر انہیں آپ کے لئے تھک
 رکھا جاتے۔ اور۔۔۔ ٹاسک نے پوچھا۔

ان کی حالت کیسی ہے۔ وہ اس حالت میں مزید
 دیر زندہ رہ سکتے ہیں۔ اور۔۔۔؟ ڈک نے ہنٹ کاٹتے
 پوچھا۔

باس!۔ اس حالت میں تو وہ زیادہ سے زیادہ مزید
 گھنٹے تک زندہ رہ سکتے ہیں۔ ہاں!۔ اگر ان کا آپریشن
 ان کے جھوں سے گولیاں نکال لی جائیں تو ان کے بچ جانے کے
 امکانات ہیں۔ اور۔۔۔ ٹاسک نے جواب دیا۔

تجربہ!۔ انہیں زندہ رکھنے کا رسک نہیں لیا جاسکتا۔
 لوگ بے حد خطرناک ہیں۔ انہیں زندہ نہیں رہنا چاہیے۔
 تم ایسا کرو کہ ان دونوں کو فوری طور پر فائرنگ کر کے ان کے
 جسم کو لپوں سے چھین کر دو۔ اور پھر ان کی لاشیں کسی بند
 میں ڈال کر شہر کے کسی چوراہے پر چھینک دو۔ اور
 ہو سکتا ہے ان کی موت کی وجہ سے سیکرٹ سروس کی ٹیم یا انٹیلیجنس

چھڑا کر لے جاتے تو پھر وہ عمران کہیں ہمارے گریپ میں نہ چھپتا۔
 عمران کے خاتمے سے میرے انتقام کو کافی حد تک تسکین مل گیا
 ہے۔۔۔ اب میں اس سیکرٹ سرورس اور ایشی جنس کے خلاف
 آسانی سے کام کروں گا اور ان کے خاتمے کے بعد پھر اطمینان سے
 لیڈی کانگ کا مشن شروع ہو جائے گا۔ تم ایسا کرو کہ جا کر پانچ
 کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرو کہ وہ کہاں ہے
 اگر اس کا کوئی ٹھکانہ مل جاتے تو مجھے مطلع کر دینا۔ میں اب ذرا
 آرام کرنا چاہتا ہوں۔“ ڈوک نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر نگار
 بھی اٹھ کھڑا ہوا اور سلام کر کے واپس مڑ گیا۔

ٹائیسنگر، صدیقی اور تنویر کے کھنڈرات میں سے جانے کے بعد
 ہانگر پر بیٹھا بے بسی سے ہونٹ کاٹا سوچنے لگا کہ اب وہ کیا کرے۔
 بالکل دونوں کی لائشیں حاصل کرنے کی جدوجہد کرے یا پھر خاموشی
 سے واپس چلا جائے۔ یا تیسری صورت یہ ہے کہ ان کا انتقام لینے
 لئے وہ مجھوں پر اکیلا ہی ٹوٹ پڑے۔ لیکن وہ کوئی واضح فیصلہ
 کر پار نہ تھا کیونکہ اسے مجبوروں کی تعداد اور پھر اس خوفناک گردباد
 نے اچانک پیدا ہو جانے کی بابت یہ یقین ہو گیا تھا کہ یہ گردباد اصل
 میں بجلی مصنوعی طریقے سے پیدا کئے جاتے ہیں اور پھر اس کے
 ہی اتنا اچھٹہ نہ تھا کہ وہ اکیلا ہی سب مجھوں سے نہپٹ لیتا۔ او
 مرکا خود کشی کر کے کا وہ قائل نہ تھا۔ آخر اس نے یہی سوچا کہ انیسٹو
 سے بات کر لی جاتے۔ اسے یہ خطرہ تو ضرور تھا کہ ہوسکا سے
 ڈرائیوئر کال کیج ہو جائے۔ لیکن اسے یہ حال یہ یقین ضرور تھا کہ

چنانچہ ٹرانسمیٹر جیب میں ڈال کر وہ اپنی جگہ سے نکلے اور پھر بجلی کی سی تیزی سے پہاڑی کے عقبی حصے کی طرف دوڑنے لگا۔ اسے چونکہ یقین تھا کہ اب مجرم مطمئن ہو کر پہاڑیوں سے ہٹ گئے ہونگے۔ اس لئے اس نے ادھر ادھر دیکھ کر وقت ضائع کرنا مناسب نہ سمجھا اور انتہائی تیز رفتاری سے عقبی پہاڑی سے اتر کر وہ اس پہاڑی کے ساتھ ساتھ دوڑنا ہوا اس پہاڑی پر پہنچ گیا جس کے سامنے کھنڈرات موجود تھیں۔ وہ سائنے کی بجائے اب کھنڈرات کے عقبی حصے سے ان میں داخل ہونا چاہتا تھا۔ کیونکہ سامنے کے ٹرٹھ سے آئے گرد و بار کی زد میں آجائے کا خطرہ تھا۔

اور پھر اسی وہ پہاڑی پر چڑھتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا کہ اچانک ٹھٹھک کر رک گیا۔ کیونکہ سامنے ایک چٹان کے اوپر ایک غیر ملکی گود میں مشین گن رکھے بڑے اطمینان سے سگریٹ پی رہا تھا اس کی سائڈ ٹائیگر کی طرف تھی اس لئے وہ ٹائیگر کو نہ دیکھ سکا تھا۔

ٹائیگر تیزی سے پیچھے ہٹا اور پھر ٹانگوں کی اوٹ لیتا ہوا وہ اس کی عقبی طرف سے ہو کر اس کی طرف بڑھا۔ اس نے مشین گن کو نال سے پکڑ لیا تھا۔ اور پھر اس کا ہاتھ بندھ ہوا اور کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی وہ غیر ملکی ملکی سسی چیخ مار کر چٹان سے نیچے جا گرا۔ اسی لمحے ٹائیگر نے ایک بڑا سا پتھر اٹھایا اور اس کے سر پر زور سے دسے مارا۔ اور اس غیر ملکی کی کھوپڑی پکچ گئی۔ ٹائیگر نے جھک کر اسے ٹانگوں سے پکڑا اور کھٹیتا ہوا ایک اور چٹان کی اوٹ میں لے گیا تاکہ دور سے اس کی لاش کسی کو نظر نہ آئے۔ لیکن اس چٹان پر

کال کیج کر لینے کے باوجود مجرم اتنی آسانی سے اس پر قابو نہ پاسکیں۔ چنانچہ پہلے ہی سے اس نے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں موجود ایک چوڑا مگر خاصا طویل اور ریشہ کار ٹرانسمیٹر بائرن نکالا اور اس کا ٹیبلٹ کر کے ایک ٹیبلٹ فریکوئنسی سیٹ کرنے کے لئے ٹاب کھنڈا لگا۔ اور اچھی وہ فریکوئنسی پوری طرح ایڈجسٹ نہ کر پایا تھا کہ اچانک ٹرانسمیٹر سے ٹوٹ ٹوٹ کی آوازیں نکلنے لگیں تو وہ تیزی طرح چونک پڑا۔ اس نے ڈائل پر دیکھا تو سمیٹوں کی ایڈجسٹمنٹ اچھنی بند ہو چکی۔ ٹائیگر نے اس کی فریکوئنسی کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مین دیا تو ٹرانسمیٹر سے ایک آواز نکلنے لگی۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ ٹائیک باس انڈنگ یو۔ اور“ ایک اور آواز ابھری اور ٹائیگر نے ہونٹ پیچھ لئے۔ اور اس کے بعد ان دونوں کے درمیان ہونے والی گفتگو سن کر اس کی آنکھیں چمک اٹھیں کیونکہ اسے معلوم ہو گیا تھا کہ صدیقی اور تنویر اسی زمانہ میں۔ البتہ اب ان گولیوں سے چھپتی کرنے کے احکامات دیتے جا رہے تھے۔

اس نے یہ سنتے ہی بلدی سے ٹرانسمیٹر آف کر کے جیب میں ڈالا۔ اس نے باقی گفتگو سننے پر وقت صرف کرنا اسے شائع کرنے کے مترادف سمجھا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ کال ختم ہونے ہی تنویر اور صدیقی دونوں کو گولیوں سے اڑا دیا جائے گا اور وہ اب قری طور پر کھنڈرات میں پتہ پنا چاہتا تھا۔

اس نے جیسے ہی قدم رکھا۔ چٹان پہن سی گئی اور اسٹ کے ساتھ مندرجہ
کے ڈھکن کی طرح اوپر اٹھتی چلی گئی۔ اور ٹائیگر چونک پڑا۔ یہ ایک
سنگ سی تھی۔ اور ٹائیگر اس نے چونکا تھا کہ اس کے ذہن میں تصور
بھی نہ تھا کہ یہاں کھنڈرات میں جانے کے لئے کوئی سنگ بھی ہو سکتی
ہے۔ اس نے جلدی سے لاش کو ایک طرف چھینکا اور پھر مٹین گن
اٹھاتے وہ اس سنگ میں گھسن گیا۔

اس کے اندر جاتے ہی اس کے عقب میں سنگ بند ہو گئی۔ لیکن
اس کے ساتھ ہی سنگ میں بھی سی روشنی پھیل گئی۔ یہ سنگ سنائی
ہم عقوں سے بنائی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ ٹائیگر نے اپنی رفتار
تیز کر دی اور اسی لمحے اسے احساس ہوا کہ کہیں قریب ہی کوئی مبارک
مشین چل رہی ہے۔ کیونکہ سنگ میں آتے جلی جلی دھکم دھس
ہو رہی تھی۔ وہ تیراں رہ گیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی
رفتار اور زیادہ بڑھا دی۔

سنگ کافی طولی تھی۔ اور پھر آخرت میں ایک چٹان پر ہوا۔ ٹائیگر
جیسے ہی اس چٹان کے قریب پہنچا تو وہ چٹان خود بخود ایک سائڈ میں
ہٹ گئی اور ٹائیگر احتیاط سے اندر داخل ہو گیا۔ اب وہ ایک چھوٹے
سے کمرے میں موجود تھا۔ یہ کمرہ اپنی ساخت کے لحاظ سے یقیناً تیرا
تھا۔ اس کا دوسری طرف ایک عمدہ دروازہ تھا۔ وہ آہستہ سے
دروازے کی طرف بڑھا تو اسے کسی کے باتیں کرنے کی آواز سنائی
دی۔ وہ دروازے کے قریب ہی رک گیا۔

باس ان کے متعلق فیصلہ نہیں کر رہا۔ یا تو ان کی گولیاں نکالی

جائیں۔ یا پھر انہیں گولیوں سے چھلنی کر دیا جائے۔ اس طرح تو
بے چارے سنگ سنگ کر ہی مر جائے گا۔ ایک بھاری
داز نکلا۔

سورسکا ہے۔ باس ٹاسک چیف باس سے ہدایت لے رہا ہو۔
اب دوسری آواز سنائی دی۔

میرا خیال ہے کہ میں جا کر معلوم کروں۔ تم خیال رکھنا۔ پہلی
آواز نکلا۔

یہاں کس نے آنا ہے۔ ان کی حالت تو مردوں سے بھی بدتر ہے۔
دوسری آواز سنائی دی اور پھر ایک دروازہ کھلنے اور پھر بند ہونے کی
آوازیں سنائی دیں تو ٹائیگر سمجھ گیا کہ وہ درست جگہ پر پہنچ گیا ہے۔

دھڑ دھڑا کرے میں تنور اور صدیقی پڑے ہوئے تھے۔ لیکن اب
ایک سورج رات تھا کہ اس کا آئندہ اقدام کیا ہونا چاہیے۔ ان دونوں کی
حالت بے حد خراب تھی۔ انہیں فوری طبی امداد کی ضرورت تھی اور
ان دونوں کو اس حالت میں اٹھا کر ایکلا اپنی کمرنگ نہ جاسکتا تھا
نرمیاں سے انتہائی دور فیر سے میں کھڑی تھی۔

ابھی وہ یہی سوچ رہا تھا کہ اسے ایک بار پھر دروازہ کھلنے کی آواز
سنائی دی اور وہ چونک پڑا۔

باس خود آ رہا ہے۔ روشید رہو۔ دوسری آواز سنائی
دی اور ٹائیگر سمجھ گیا کہ ٹاسک، تنور اور صدیقی گولیوں سے چھلنی
کرنے آ رہا ہے۔ اس نے اپنے سامنے موجود دروازے پر ہلکا سا دباؤ
ڈالا تو دروازہ اسے کھلا ہوا محسوس ہوا۔ چنانچہ وہ رک گیا اب اسے

اظہار کیا تھا کہ وہ کسی بھی وقت دروازہ اچانک کھول کر ان پر نازل کر سکتا ہے۔

اسی لمحے دروازہ کھٹکا اور ایک آدمی کے اندر آنے کی آواز سنائی دی۔

سنو! — چیف باس نے عادت کی بے کراں دونوں گولیوں سے چھپتی کر کے ان کی لاشیں بندوگین میں ڈال کر شہر کے کسی چوڑے

پر پھینک دی جائیں تاکہ ان کے ساتھیوں کو یہ اندازہ نہ ہو سکے کہ انہیں یہاں کھنڈرات میں ہلاک کیا گیا ہے۔

آواز سنائی دی۔ یہ آواز اس نے ڈائمنڈ پرستی سمجھی۔

باس! — انہیں گولیوں سے چھپتی کر کے کی ضرورت ہی نہیں۔ یہ تو ویسے ہی مر رہے ہیں۔ اور شہر پہنچتے تک تو یہ لازماً ختم ہو جائیں گے۔

بھاری آواز نے کہا۔

منہیں! — باس کی ہدایات پر پوری طرح عمل ہونا چاہیے۔

ٹانک کی آواز سنائی دی۔

باس! — ایک پہلو اور بھی ہے۔ یہاں اس کمرے میں تو خاصا بارود موجود ہے۔ یہاں گولیاں چلانے سے رسک بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ ایسا ہے کہ ہم ان دونوں کو اچھا کر سگم تھری ہے

باہر مہاڑی کرے جائیں اور دونوں انہیں گولیوں سے چھپتی کر کے دھجک میں ڈال کر شہر لے جائیں اور ان کی لاشیں پھینک آئیں۔

بھاری آواز نے کہا۔

ٹھیک ہے۔ اسی طرح کر لو۔ اس میں بھی کوئی ہرج نہیں

ہے۔ ٹانک نے جواب دیا اور پھر اس کے قدموں کی باہر جاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

بلک! — تم جا کر دھجک لے کر عقبی طرف آؤ۔ میں انہیں اچھا کر سگم سے باہر لے جاؤں گا۔

بلک! — لیکن تمہارا وہ بون کو کیسے اچھا کر لے جاؤ گے۔ بلک

نے جواب دیا۔

میں دو ٹیکر لگاؤں گا۔ ٹیکر نہ کرو۔ تم دھجک لے آؤ۔ منہیں

بڑک لیا ٹیکر کا شاپرے گا اس لئے اگر تم میرے ساتھ ایک کو اچھا کر

باہر لے گئے تو پھر کافی دیر مری جائے گی۔

بھاری آواز والے نے جواب دیا۔

ٹھیک ہے۔ بلک کی آواز سنائی دی اور ایک بار پھر قدموں

کی اور دروازہ کھٹنے اور بند ہونے کی آواز سنائی دی۔

تو ٹانک بیکر تیزی سے واپس پٹکا اور دھجک چٹان کر اس کے سر سگم میں پہنچا

اور پھر بے تحاشا دوڑا تاکہ اس کے برونی سرے کی طرف بڑھ گیا۔

سگم سے باہر نکل کر وہ ایک چٹان کے قریب چھپ کر بیٹھ گیا۔

آخر بات آخر منٹ بعد سگم کا دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک

جاری جسم کا آدمی باہر آیا تو ٹانک بیکر یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس نے

نور اور صدیقی دونوں کو بیک وقت دونوں کا بدنوں پر لا دیا تھا۔

حالانکہ تیز اور صدیقی دونوں خاصے مٹھوس جسم کے مالک تھے اس

لئے اس بھاری آواز اور بھاری بدن والے نے واقعی جہت سے

کام لیا تھا۔ وزن اٹھانے کی وجہ سے وہ بڑی طرح ہانپ رہا تھا۔

اس نے باہر نکلتے ہی جھک کر ان دونوں کو چٹان پر چھینکے اور
سانسہ چٹان پر بیچ کر سانس برابر کرنے لگا۔
ٹھانگیر بلی کی طرح پیچھے کی طرف سٹٹا اور پھر خرگوش کی طرح
چٹانوں میں بچوں کے بل چھینکنا ہوا وہ اس کے عقب میں آئے
وہ فائر نہ کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اس طرح ادھر ادھر کوئی اگر گزرا
ہوں گے تو وہ ہونک سکتے تھے۔ یا پھر بلیک ہی جوش نہ دیں۔
کر آ رہا ہوگا چونک پڑے گا۔

جیسے ہی ٹھانگیر عقب میں پہنچا۔ وہ بھاری بدن والا اٹھا وہ
اس نے کانڈھے سے ٹین گن اُٹار کر تنویر اور صدیقی کی طرف ہدم
کرے لگا۔ ٹھانگیر ابھی کافی فاصلے پر تھا اور اس سے اندازہ لگانا
اگر وہ اس جھلک لگاتا ہے تو یہ اس سے پہلے ہی تنویر اور صدیقی
دونوں کا خاتمہ کر دے گا۔ اس نے اس نے جلدی سے اپنی ٹین
گن سیدھی کی اور تیزی سے ٹریگر دبا دیا۔ ایک نور وار دھماکہ ہوا وہ
اس کے ساتھ ہی وہ بھاری بدن والا بغیر چیخے اچھل کر پہلو کے
بل چٹانوں پر گرا اور پھر لٹکتا ہوا پسے گرتا گیا۔ پھر ایک آگے لپکا
بڑی چٹان کے ساتھ اس کا جسم ٹکرا کر گر گیا۔ اس کے ہاتھ سے ٹین
گن وین گر پڑی تھی۔

ٹھانگیر تیزی سے آگے بڑھا۔ اس نے اس کی کھوپڑی کا نشانہ لا
تھا اور اس کا نشانہ درست بیٹھا تھا۔ گولیوں نے اس کی کھوپڑی کو
ریزہ ریزہ کر دیا تھا۔ اد اب اس کی لاش بغیر کھوپڑی کے چٹانوں
میں پڑی تھی۔ ٹھانگیر دوڑتا ہوا اس کے متروہ جسم کی طرف بڑھا اور

نے جلدی سے آگے گھسٹ کر ایک بڑی سی چٹان کی اوٹ میں
ڈال دیا۔ تاکہ وہ گین کے کراسے ہوتے بلیک کو اس کی لاشس نظر نہ
آسکے۔ اس کے بعد ٹھانگیر نے پہاڑی سے نیچے ایک بانچہ سی سرگ
کی طرف دیکھا تو اسے کوئی وگین وغیرہ نظر نہ آئی۔

تنویر اور صدیقی کی حالت دیکھ کر ہی معلوم ہو رہا تھا کہ ان دونوں
کی حالت خاصی خراب ہے۔ اور گندے والا ہر لمحہ انہیں زندہ کی سے
دور لے جا رہا ہے۔ اس نے ٹھانگیر نے وگین کے آنے اور پھر
بلیک کے اور چٹان تک آنے اور انہیں وگین تک نیچے جانے
میں وقت ضائع کرنا مناسب نہ سمجھا۔ اس نے اپنی مشین گن بغل
سے لٹکائی اور پھر جھاک کر اس نے تنویر کو اٹھایا اور کانڈھے پر
ڈال کر پہاڑی سے نیچے اترنے لگا۔

چونکہ اس نے پہاڑی سے نیچے اترنا تھا اس لئے وہ دونوں کو
بلیک وقت نہ اٹھا سکتا تھا۔ تیزی سے پہاڑی سے نیچے اترتے
ہوتے وہ کئی بار پھسلے پھسلتے بچا۔

اور پھر سرک کے قریب پہنچ کر اس نے ایک چٹان کی اوٹ
میں تنویر کو اس طرح لٹا دیا کہ وہ دُور سے دیکھا نہ پاسکے۔ اور پھر
ٹھانگیر وہاں تیزی سے پہاڑی پر چڑھنے لگا۔ وہ بار بار پیچھے مڑ
کر دیکھ رہا تھا کہ کہیں بلیک وگین لے کر نہ پہنچ جائے لیکن شائد
فاصلہ کافی زیادہ تھا اس لئے بلیک ابھی تک نہ پہنچا تھا۔ اور
شائد اس بھاری بدن والے آدمی پر فائر کرنے کا رد عمل اس لئے
ظاہر نہ ہوا تھا کہ سب نے یہی سوچا ہوگا کہ اس بھاری بدن والے

نے تنویر اور صدیقی دونوں پر غائر کھولا ہے۔

تھوڑی دیر بعد ٹائیگر صدیقی کو کانڈے پر لا دو کر نیچے پہنچ گیا۔ اور پھر اس نے جیسے ہی چٹان کی اوٹ میں صدیقی کو لٹایا اسے دور سے ایک خاکی رنگ کی بڑی سی جھپٹ نما ویگن تیزی سے آتی دکھائی دی۔ اس کو دیکھ کر ٹائیگر خود بھی اسی چٹان کے پیچھے چھپ گیا تاکہ بلیک اسے دیکھ نہ سکے۔ مبین گن اس نے ہاتھ میں لے لی تھی۔

ویگن خاصی تیز رفتاری سے اس سڑک پر دوڑتی اور ہچکچاہٹ لکھاتی ہوئی قریب آتی گئی۔ اور پھر وہ عین اسی جگہ آ کر رکی جہاں قریب ہی بڑی سی چٹان کے پیچھے ٹائیگر، تنویر اور صدیقی کے ساتھ ہی چھپا ہوا تھا۔

ویگن کے رکتے ہی ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھلا اور ایک پھر رے بدن کا نو جوان ویگن سے باہر نکلا۔ اس نے ایک لمبے کے لئے منہ اٹھا کر اوپر مہاڑی کی طرف دیکھا۔ وہ شاید اس جہاں بدن والے کو دیکھ رہا تھا جو تنویر اور صدیقی دونوں کو بلیک وقت اٹھا کر سڑک سے باہر لایا تھا اور پھر ٹائیگر کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ مگر جب وہ اسے نظر نہ آیا تو وہ کندھے جھٹکنا ہوا تیزی سے پہاڑی پر چڑھنے لگا۔

جب وہ کافی اوپر چڑھ گیا تو ٹائیگر نے مبین گن کا رخ اس کی طرف کیا اور اس کی کھوپڑی کا نشانہ لے کر اس کے ٹریگر دبا دیا۔ ایک بار پھر دھماکا ہوا اور اوپر چڑھتا ہوا بلیک اچھل کر منہ کے بل نیچے

لا اور پھر اس کی لاش بھی لوٹھکتی ہوئی چٹانوں سے نیچے گرے لگی۔ اور پھر بھاری بدن والے کی طرح اس کا مردہ جسم بھی ایک چٹان سے ایک کرڑک گیا۔

ٹائیگر تیزی سے چٹان کے پیچھے سے نکلا اور اس نے آگے بڑھ کر ویگن کا پھلدار دروازہ کھولا اور پھر اس نے انتہائی ہمتی سے کام لینے ہوئے تنویر اور صدیقی کو باری باری ویگن میں منتقل کیا اور پھر دروازہ بند کر دیا۔ اور پھر خود اس نے ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولا اور اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ دوسرے لمحے اس نے ویگن کو انتہائی تیز رفتاری سے تنگ جگہ ہونے کے باوجود انتہائی مہارت سے موڑا اور پھر اسے خاصی رفتار سے واپس اوڑھنے لگا۔

پہاڑی کے پیچھے سے لمبا چکر کاٹ کر جب وہ کھنڈرات کے سامنے کے حصے میں آیا تو اچانک ویگن کے ڈرائیونگ کے نیچے سے ٹوں کی آوازیں سننے لگیں۔ ٹائیگر جھپٹ پڑا۔ اس کے ذہن میں پہلا خیال یہی آیا کہ بلیک اور اس بھاری بدن والے کی لاشیں ٹریس ہو گئی ہوں گی اس لئے کال کی جارہی ہے۔ لیکن دوسرے لمحے اس سے یہ خیال جھٹک دیا کیونکہ ٹریس بات ہوئی تو وہ کال کر کے کی بجائے براہ راست ویگن کو ہی ہٹ کر دیتے۔ اس نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر ٹرائنر پر کاہن آن کر دیا۔

”نیس بلیک اٹھنگ یو۔ اور“ ٹائیگر نے بلیک کی آواز ملنے سے نکلتے ہوئے کہا۔

کیٹی سپیکنگ! — ان دونوں کے جسم گولیوں سے چھینک
 دیتے ہیں۔ اور —؟ ایک سوت سی آواز سنا دئی۔
 "لیس ہاس۔ اور —؟" ٹائیگر نے اس کے بچے سے ہی کہ
 لیا تھا کہ وہ کوئی سپیکنگ ہاس ٹائپ چیز ہے۔
 ٹھیک ہے! — کیا روگرت ہمارے ساتھ جا رہا ہے۔ کیونکہ وہ
 ٹیک والپس نہیں آیا۔ اور —؟ کیٹی نے اس بار تدریس سے غصہ نہ
 میں پوچھا۔

لیس ہاس — ٹائیگر نے منہ جواب میں ہی عافیت سمجھی۔
 اور کہے! — انہیں کسی جگہ پر چھٹیک کر تم نے والپس نہیں آیا
 جگر پرائسٹ زیرو ٹو پر رپورٹ کرتی ہے۔ اور اینڈ آل —
 کیٹی نے کہا اور بغیر جواب لئے اس نے رابطہ ختم کر دیا۔
 ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیا اور ویجین کی رفتار تیز کر دی۔
 سے اس نے انہیں لے کر سیدھا ہسپتال پہنچا تھا اور اس کے
 انجین کو رپورٹ کرتی تھی۔

تم کچھ پریشان لگ رہے ہو طاہر — عمران نے آپریشن روم
 میں داخل ہوتے ہوئے سامنے بیٹھے بلیک زیرو کو دیکھ کر کہا۔ عمران
 کے سر اور جسم پر ابھی تک پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ لیکن اس کے
 چہرے سے معلوم نہ ہو رہا تھا کہ وہ خاصا زخمی ہوا ہے۔ وہ ہسپتال
 سے سیدھا وائٹ کٹرل آرٹھ تھا۔
 آپ کو ابھی آرام کرنا چاہیے تھا۔ بلیک زیرو نے چمک

کر جواب دیا۔
 "لیس کر لیا آرام — کیا بات ہے — تم الجھے ہوئے کیوں ہو؟
 عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔
 میں تیز اور صدیقی کی طرف سے متفکر ہوں — انکی طرف
 سے کوئی رپورٹ وغیرہ نہیں آئی — اور نہ ہی ٹائیگر نے کوئی رپورٹ
 دی ہے۔ — بلیک زیرو نے کہا۔

بیک زیرو نے کہا۔ کتنی دیر سوتی ہے انہیں
وہاں گئے سوتے۔ —؟ عمران نے پوچھا۔

تقریباً ایک گھنٹہ ہونے والا ہے۔ اب میں سوچ رہا تھا
کہ خود ان کے پیچھے جاؤں۔ میں نے ٹرانسپیر کالی کر کے کا سوچا
تھا۔ لیکن پھر ترک کیا کہ نہ جانے وہ کسی پوزیشن میں ہوں۔ اس لئے ترک
کیا۔ بیک زیرو نے کہا۔

اوہ! — اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ شدید خطرے میں ہوں گے
مجھے خود جانا پڑے گا۔ عمران نے ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھتے
ہوتے کہا۔

لیکن آپ تو زخمی ہیں۔ بیک زیرو نے گھبرا کر پوچھا۔
ظاہر ہے میرے آدمی موت کے منہ میں ہوں اور میں یہاں بیٹھا
اپنے زخم دیکھتا رہوں۔ جو کیا کرنا کرانے کے بعد نہیں خود سیدھا
وہاں جانا چاہئے تھا۔ عمران نے انتہائی سرورہجے میں کہا اور

بیک زیرو نے بے اختیار منہ جھکا لیا۔
اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران
نے جلدی سے رسیور اٹھا لیا۔

ایکٹو۔ عمران نے انتہائی سرورہجے میں کہا۔
ہائیگر بول رہا ہوں سر۔ دوسری طرف سے ہائیگر کی آواز
سنائی دی اور عمران کی پیشانی پر شکنیں ابھر آئیں۔
کیا رپورٹ ہے۔؟ عمران نے تیز لہجے میں پوچھا۔

تمویر۔ مدد یقینی اور ہائیگر۔ کیا مطلب۔ کہاں گئے ہیں اور
عمران نے چونک کر پوچھا۔ کیونکہ اسے یہ بتانی جانے کے بعد ابھی تک
صرف اتنی رپورٹ ملی تھی کہ جویا کو چھڑا لیا گیا۔ باقی اسے کسی چیز کا علم
نہیں تھا۔
میں نے انہیں گرو باؤس کے گھنڈرات میں بھیجا ہے۔ بیک زیرو
نے کہا۔

گرو باؤس کے گھنڈرات میں۔ — وہ کیوں؟ — عمران نے
مزید پوچھتے ہوئے پوچھا۔

اور جواب میں بیک زیرو نے جویا کی سسپینس فبر پر کال آنے سے
لے کر اسے چھڑانے اور بیٹی کو اغوا کر کے لے آنے۔ اور اوپر
مدد یقینی کو عمران کے میک آپ میں گھنڈرات پر جیسے تک ساری روٹیاں
تفصیل سے سادی اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ اس نے جویا کو فوری
آتش دیا موت سے بچانے کے لئے انہیں گھنڈرات کی طرف بھیجا ہے۔

اوہ! — تم نے فیصلہ تو درست کیا ہے۔ لیکن وہ ٹرک
تو پوری طرح وہاں تیار ہوں گے۔ اور زور کی عادت کو تو تم
جانتے ہو کہ وہ ڈائریکٹ ایکشن کو قائل ہے۔ عمران نے
پریشانی سے سوتے ہوئے کہا۔

میں خود ان کی نگرانی کے لئے جاؤں۔ لیکن جویا کا مسدود مکان
میں تھا۔ اور وہ بیٹی بھی یہاں پھنسے ہی ہلاک ہو گیا۔ جب میں
جویا کو لے کر واپس پہنچا تو زراہہ خان بہہ جانے کی وجہ سے وہ
ختم ہو چکا تھا۔ غار تو اسے گیسٹ روم میں ڈال کر پھلایا تھا۔

ٹھیک ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ تم ہمیں ہسپتال میں درو
ن عمران سے بات کرتا ہوں۔ جو سکتا ہے کہ وہ تمہیں کوئی مزید
بات دے۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس
نے آتے بھاگ کر کمریل دیا دیا۔

ہسپتال کے خبر ڈال کرو۔ تمہارا درو صدیقی شدید زخمی میں ہیں
ان سے متعلق تفصیلی رپورٹ لے لوں۔ ٹیک زیرو سے عمران
نے مخاطب ہو کر کہا اور ٹیک زیرو نے جلدی سے اسپتال کے
خبر ڈال کرنے شروع کر دیے۔

لیس ڈاکٹر اسلم سینکینگ۔ رابطہ ہوتے ہی ڈاکٹر اسلم کی
آواز سنائی دی۔

ایکٹو۔ عمران نے قصوں بچے میں کہا۔

اوہ لیس سر۔ ڈاکٹر اسلم کا لہجہ کھینچت ہو جانہ ہو گیا۔

تمہارا درو صدیقی کی کیا پوزیشن ہے؟ عمران نے

بات بچے میں پوچھا۔

ڈاکٹر رحمان اور ڈاکٹر زلفی نے ان کے آپریشن کئے ہیں۔ وہ

حالاً خطرے میں ہیں۔ لیکن امید ہے کہ ٹھیک ہو جائیں گے۔

ڈاکٹر اسلم نے جواب دیا۔

ڈاکٹر رحمان سے بات کرو۔ عمران نے ہنسنے بھینچنے ہوئے

کہا۔

لیس سر۔ ہولڈ آن کریں سر۔ ڈاکٹر اسلم نے کہا اور چہرہ

بندھنوں بعد ڈاکٹر رحمان کی مجاری آواز سنائی دی۔

سر۔ تمہارا درو صدیقی شدید زخمی ہو گئے تھے بلکہ اب بھی
میں۔ میں نے آپہنیں ہسپتال پہنچا دیا ہے۔ ڈاکٹر انہیں
آپریشن تھیں میں لے گئے ہیں اور میں آپ کو فون کر رہا ہوں۔
ٹائیگر نے کہا۔

تفصیل بتاؤ۔ ہو کیا؟ عمران نے انتہائی کڑخت

لہجے میں پوچھا اور جواب میں ٹائیگر نے کھنڈرات میں پیش آنے

والی تمام تفصیلات بتا دیں اور جیسے جیسے تفصیلات عمران کے

کانوں میں پڑتی رہیں اس کی پیشانی پر شکنوں کا جال چھین چلا گیا۔

تمہارا مطلب ہے کہ وہ گرد و باء مصنوعی تھے۔ عمران

نے پوچھا۔

لیس سر۔ اس کا مجھے یقین ہے۔ کیونکہ اگر وہ مصنوعی نہ

ہوتے تو ان کے علاوہ بھی پیدا ہوتے۔ وہ تو صرف اسی وقت

پیدا ہوتے۔ جب انہوں نے کار اور صدیقی کو مار گڑے بنایا۔ اور

سر۔ اس سڑک میں جلتے ہوتے ہیں کسی مشین کے چلنے

کی وجہ سے جو محسوس کی تھی۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

ہونہ۔ ٹھیک ہے۔ میں چیک کر لوں گا۔ تم نے

واقعی انتہائی ذہانت اور بہادری سے کام لیا ہے۔ میں عمران سے

تمہاری تعریف کروں گا۔ عمران نے ایکٹو کے لہجے میں کہا۔

یہ میرا فرض تھا جناب!۔ ویسے مجھے اخوس سے کہیں ایسی

پوزیشن میں تھا کہ تمہارا درو صدیقی کو زخمی ہونے سے نہ بچا سکا

ٹائیگر نے جواب دیا۔

زندہ رہنا ہے۔ سمجھے۔ عمران نے انتہائی سر دلیس میں کہا۔
 سر۔ ہمیں احساس ہے۔ ہم پوری کوشش کر رہے ہیں۔
 ڈاکٹر رحمان نے جواب دیا۔

تم ایک اچھے ڈاکٹر ہو۔ اس لئے تمہیں آخری بار کہہ رہا ہوں کہ
 آئندہ میرے سامنے کوشش کا لفظ دوبارہ منہ سے نہ نکالنا۔ میں
 لفظ کوشش کو ناکامی کے معنوں میں لیتا ہوں۔ اور ناکامی کے لفظ
 سے مجھے الرج ہے۔ انہیں زندہ رہنا ہے، ہر صورت میں اور
 برقیات پر۔ تم دونوں نے اس وقت تک ان کے قریب سے
 نہیں ملنا۔ جب تک وہ مکمل طور پر خطرے سے باہر نہ ہو جائیں۔
 عمران کا بوجہ انتہائی سخت ہو گیا تھا۔

ٹھیک ہے سر۔ میں سمجھ گیا سر۔ یہ انشاء اللہ زندہ رہیں
 گے سر۔ ڈاکٹر رحمان نے یہی بولے بعد میں کہا اور عمران نے
 ریسور رکھ دیا۔

یہ اچھا لگتا ہے۔ ایک ایک کر کے ساری ٹیم ہسپتال پہنچتی
 جا رہی ہے۔ عمران نے ریسور رکھنے ہی سر دلیس میں کہا۔
 میرے خیال میں میں ان کھنڈرات پر رتہ کرنا چاہیے۔
 بلک زبر مرنے کہا۔

وہ کریں گے۔ فی الحال مسئلہ اس ڈک کو ٹرائس کرنے کا ہے
 اس کی یہ عادت اُسے بچاتے ہوئے ہے کہ وہ بے شمار ٹھکانے بناتے
 ہوتے ہے۔ اور کسی بھی ٹھکانے پر نہ مستقل طور پر خود رہتا ہے
 اور نہ زیادہ آدمی رکھتا ہے۔ اور ٹائیگر کے مطابق وہ کھنڈرات

میں سر۔ میں رحمان بول رہا ہوں سر۔ ڈاکٹر رحمان کا
 بھی موڈ باندھا تھا۔

تنویر اور صدیقی کی درحقیقت کیا پوزیشن ہے۔ عمران نے پوچھا۔
 سر۔ میں نے صدیقی صاحب کا آپریشن کیا ہے جو عمران
 صاحب کے ایک آپ میں تھا۔ لیکن نے آئے والے نے مجھے بتا دیا تھا
 کہ وہ صدیقی صاحب ہیں۔ ان کو گولی پہلو میں لگی ہے جس نے
 اچھا خاصا کلیں غراب کر دیا۔ اس کے علاوہ ان کا حرن بھی بہت
 بچکا تھا۔ اور اگر آٹھ دس منٹ وہ مزید نہ پہنچتے تو پھر ان کی
 بچنے کا ایک فیصد بھی چانس نہ ہوتا۔ بہر حال ایئر جیسی طو
 صورت حال کو سنبھالنے کی کوشش کی گئی ہے۔ آپریشن کر
 گولی نکال لی گئی ہے۔ خون بھی دے دیا گیا ہے۔ اب
 طور پر تو صورت حال سنبھل گئی ہے۔ لیکن ابھی وہ پوری حالت
 خطرے سے باہر نہیں ہیں۔ باقی ڈاکٹر زلفی نے تنویر صاحب
 کا آپریشن کیا ہے۔ انہیں گولی سینے میں لگی ہے اور ان کی ریڑھ کا
 ہڈی کے کئی مہرے بھی اپنی جگہ سے کھسک گئے۔ کئی ہڈیاں
 بھی ٹوٹ گئی ہیں۔ ان کا آپریشن کامیاب رہا ہے۔ ڈاکٹر زلفی نے
 بے حد محنت کی ہے۔ تنویر صاحب کی حالت تو صدیقی صاحب سے
 بھی زیادہ خطرناک تھی۔ لیکن وہ اب ستر صدیقی کی نسبت کم خطرے
 میں ہیں۔ لیکن فی الحال پوری طرح خطرے سے باہر نہیں ہیں۔
 ڈاکٹر رحمان نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

سنو ڈاکٹر۔ یہ میڈی ٹیم کے ممبر ہیں اور انہیں ہر صورت میں

میں ہی نہ تھا۔ وہاں ہاں کوئی ٹاسک تھا۔ عمران نے کہا۔
 اور پھر سوراٹھا کر اس نے بڑ گھٹائے شروع کر دیے۔
 ڈاکٹر اسلم۔ چند لمحوں بعد ڈاکٹر اسلم کی دوبارہ آواز سنائی دئی
 ڈاکٹر اسلم! میں عمران بول رہا ہوں۔ یہاں ہسپتال میں
 ٹائیکر ہوگا۔ اسے جانتے ہو نا۔ عمران نے اس بار اپنے
 اصل آواز میں کہا۔
 بالکل عمران صاحب! اچھی طرح جانا ہوں اور اس وقت
 وہ میرے پاس ہی بیٹھے ہیں۔ بات کیجئے۔ ڈاکٹر اسلم
 ہنستے ہوئے جواب دیا۔
 یس ٹائیکر سیکنگ۔ چند لمحوں بعد ٹائیکر کی آواز سنائی
 پر اُٹھ بی۔
 یار ٹائیکر! ابھی ابھی ایکٹو نے مجھے تہاری کہانی سنائی
 ہے۔ تم نے تو کمال کر دیا ہے۔ تنبور اور صدیقی کو واقعی
 موت کے منہ سے نکال لاتے ہو۔ ویری گڈ۔ عمران
 نے جان بوجھ کر اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔
 عمران صاحب! آپ کی اس تعریف سے میری محنت
 وصول ہوگئی ہے۔ ٹائیکر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس
 کے ہلچے میں بے پناہ مسرت تھی۔
 یہ خالی ٹولی وصولی سے بات نہیں چلے گی۔ مٹھائی کھانی
 پڑے گی۔ ان یہ بتاؤ کہ وہ ویگن کہاں ہے جس پر تم تنبور
 اور صدیقی دونوں کو ہسپتال لے آئے تھے۔ عمران نے مسکرتے

ہئے کہا۔
 ۔ دیکھیں۔ سر وہ ہسپتال کی پارکنگ میں موجود ہے۔
 بلکہ چوہکتے ہوئے ہلچے میں کہا۔
 سنو! تم نے اب ایسا کرنا ہے کہ اس ویگن کو لے کر شہر
 بن گھومنا ہے۔ مجرموں کو لازماً اپنے آدمیوں کی جہنمیں تم
 نے ہڈیاں کیا ہے۔ رالیشین بل گئی ہوں گی۔ اور صورت حال کا
 ی علم ہو گیا ہوگا۔ اس نے اب وہ لوگ اس ویگن کو تلاش
 رہیں گے۔ اور نظر آجے کہ انہوں نے سب سے پہلے ہسپتالوں
 میں ویگن کو ٹریس کرنا ہے۔ میں اور سیکرٹ سروس کے باقی
 افراد تہاری نگرانی کریں گے۔ اگر وہ لوگ تم سے ٹکرائیں
 اور تمہیں اعزاز کے لئے جانا جائیں تو معمولی سی جدوجہد کے بعد
 تم ہتھیار ڈال دینا۔ اب میں اس معاملے کو ختم کرنا چاہتا
 ہوں۔ ورنہ اگر سیکرٹ سروس کے ممبران کی ہسپتال جانے کی
 بہی زہار رہی تو ایکٹو کو بھی شاید اس بار ہسپتال کے بستروں پر لیٹنا
 پڑے۔ عمران نے سانسے بیٹھے بلیک زبرو کی طرف دیکھتے
 ہوئے کہا اور بلیک زبرو مسکرا دیا۔
 عمران صاحب! کیوں نہ ان کھنڈرات پر ریڈ کیا جائے۔
 ٹائیکر نے کہا۔
 اب وہاں جا کر آثار قدیمہ کی ہی ریسرچ ہو سکتی ہے۔ تمہارے
 ہاتھ کے علم میں آنے کے بعد وہ وہاں بیٹھے ہمارا انتظار کر رہے
 ہوں گے۔ عمران نے طنزیہ ہلچے میں کہا۔

”اودہاں عمران صاحب! ——— واقعی مجھے تو اس کا نہیں
 نہیں آیا تھا۔ ——— بہر حال ٹھیک ہے۔ ——— تو پھر میں وہ
 کے کمر شہر کی طرف چل چڑوں۔ ——— ٹائیگر نے شرمندہ سے
 میں کہا۔
 ”نہیں امی نہیں۔ ——— جب ہم سب وہاں پہنچ جائیں
 اور پھر میں تمہیں ٹرائسٹر پر کاشن دے دوں گا۔ ——— ایسا تو کوئی
 وہاں پہنچنے سے پہلے ہی وہ لوگ تم سے ٹکرا جائیں اور تمہیں
 کر کے لے جائیں۔ ——— پھر مجھے اخبار میں گمشدگی ٹائیگر کا اشت
 دینا پڑے۔ ——— اور ہو سکتا ہے کہ اشتہاد کے چھپتے ہی کوئی کر
 والے آدھکیں۔ ——— عمران نے کہا اور ٹائیگر بے اختیار اود
 آواز میں ہنس دیا۔

عمران نے ریور کرڈیل پر رکھ دیا۔
 ”اب کتنے ممبر اسپتال سے باہر ہیں؟ ——— بہ عمران نے
 مسکراتے ہوئے بلیک زیرو سے پوچھا۔
 ”نعمانی، خاور، جولیا اور میں؟ ——— بلیک زیرو نے جواب
 دیتے ہوئے کہا۔

”ابھی کافی ہیں۔ ——— تم الیا کو رو کر ان تینوں ممبروں کو کہہ دو کہ
 وہ میک آپ کے علیحدہ علیحدہ کارڈوں میں سپیشل ہسپتال پہنچ
 جائیں۔ ——— میں ان سے علیحدہ رہوں گا۔ ——— ٹرائسٹر اپنے
 پاس رکھیں۔ میں موقع پر انہیں گائیڈ کرتا رہوں گا۔ ——— عمران
 نے کہا۔

”لیکن عمران صاحب! ——— یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ
 ٹائیگر کو اعزاز کرنے کی بجائے ہم وغیرہ مار کر دھجک کر ہی اڑانے کی
 کوشش کریں۔ ——— بلیک زیرو نے کہا۔
 ”اڑانے کو تو وہ ٹنگا بھی اڑا سکتے ہیں۔ ——— اور ہونے کو تو اڑا
 بھی ہو سکتا ہے اور نہ ہی بھی۔ ——— اس سٹ پر اتنی بدلت سے
 بیٹھنے کے بعد بھی ابھی تک تم اسی ہونے اور کرنے کے پکڑ میں جھننے
 رہتے ہو۔ ——— یہ امکانات کا کھیل ہے پیارے بلیک زیرو۔
 عمران نے طنز پر لہجے میں کہا اور پھر آؤ کر ہاتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔
 اور بلیک زیرو نے ہنوت کاٹتے ہوئے ریور کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔

کار کرنے کہا۔ کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ اس بار ٹوک جیسا
خند سے دماغ کا آدمی بھی ٹوکھلا کر کرنی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

لیں بکس! انتہائی عجیب خبر ہے۔ ان دونوں کو
بہاڑی پر لے جا کر گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا۔ دو آدمی بلیک اور
روگر نے بندوگن میں ان کی لاشیں شہر لے جا کر چھپکنی تھیں وہ
لے گئے۔ کینٹی نے رائٹسٹر پر انہیں چپک کیا اور اس کی وین
کے اندر موجود بلیک سے بات بھی ہوئی۔ لیکن بعد میں پتہ
چلا کہ بلیک اور روگر دونوں کی لاشیں عقیقہ بہاڑی پر پڑی ہوئی تھیں
ان دونوں کی کھوپڑیوں کو مشین گن کی فائرنگ سے اڑا دیا گیا تھا۔
اس پر ٹامسک نے فوری طور پر بی۔ ون کو مکمل طور پر کمبو فلاح کر دیا ہے
اور پھر اس نے مجھے اطلاع دی ہے۔ کیونکہ آپ رائٹسٹر کال افسر
نکر رہے تھے۔ گارز نے تفصیل سے بتاتے ہوئے
جواب دیا۔

اوه! یہ بہت بُرا ہوا۔ بہت ہی بُرا۔ اس کا مطلب
ہے کہ کوئی تیرا آدمی وہاں موجود تھا جو اس قدر ہوشیار تھا کہ وہ بلیک
اور روگر دونوں کو ختم کر کے اپنے آدمیوں کو آسانی سے لے گیا اور جانڈ
یہ اہم ترین اڈہ بھی سامنے آگیا۔ اور اب مجھے شک ہے کہ وہ
دونوں بھی مارے گئے ہوں گے۔ وہ زندہ ہوں گے۔ اور یہ
بہت بُرا ہوا۔ بہت ہی بُرا۔ ٹوک نے کمری پر دھم سے
غیبتے ہوئے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑتے ہوئے کہا۔

دروازہ کھلنے کی آواز سننے ہی ٹوک نے ہونک کر سر اٹھا دیا
پھر گارز کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر اس کی آنکھوں میں آنسو
کے آنکار ابھر آئے۔

ہاں!۔ یعنی کی لاش ایک چوڑا بے پر پڑی ملی ہے۔ اس پر
بے پناہ خند دیکھا گیا ہے۔ گارز نے تیز لہجے میں کہا۔
اوه!۔ تو اس کا مطلب ہے کہ میرا نظریہ غلط تھا۔ بیٹی کا
واقعی اعزاز کیا گیا تھا۔ لیکن بیٹی کی لاش کا مطلب یہی ہے کہ لاش
کے باوجود اس نے کچھ نہیں بتایا۔ ٹوک نے اسی طرح خند سے
لہجے میں کہا۔ وہ واقعی انتہائی خند سے دماغ کا مجرم تھا۔

اور ہاں! ایک اور پریشان کن خبر بھی ہے۔ بیٹی روز
نے خبر دی ہے کہ کوئی نامعلوم آدمی عمران اور اس کے ساتھی کی لاشیں
اغوا کر کے لے گیا ہے۔ اور ہمارے دو آدمی ہلاک ہو گئے ہیں

اب میں خود اس سیکرٹ سرورس کو دیکھتا ہوں۔ اس نے مجھے خاصا تنگ کر لیا ہے۔ ڈک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور کارٹر تیزی سے آگے بڑھاتے لے گیا۔

مختلف سرورسوں سے گزرتے ہوئے وہ آگے بڑھا چلا جا رہا تھا کہ ایک ایک عمارت کے گیٹ سے اس نے ایک جیب ناولین کو باہر نکلتے دیکھا اور وہ چونک بڑا یہ دیکھ کر بی۔ وائی کے تئیبی کی تھی۔ لیکن ڈراہنگ سیٹ پر کوئی اور آدمی موجود تھا اور ڈک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کار کی رفتار آہستہ کر دی۔ وہ اس دیکھ کر حیرت میں جنرل ہسپتال جا رہا تھا لیکن دیکھ کر اسے راستے میں ہی لگتی تھی۔

دیکھ کر ہی اسی طوف آ رہی تھی جدھر ڈک کی کار کا رخ تھا اس لئے ڈک نے کار کی رفتار اور آہستہ کر دی۔ چند لمحوں بعد دیکھ کر اس کوئی مورتی آگے بڑھ گئی۔ ڈک نے کار اس کے پیچھے ایک مناسب فاصلہ رکھتے ہوئے حائل دی۔

اور پھر ایک چمک ٹشونے کے بعد اسے احساس ہوا کہ اس دیکھ کر گلی میں کوپرا کا فائل ریلے ہے۔ اس نے یمن کا ریں تو مارک کر لی تھیں۔ حالانکہ وہ تینوں انتہائی فاصلہ طائر میں گھمائی کر رہے تھے۔ لیکن چونکہ ڈک کی ساری عمر اسی قسم کے دھندوں میں گزری تھی اس لئے اس نے ان کاروں کو چمک کر لیا۔ ان میں سے ایک کار ایک مقامی لڑکی چوری تھی جب کہ دو کاروں میں مرد تھے۔ لڑکی کا چہرہ مہرہ دیکھ کر اسے شک گندہ تھا کہ یہ لڑکی وہی مونس جولیا نا

وہ پہلے والے کمرے میں پہنچا اور پھر وہاں سے راجداری سے ہوا عمارت کے برآمدے میں آ گیا۔ وہاں ایک مسلح شخص کھڑا ہوا اور جو ڈک کو دیکھتے ہی سیدھا ہو گیا۔

کوئی خیال رکھنا۔ اگر کوئی مشکوک آدمی نظر آئے تو لے لے ڈرا دینا۔ ڈک نے کہا اور تیزی سے برآمدے کے سامنے لگا۔ کار کا دروازہ کھول کر اس میں بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار

ڈک نے ذرا آگے بڑھا کر ایک سائینڈ کار روک دی اور پھر اس نے کار کے پیچھے بٹانہ دھکے اور پھر سائینڈ سیٹ کو اٹھا لیا۔ اس نے اس کے نیچے موجود باکس میں سے ایک پتیل نکالا اور اس پتیل سے اس نے ایک باریک سا ماسک کھینچا اور معدی اسے سر اور چہرے پر چڑھا کر اس نے کار کے بیک صر میں دو ہوتے اپنے چہرے کو دونوں ہاتھوں سے پتیل پٹا پٹا کر دیا۔ چند لمحوں بعد اس کی شکل مکمل طور پر بدل چکی تھی۔ ماسک کے ساتھ ایک وگ بھی جیساں تھی۔ اس نے وگ کو بھی ایڈجسٹ کیا اور اس کے بعد باکس کے پچھلے خانے سے اس نے ایک جوڑی نال اور چوتھے کمانگل تھی ساؤت کا ایک لپٹول نکالا اور اسے سامنے کے خانے میں رکھ کر اس نے باکس بند کر کے سیٹ سیدھی کر دی اور پھر بن دیا کہ اس نے کار کے پیچھے نال کر دیتے۔ اب اس چہرہ اور مکمل مکمل طور پر بدل چکی تھی۔ اور پھر اس نے کار آگے بڑھا دی۔

سے۔ لیکن چونکہ یہ سر لحاظ سے مقامی لنگ رہی تھی اس لئے وہ لنگ
 طرح کوئی فیصلہ نہ کر سکا تھا۔ اس نے جلدی سے ڈیش بورڈ کے
 لگا ہوا ایک چھوٹا سا نایک کھینچا جس کے ساتھ لمبے دار تار منسلک
 تھی۔ نایک کی سائیڈ میں لگا ہوا بٹن اس نے پریس کیا۔
 "ہیلو۔۔۔ ہیلو گارنر!۔۔۔ میں ون بول رہا ہوں۔ اور
 ڈوک کا لہجہ بدل گیا۔

"اوہ ٹیس سر۔۔۔ ہم وگن کو ٹریس کر رہے ہیں سر۔ اور
 دوسری طرف سے گارنر کی آواز سنائی دی۔
 "کہاں ٹریس کر رہے ہو۔ اور"۔۔۔ ڈوک نے سنجیدگی
 میں پوچھا۔

"سرا۔۔۔ جنرل ہسپتال دیکھ لیا ہے۔ ایک اور
 بھی چیک کیا ہے۔ لیکن ابھی تک وہ وگن نظر نہیں آئی۔
 اور"۔۔۔ گارنر نے کہا۔

"تم اس وقت کہاں ہو۔ اور"۔۔۔ ڈوک نے پوچھا۔
 "گلنگٹن روڈ پر سرا۔ اور"۔۔۔ گارنر نے جواب دینے
 ہوئے کہا۔
 "کتنے آدمی ہو۔ اور"۔۔۔ ڈوک نے پوچھا۔

"سرا۔۔۔ ہم چار ہیں۔ علیحدہ علیحدہ کاروں میں۔ اور
 گارنر نے جواب دیا۔

"اچھا سنو!۔۔۔ میں نے اس وگن کو ٹریس کر لیا ہے اور
 اس وگن کی باقاعدہ نگرانی ہو رہی ہے۔ تیس گھنٹیں اس کی

نگرانی کر رہی ہیں۔ ایک کار لوکی چلا رہی ہے یہ ایک مقامی
 روکی ہے۔ جب کہ دو کاروں کو مر وڈور ایڈوکر رہے ہیں۔

اس وقت یہ قافلہ اسپائن روڈ پر ہے۔ اور ان کا ڈرنگ تھادی
 والی سڑک کی طرف ہی ہے۔ تم وہیں ٹک جاؤ۔ اور پھر
 جیسے ہی یہ کاریں اس روڈ پر آئیں گی۔ میں متنبہ ان کی مکمل تفصیلات

نادوں گا۔ وہ سڑک خاصی ویران ہے اور اس سڑک
 پر ٹریفک بہت کم ہوتا ہے۔ اس لئے تم نے ان میڈیون
 کاروں اور اس وگن پر قریب سے گزرتے ہوئے ایسی سکس
 فائر کرنا ہے۔ تمہارے پاس موجود ہے ایسی سکس۔ اور
 ڈوک نے کہا۔

"ٹیس بائس!۔۔۔ میری کار میں موجود ہے۔ اور
 گارنر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ ایسی سکس فائر کرنے کے بعد تم نے آگے
 بڑھ جانا ہے اور پھر گھوم جانا ہے۔ میں ان کے پیچھے
 رہوں گا۔ جب ایسی سکس مکمل گرپ کرے گی تو پھر میں
 ان چاروں کو اپنی کار میں ڈال کر لے جاؤں گا اور تمہیں وگن
 کے متعلق اطلاعات کروں گا۔ تم وگن کو لے کر پورٹ ٹر
 پر چلے جانا۔ سمجھ گئے۔ اور"۔۔۔ ڈوک نے ہدایات دیتے
 ہوئے کہا۔

"لیکن سرا۔۔۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ انہوں نے آپ کو
 مارک کر لیا ہو۔ اور وہ لوگ آپ کی بھی نگرانی کر رہے ہوں۔ اور

ان کا کوئی اور بھی ساتھی ہو۔ جسے آپ مار کر نہ کر کے ہوں۔ میرا مطلب ہے کہ اگر ایسی کسی گروپ کے بعد ہم بھی آپ کے ساتھ رہیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ اور۔۔۔ گارنٹ نے کہا۔
 "تم مجھے کیا سمجھتے ہو احمق کے بچے!۔۔۔ جو مجھے سبق پڑھا رہے ہو۔۔۔" آئندہ اگر ایسی بات تمہاری زبان سے نکلی تو کھال کھینچ لوں گا۔ اور۔۔۔ ٹوک نے انتہائی غصیلے ہونے میں کہا۔

سورجی سر!۔۔۔ میں تو دیے ہی۔۔۔ ویری سوری سر! اور۔۔۔ گارنٹ نے بڑی طرح سہمے ہوئے ہونے میں کہا۔
 "جو میں نے علم دیا ہے اس کی تعمیل ہونی چاہیے۔۔۔ اور ایجنڈا آل۔۔۔" ٹوک نے غصیلے ہونے میں کہا اور پھر مائیک کا مٹن آف کر کے اس نے مائیک والپس اپنی جگہ پہنچا دیا۔ اب اس کی نظریں دیگن اور اس کی نگرانی کرنے والی کاروں پر مرکوز تھیں۔ دیگن اور اس کے آگے پیچھے دوڑتی ہوئی کاریں اب رکنکشن روڈ کی طرف جانے والے چارہائے پہنچ چکی تھیں۔ اور پھر دیگن رکنکشن روڈ کی طرف مڑ گئی۔ اور ٹوک نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔ اسے اب یقین سا ہو گیا تھا کہ یہ تعاقب اور نگرانی کرنے والی کاریں لازماً سیکرٹ سروس کی ہیں اور انہوں نے اس کے آدمیوں کو شرب کرنے کے لئے یہ جال بچھایا ہے۔ لیکن اب وہ خود اس جال میں چپس رہے تھے۔ وہ چاہتا تو گارنٹ کو کہہ کر ان سب کاروں کو مزید آگے ہارنگ سے میڈیوں روڈ پر ہی تباہ کر اسکا تھا۔

لیکن اب اس نے یہ جلی جوسے والا کھیل ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا اس نے یہی پروگرام بنایا تھا کہ ان چاروں کو علیحدہ علیحدہ منڈر میں پہنچا کر وہ پھر ان سے علیحدہ علیحدہ پوچھ گچھ کرے گا۔ اور پھر ان کی ذہنی ہوئی اطلاعات کے مطابق وہ ویری قوت سے سیکرٹ سروس کے سینٹر کو ڈرٹر پر ریڈ کر کے اس کی تنظیم کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیگا کہ وہ نہ کھنڈرات والے اڈے کے سامنے آنے کے بعد اب یہ کارروائی اس کے لئے انتہائی ناگزیر ہو گئی تھی۔ عورتوں کی لاشوں کے ذریعے منشیات کی مگلاں کا وہندہ تو اس کے لئے ایک نئی حیثیت رکھتا تھا۔ اصل پراجیکٹ تو یہی۔ دن تھا اور اس میں برس پشیل مال تیار ہو رہا تھا۔ وہ اس طرح کسی صورت میں بھی کسی کے سامنے نہ لانا چاہتا تھا۔ یہی سوچتا ہوا وہ آگے بڑھتا چلا گیا۔

تھا۔ اس نے ویگن کے قریب سے گزرتے ہوئے اس کے بچے
میر کے بیٹے ایرو فلکس چپان کر دیا تھا اور خود وہ ایک زیر تعمیر
عمارت کی سائڈ میں ٹک کر ایرو فلکس کے آرمیں کو ایک چھوٹی سی
سکرین پر دیکھ رہا تھا۔ یہ ایرو فلکس خاصی طاقتور رینج کا تھا اور
اس کا سکریننگ دائرہ عمل چار مربع میل تک پھیلا ہوا تھا۔ اس
طرح ویگن کے چاروں طرف چار مربع میل میں پھیلی ہوئی ہر چیز
اُسے یہاں سکرین رینج نظر آ سکتی تھی۔ جب کہ اس کی رینج کا
دائرہ دس میل تک تھا۔ یعنی ویگن عمران کی کار سے دس میل کے
اندر رہے گی تو وہ سکرین پر ایرو فلکس کو چپک کر سکے گا۔ دس میل
سے باہر سکرین کا اندر نہ کر سکے گی۔

عمران اپنی کار میں بڑے اطمینان سے بیٹھا ویگن اور اس کے
گرد موجود تمام کاروں اور دیگر ٹریفک کو اس طرح دیکھ رہا تھا
جیسے ترقی یافتہ ممالک میں پکیڈ ڈرائیو کنٹرول ٹاور پر بیٹھے ٹریفک
کو چپک کر دے رہے ہیں۔

عمران نے سفید کار کے متعلق مشکوک ہوئے ہی اس پر پوری توجہ
مركز کر دی اور تھوڑی دیر بعد وہ اس نیچے پر پہنچ گیا کہ یہ سفید کار
دائمی ویگن کے پیچھے تھی۔ لیکن کار چلانے والا آدمی اس قدر مہارت
اور احتیاط سے نگرانی کر رہا تھا کہ اسے آسانی سے مارک نہ کیا جاسکا
تھا۔ عمران خاموش بیٹھا دیکھتا رہا۔ اور پھر جیسے ہی ویگن ریجنٹ روڈ
پر آئی۔ وہ بے ساختہ چپک پڑا۔ اس نے سرنج رنگ کی ایک کار کو
ویگن کے قریب سے گزرتے ہوئے اس کے ڈرائیور کو پشیل نما چیز

عمران نے۔ ٹائیگر کے تعاقب میں بڑے محتاط انداز میں چلا
تھا۔ جولیا۔ نغانی اور خاور علیحدہ علیحدہ کاروں میں اس ویگن کا تعاقب
کر رہے تھے جسے ٹائیگر چلا رہا تھا۔
ہسپتال سے نکلنے کے بعد کافی دیر تک تو اسے کوئی مشکوک چیز
نظر نہ آئی۔ لیکن پھر اچانک سفید رنگ کی ایک بڑی کار کی طرف سے
اس کی توجہ مبذول ہو گئی۔ سفید رنگ کی یہ کار جسے ایک مقامی آدمی
چلا رہا تھا کافی دیر سے انہی سڑکوں پر چکرا رہی تھی جن پر ٹائیگر چلا
رہا تھا۔ لیکن سفید رنگ کی یہ کار ویگن کے تعاقب میں نہ رہا حال نہ
تھی۔ کیونکہ تسمیہ بار سفید رنگ کی یہ کار مختلف سڑکوں پر گھوم سکتی اور
کافی دیر تک نظر نہ آتی۔ لیکن پھر اچانک نظر آ جاتی۔ لیکن وہ گزرتے
جاتی۔ آخر یہ کہیں نہ ہوتی تھی۔
عمران نے ویگن کے تعاقب کے لئے اس بار نیا طریقہ اختیار کیا۔

ہوتے کہا۔

اور پھر اس نے جولیا، نعانی اور خاورد کی کاروں کو بھی یکے بعد دیگرے اسی طرح سائیڈ میں رکنے اور ان تینوں کو بھی سٹیئرنگ پر سر رکھتے ہوئے دیکھا۔ اور ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ اب وہ کیا کرے کہ اس نے سفید رنگ کی کار کو دیگن کی سائیڈ میں رکنے دیکھا۔ دوسرے لمحے کار میں سے وہ متقی آدمی باہر نکلا اور اس نے جلد ہی سے دیگن کا دروازہ کھولا اور سٹیئرنگ پر سر رکھ کر ٹائیگر کو گھبٹ کر اس نے انتہائی چھٹی سے کار کا پچھلا دروازہ کھول کر اندر دھکیل دیا اور پھر دروازہ بند کر کے وہ دوبارہ سٹیئرنگ پر بیٹھا اور کار تیزی سے آگے بڑھ گئی۔

عمران نے ہونٹ جھینچ لئے۔ اسی لمحے اس نے اسی سفید کار کو جولیا کی کار کے قریب رکنے دیکھا اور پھر ٹائیگر کی طرح جولیا بھی کار میں منتقل کر دی گئی۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے خاورد اور نعانی بھی اس سفید کار میں پہنچ گئے۔

اسی لمحے دوسری سڑک رنگ کی کار دیگن کے قریب رکی اور پھر اس میں سے ایک آدمی اتر کر دیگن میں سوار ہوا اور دیگن نیزی سے آگے بڑھ گئی۔ سڑک رنگ کی کار اس کے آگے آگے چلی۔

عمران نے اب پوری توجہ سفید رنگ کی کار پر مرکوز کر دی۔ اسے محظوظ نہ تھا کہ دیگن مخالفت محبت میں چلی گئی تو پھر سکین آؤٹ ہو جاتے گئی۔ اور سفید رنگ کی کار جس جگہ موجود تھی۔ عمران فوراً وہاں نہ پہنچ سکا تھا۔ عمران کے پہنچنے تک ظاہر ہے سفید رنگ کی

سے کوئی چیز سائیڈ پول دیگن کے اندر چھپ گئی دیکھا۔ کیس پول بالکل چڑھا تھا اور وہ دیگن کے اندر گر کر ٹائیگر کو اس کا احساس نہ ہوا۔ کیونکہ وہ بالکل نہ چڑھتا تھا۔ اور اگر عمران کی بھی پوری توجہ اس وقت الشاق سے نہ ہوتی تو اسے بھی معلوم نہ ہوتا۔

دیگن اسی طرح چلی جا رہی تھی۔ عمران کی نظر میں اب اس سڑک کار پر چھ تین اور پھر وہ اس بار ٹری طرح چڑھتا تھا۔ اسی سڑک کار سے انہی قسم کے کیس پول جولیا کی کار میں چھپ گئے جاتے ہوئے دیکھا۔ یہ کیا چیز ہوگی۔ کیا کوئی ہم ہے۔؟ اس کا مطلب ہے کہ جولیا ان کی نظروں میں ہے۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے نعانی اور خاورد کی کاروں میں بھی اسی قسم کے کیس پول چھپ گئے۔ اور اس کے بعد سڑک رنگ کی کار تیزی سے آگے بڑھ گئی۔

عمران خاموش بیٹھا یہ سب کچھ دیکھتا رہا۔ کاروں اسی طرح آگے پیچھے دوڑ رہی تھیں۔ ٹائیگر اطمینان سے دیگن چلا رہا تھا۔ ان کیس پولوں کا کوئی رد عمل بھی نظر نہ آ رہا تھا۔ اس لئے عمران حیران تھا کہ آخر یہ کیا ہو رہا ہے کہ اچانک اس نے دیگن کو تیزی سے ایک سائیڈ میں رکنے ہونے دیکھا۔ ٹائیگر نے اسے سائیڈ پر کر کے روک دیا تھا۔ سکین پر ٹائیگر صاف نظر آ رہا تھا۔ ٹائیگر کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں اور پھر اس نے سٹیئرنگ پر ہی سر ٹیک دیا۔

ادہ ا۔۔۔ تو اسے یہ کوشش کیا گیا ہے۔ عمران نے ہنستے

کار وہاں سے کہیں آگے نکل جاتی۔ اس لئے عمران اب یہی دعا کر رہا تھا کہ سفید رنگ کی کار وہیں کی سکرٹنگ لائن کے اندر رہے تاکہ جب وہ کسی ٹھکانے پر پہنچے تب ہی وہ یہاں سے ہلے۔
 مختصری دیر بعد جب سفید رنگ کی کار حسن کاٹونی میں داخل ہوئی تو عمران نے اطمینان کا سانس لیا۔ کیونکہ یہ رہائشی کاٹونی تھی اور نظام سے سفید رنگ کی کار کا اس کاٹونی میں داخل ہونا یہی ثابت کرتا تھا کہ کار والے کا ٹھکانہ اسی کاٹونی کی کسی عمارت میں ہے۔ سفید کار والا گو مقامی محتاجین اس کی چال دھال اور قد قامت سے عمران سمجھ گیا تھا کہ یہ ڈاگ بین کا چیف باس ڈک ہے۔ وہ لازماً میک آپ میں تھا۔

اور پھر عمران کی توقع کے عین مطابق سفید رنگ کی کار ایک چھوٹی سی کوٹھی کے گیٹ پر رکی۔ اور گیٹ کھلنے کے بعد کار اندر داخل ہو گئی۔ عمران نے ایک نظر اس کوٹھی کو غور سے دیکھا اس کے بعد ارونیکس سکرین آف کر کے اس نے سائڈ سیٹ پر رکھی اور کار کو باہر سڑک پر لے آیا۔ اب وہ آسانی سے اس کوٹھی میں پہنچ سکتا تھا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے مختصر ہی دیر بعد عمران کی کار بھی حسن کاٹونی میں داخل ہوئی اور عمران نے اس کوٹھی سے کچھ فاصلے پر اپنی کار روکی اور پھر کار سے باہر آ گیا۔

سڑک کراس کر کے وہ ایک ٹنگی میں داخل ہوا اور خاصا لمبا پکر کاٹ کر وہ اس سفید کار والی کونٹھی کے عقب میں پہنچ گیا۔ کوٹھی

جدید طرز کی تھی۔ اس لئے اس کی عقبی دیوار کچھ زیادہ اونچی تھی۔ عمران نے اوپر اُدھر دیکھا اور دوسرے لمے ایک لمبی چھانک کی مدد سے وہ عقبی دیوار کراس کرتا ہوا یا میں یا ش میں جا کر ا۔ چند لمے وہ بلا کے پیچھے چھپا کودنے کی وجہ سے پیدا ہونے والے دھماکے کار و عمل دیکھتا رہا۔ لیکن جب کوئی رد عمل نہ ہوا تو وہ بلا کے پیچھے سے نکلا اور کوٹ کی جیب سے سائلنسر لگا ریا لوز نکال کر وہ اصل عمارت کی سائٹ سے ہوتا ہوا اس کے سامنے کے رخ کی طرف بڑھا گیا۔

کوٹھی میں خاموشی ایسے طاری تھی جیسے وہاں کوئی آدمی وغیرہ موجود نہ ہو۔ لیکن جیسے ہی عمران سامنے کے رخ کے قریب پہنچا اس نے کسی کے قدموں کی آواز سنی تو وہ محتاط ہو کر دیوار کے ساتھ چھٹ گیا۔ چلنے والا بڑے اطمینان سے ٹہل رہا تھا۔ عمران اور آگے کی طرف کھسکا اور پھر اس نے سر باہر نکال کر سامنے کے رخ کا جائزہ لیا تو وہ بے یقین تری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ پورچ خالی پڑا ہوا تھا۔ اس میں سفید رنگ کی کار موجود نہ تھی۔ عمران نے جلدی سے اوپر اُدھر دیکھا کہ شاید اسے کسی گیراج میں کھڑا کیا گیا ہو، لیکن وہاں کوئی گیراج وغیرہ نظر نہ آ رہا تھا۔ قدموں کی آواز درمیان ہی برآمد سے میں سے آ رہی تھی۔

عمران آہستہ آہستہ آگے کی طرف کھسکا گیا اور پھر جب وہ برآمدے کے قریب پہنچا تو اس نے ایک نوجوان کو دھاتوں میں مشین گن اٹھاتے برآمدے میں بٹکتے ہوئے دیکھا۔ اسی وقت نوجوان

مڑا اور اب اس کی پشت عمران کی طرف تھی۔ عمران پہنوں پر چلتا ہوا آگے بڑھا۔ لیکن وہ نوجوان شاید ضرورت سے زیادہ ہی حساس تھا اسے عمران کی آہٹ محسوس ہوئی۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور اسی لمحے عمران نے ٹھیکہ دیا اور نوجوان کے ہاتھوں سے شین گرنے لگی کر ڈور جاگری اور وہ بڑی طرح چیخا ہوا ہاتھ کو جھینکے لگا۔ خبردار! اگر حرکت نہ کی تو دوسری گولی دل میں گھس جائے گی۔ عمران نے آگے بڑھ کر غراتے ہوئے کہا اور نوجوان نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا دیئے۔ اس کے ہاتھ سے خون بہہ رہا تھا اور چہرے پر شدید تکلیف کے آثار تھے۔ وہ رشید کار کہاں ہے۔ عمران نے آگے بڑھ کر اس کی کنبھی پر ریلوے کی نالی رکھتے ہوئے انتہائی کڑخت لہجے میں کہا۔ ب۔ ب۔ ب۔ اس کی کار۔ وہ ٹوچے گئے ہیں۔ ایک بیہوش آدمی کو ڈور آپ کر کے۔ نوجوان نے خوف زدہ لہجے میں جواب دیا۔

ایک آدمی کو۔۔۔ باقی۔۔۔ عمران بڑی طرح چونک پڑا۔ اس کے تصور میں بھی یہ بات نہ تھی کہ لوگ اس طرح کرے گا۔ ب۔ ب۔ باقی کا مجھے علم نہیں۔ ہاں یہاں آئے۔ انہوں نے کار میں سے ایک آدمی کو اٹھا کر اندر سے میں لایا اور مجھے حکم دیا کہ میں اس کا خیال رکھوں۔ اور خود وہ کار میں بیٹھ کر چلے گئے۔ نوجوان نے جواب دیا۔ وہ شاید اس دھند سے میں بالکل ہی کچا تھا اس لئے ایک ہی دھمکی میں سب کچھ بتاتے

باجار ہاتھا۔ وہ کہاں گیا ہے۔؟ عمران نے پوچھا۔ مجھے نہیں معلوم۔ نوجوان نے کہا۔ اپنی جیب کی صورت میں تم کیا کرتے ہو۔ صبح بتاؤ ورنہ۔۔۔ عمران نے ریلوے کی نالی کو اور زور سے دبا تے ہوئے کہا۔ صبح بتاؤ رات میں۔ مجھے مت مارو۔ مجھے مت مارو۔ میں بے پس کوئی ذلیلہ نہیں۔ آج پہلی بار باس آئے ہیں۔ میں گزشتہ تین ماہ سے یہاں الیکٹرک رہا ہوں۔ نوجوان نے ہکلاتے ہوئے جواب دیا۔

سنا نام ہے تمہارا۔ اور لوگ میں میں تمہاری کیا حیثیت ہے۔ عمران نے پوچھا۔ میرا نام آرک ہے اور میں صرف ایک ورکر ہوں۔ آرک نے جواب دیا۔ اچھا اندر چلو جہاں وہ آدمی ہے۔ عمران نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

اور اسی لمحے آرک نے سکوت ہاتھ مار کر عمران کو ریلوے جھپٹا پایا۔ مگر دوسرے لمحے وہ بڑی طرح چیخا ہوا اچھل کر دیوار سے جا ٹکرا اور گولی ٹھیک اس کے دل پر پڑی تھی۔ اس کا چہرہ مسخ ہوتا گیا اور آنکھیں پھٹکی گئیں۔ اور چہرہ منہ کے بل ٹرکس پر گرنا۔ اور چند لمحوں بعد سناٹ ہو گیا۔

اتحق! خود ہی اپنی موت کو آواز دی۔ عمران نے

کہا اور تیزی سے عمارت کے اندر گھس گیا۔ سامنے ہی ایک کمرے کے درمیان اس نے فرسش پر لٹھانی کو پڑے ہوئے پایا۔ یہ ہوش تھا۔

عمران ایک لمحہ تک نعمانی کو دیکھتا رہا۔ پھر ہنٹ کاٹا اور اہل مڑا اور اس نے دوسرے کمرے کی تلاشی لینے شروع کر دی اور کچھ دیر میں جھوٹا کمال سا پایا ہوا تھا۔ آج واقعی وہ بڑی طرح ڈانڈ کھا گیا تھا۔ اس کے قصور میں بھی نہ تھا کہ لوگ اس طرح ایک ایک کمرے کیلئے علیحدہ آڈوں پر اس کے ساتھیوں کو بھیجے گا۔ وہ ڈک کی دلائی کا انتظار کر لیتا۔ لیکن اب اسے فزٹس کرنا پڑا۔ مسئلہ بن گیا تھا۔

سارے کمرے خالی پڑے ہوئے تھے۔ البتہ ایک کمرے پر اس آرک کاروائی سامان تھا۔ عمران نے اس کمرے کی تلاشی لے کر شروع کر دیا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ مینز کی دراز سے ایک ڈائری برآمد کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ آرک ڈائری گھسنے کا عادی تھا۔ اس میں اس کی ذاتی مصروفیات کی تفصیل لکھی ہوئی تھی۔ عمران سرسری نظروں سے دیکھتے ہوئے صفحے پلٹا گیا اور پھر اچانک ایک صفحے پر وہ رک گیا۔ آرک نے اس میں ایک ٹیلیفون نمبر لکھا تھا۔ اور ساتھ لکھا تھا کہ اس مینی نے بتایا ہے کہ ٹاپ ایرجنسی کی صورت میں اس نمبر پر گرئی۔ اچانک کے الفاظ دہراتے جاؤں اور اپنا نام بتا دیا جلتے تو چھت باس جہاں کہیں بھی ہوگا اس سے بات ہو سکے گی۔ عمران کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

عمران نے جلدی سے اسی کمرے میں موجود ٹیلیفون کا رسہ پور جھانکا اور انکواری کے نمبر ڈائل کئے۔

فیس انکواری۔ چند لمحوں بعد ہی ایک آواز سنائی دی۔
ڈائریجیر سنٹرل ایٹیلی جنس۔ عمران نے ہلکے کو بارعجب

بہاری بناتے ہوئے کہا۔
فیس سر۔ حکم سہ۔ انکواری آپریشن نے بڑی طرح بوکھلے

ہوئے ہیں۔
نمبر نوٹ کرو۔ اور بتاؤ کہ یہ نمبر کس کا ہے اور کس جگہ کا ہے۔
ان نے کہا اور ساتھ ہی اس نے آرک کی ڈائری میں درج نمبر

دہرا دیا۔
مولد آن کریں سرا۔ میں دیکھتا ہوں۔ آپریٹر نے

نمبر دیکھے ہیں۔
سرا۔ یہ نمبر انگریز نیکارو کی کوٹھی نمبر بارہ میں ہے جناب

انگریز گھر کے نام ہے سرا۔ آپریٹر نے جواب دیا۔
اچھی طرح چیک کر لیا ہے۔ عمران نے درست

میں پوچھا۔
فیس سرا۔ بالکل درست ہے سرا۔ آپریٹر نے جواب دیا

اوکے۔ اب یہ بتانے کی ضرورت تو نہیں کراٹ از سیرٹ۔
ان نے کہا۔
میں سمجھا ہوں سرا۔ آپریٹر نے فوراً ہی کہا اور عمران نے

کریدل دیا کہ یہ نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیا۔

چند لمحوں تک گھنٹی بجتی رہی۔ پھر کسی نے رسو را اٹھالیا۔
 فی۔ ای۔ آرک سینگنگ۔ چیف باس سے بات کراؤ۔
 عمران نے آرک کے لیے میں کہا۔
 اور کہ! تولڈ آن کرو۔ دوسری طرف سے کہا
 گیا اور چند لمحے ٹکی ٹکی کھٹاک کھٹاک کی آوازیں رسو را پر ابھریں۔
 پھر دوسری گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔
 اسنو فی۔ ای کا تک چیف باس۔ آرک از کا ٹنگ
 فی۔ ای۔ دوسری طرف سے بولنے والے کی مدد میں
 سنائی دی۔
 تولڈ آن کریں۔ ایک اور مدد آواز سنائی دی اور پھر
 دوسری خاموشی کے بعد ٹوک کی آواز رسو را پر ابھری۔
 بسلو۔ کیا بات ہے۔ ٹوک کے لیے میں
 دوشی تھی۔
 سر۔ میں جاٹ بول رہا ہوں۔ فی۔ ای سنٹر سے آرک
 کی کال آئی ہے۔ دوسری آواز سنائی دی۔ بھو بھو بھو بان بھو۔
 اوہ اچھا۔ بات کراؤ۔ ٹوک نے چونکتے ہوئے
 کہا اور پھر ٹکی ٹکی کھٹاک کھٹاک کی آوازیں دوبارہ ابھریں اور پھر
 جاٹ کی آواز سنائی دی۔
 چیف باس سے بات کرو۔ جاٹ نے کہا اور پھر رسو را
 پر ٹوک کی آواز ابھری۔
 بسلو۔ چیف باس اٹھ کر گے۔ ٹوک کے لیے میں

کے غصے نمایاں تھا۔
 میں آرک بول رہا ہوں باس!۔ آپ کے جانے کے بعد
 عمران اندر داخل ہوا اور اس نے مجھ پر حملہ کرکے کوشش
 میں نے اسے گرا لیا۔ میں نے پوچھنے کی تو اس نے
 علی عمران بتایا ہے۔ میں نے اور ٹنگ دیکھا تو اس نے
 چیف باس اس کے آدمیوں کو اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔
 کے پیچھے آیا ہے۔ کیوں کر ان آدمیوں کے پاس ایک ایسا
 ن بھی چلا گیا ہے کہ اگر وہ چیف باس کے ہاتھ لگ گئی تو پاکیش
 ان روپے کا نقصان پہنچے گا۔ میں نے معلوم کر لیا ہے
 وہ جدید ترین دفاعی فارمولا ہے اور اسرائیل نے اربوں
 میں خریدا جاتا ہے۔ میں نے سوچا کہ آپ کو تاویل
 نے آرک کے لیے میں کہا۔ گو اسے خود یقین نہ تھا کہ یہ بات
 جیسے ٹھنڈے دماغ کے آدمی کو اپیل کرے گی یا نہیں لیکن
 اس کے سوا اس کے پاس اور کوئی داؤ بھی نہ تھا۔
 دفاعی فارمولا اور علی عمران! کہاں ہے وہ اور کس حالت
 ہے۔ ٹوک نے بڑی طرح چونکتے ہوئے کہا اور عمران
 بولیں پلٹ کر مسکراہٹ ابھرائی۔ ٹوک کے لیے سے ہی وہ
 لایا تھا کہ وہ اس کے اس بچکانہ قسم کے داؤ میں آ گیا ہے۔
 ان کا چونکا اصل مقصد دولت کمانا ہی ہوتا ہے اس لئے
 ان نے جان بوجھ کر اربوں روپے اور اسرائیل کا حوالہ دیا تھا۔
 سر۔ وہ بیہوش پڑا ہے۔ عمران نے کہا۔

تم نے یہ ہوش آدمیوں کو کہاں لے جانا تھا۔
 سے پہلے سن کر کہ میں نے جانتے سے وہ فی۔ آئی سنو وہاں
 ہی پوچھ رہا ہے۔ یہ سوال میں صرف تشبیہ کے لئے
 رہا ہوں۔ اگر تم نے غلط جواب دیا تو میں ضرور رباؤں
 عمران نے غراتے ہوئے کہا۔
 چچ۔ چچ۔ چیف باس کے پاس۔ کوئی نہ کہ
 تینیس۔ گارڈن کالونی۔ چچ۔ چیف باس وہیں
 لارنس نے جواب دیا۔
 تمہارا چیف باس وہاں کیا کر رہا ہے۔ اور
 آدمی ہیں۔؟ عمران نے پوچھا۔
 چچ۔ چیف باس کسی روٹی کو لے آیا تھا۔
 روٹی سے پوچھ چکر رہا تھا کہ جانت کی کال آئی اور پھر
 نے مجھے یہاں بٹھما کر میں دو بیہوش آدمیوں کو وہاں
 باس اور اس روٹی کے علاوہ صرف میں تھا۔
 اکٹھا رہتا ہوں۔ لارنس نے گھبراتے ہوئے کہہ دیا
 اور عمران نے کھینٹ کر رباؤں دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی
 کی کھوپڑی کے پرچھے آگئے۔
 عمران نے جلدی سے اس کا لباس اتارنا شروع کر دیا
 اس نے وہی لباس اپنے لباس کے اوپر پہنا اور برآمد
 پڑا ہوا ڈیوڑھا اس نے لارنس کا میک آپ کرنا شروع کر
 میک آپ سے فارغ ہو کر وہ کمرے کے اندر گیا اور پھر اس

ان پر ہوش پڑے ہوئے نفعانی کو ہوش میں لانے کی کوششیں
 اور نقوشی دیکر کوشش کے بعد وہ اسے ہوش
 جاننے میں کامیاب ہو گیا۔
 نم۔ نم۔ میں تو کار میں تھا۔ نفعانی نے آنکھیں کھولتے
 جیت کے اوجھر اوجھر دیکھتے ہوئے کہا۔
 تو اس کمرے کو ہی کار مسجد کو۔ لیکن یہ کار بے کار ہے۔
 کو یہاں نہیں سکتی۔ اس لئے مجبور ہی ہے۔ اپنی ٹانگیں ہی
 نکال کر پیڑیں گی۔ عمران نے کہا۔
 لیکن عمران صاحب!۔ رباؤں کیا؟ نفعانی نے اٹھ کر
 اپنے پیڑے جھاڑتے ہوئے کہا۔
 تفصیل بعد میں بتاؤں گا۔ فی الحال تم باہر چلو۔ اسی جویا
 اور اٹیکر خطرے میں ہیں۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا
 اور پھر باہر کی طرف سر گیا۔

آئی سنٹر کی طرف سے ٹاپ سیکرٹ کال آئے کی اطلاع دی اور
 ڈان اٹھ کر نئے چل گیا۔ وہاں آئے آرک نے علی عمران اور وفا علی
 بریل سے متعلق بتایا تو اس کا دماغ گھوم گیا۔ وفا علی فارمولا کو اس
 بات کی چیز نہ تھی لیکن اتنا وہ جانتا تھا کہ اسرائیل اور پاکستا کے درمیان
 ایڈیشن موجود ہے۔ اس لئے اگر واقعی ایسا فارمولا اس کے ہتھے
 پہنچ جائے تو وہ اسرائیلی حکومت سے لمبی رقم وصول کر سکتا ہے۔
 اسرائیلی حکومت میں اس کے درست موجود تھے جن کے ذریعے وہ
 فارمولا اچھی رقم پر آسانی سے فروخت کر سکتا تھا اور پھر اگر عمران
 کی طرح قابو آجاتا ہے تو پھر اس کے لئے اس سے زیادہ خوش
 قسمتی کی بات اور کیا ہو سکتی تھی۔ اس لئے اس نے فوراً لائسنس
 دیکر دے کر انہیں لائسنس کے لئے بھیج دیا۔ لیکن لائسنس کے
 لئے اس کے بعد اس کے ذہن میں نئے اندیشے اٹھنے لگے۔ اول
 علی عمران جسے شخص کا آرک جیسے معمولی آدمی کے ہتھوں ہٹ
 جانا۔ اور پھر اسے تفصیلات بھی بتا دینا۔ اور اس کے ساتھ ہی
 اس فارمولا کے پیکر۔ اب یہ ساری باتیں اسے انتہائی
 عجیب سی لگ رہی تھیں۔ اور اسے حیرت ہو رہی تھی کہ آخر اس
 نے پہلے ان باتوں کے متعلق کیوں نہ سوچا۔
 یہ ضرور کوئی چکر ہے۔ مجھے محاط رہنا چاہیے۔
 آخر کار فیصلہ کن انداز میں کندھے جھٹکتے ہوئے کہا اور پھر وہ
 گری سے جولیا کی طرف بڑھا۔ جو کرسی پر خاموش بیٹھی ڈک کو
 ۱۱ طرح شہداء دیکھ رہی تھی۔

ڈک کے دل میں عجیب سی پریشانی نے گھر کر لیا تھا۔ وہ لائسنس
 کو بیچنے کے بعد مسلسل کمرے میں شل رہا تھا۔ کمرے کے درمیان
 جولیا ایک کرسی پر بیٹھی ہوئی بیٹھی تھی۔ وہ ہوش میں تھی
 ڈک نے باقی دو آدمیوں کو تو مختلف اڈوں پر اتار دیا تھا اور انہیں
 اوپر سے وہ جولیا کو آخر میں لے آیا تھا اور اس کا ارادہ یہی تھا کہ
 وہ سیکرٹ سروں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا آغاز کرے
 سے ہی کرے گا۔ اور اس بار اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ جولیا پر
 تشدد کی انتہا کر دے گا۔ جولیا کو ہوش میں لانے سے پہلے اس
 نے اس کا میک آپ صاف کر دیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اسے پہچان
 گیا تھا۔ جولیا چونکہ اسے کئی بار قبل دے کر فرار ہونے میں کامیاب
 ہو گئی تھی اس لئے اسے سب سے زیادہ غصہ بھی جولیا پر ہی تھا۔
 لیکن اس سے پہلے کہ وہ پوچھ گچھ کا آغاز کرتا۔ لائسنس نے اسے

بندھی ہوئی رسیاں کھولیں اور اسے اٹھا کر کاغذ سے پر لادا اور تیزی سے اس بڑے کمرے سے نکل کر ایک چھوٹے سے کمرے میں داخل ہوا۔ کمرے کے آخری کونے میں جا کر اس نے دیوار پر لٹکی ہوئی ایک تصویر کو جھانکنا شروع کیا۔ ایک سائیلنٹ مٹ گیا۔ اور نیچے جاتی ہوئی ٹیڑھیاں صاف دکھائی دینے لگیں۔ ڈک جو لیا کو اٹھائے تیزی سے ٹیڑھیاں اترنا گیا۔ جب اس نے سائیلنٹ مٹ پر قدم رکھا تو اوپر فرخش خود بخود برابر ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی ٹیڑھیاں کی سائیلنٹ دیوار سے ہلکی سی روشنی چھوٹ پڑی۔

ٹیڑھیاں کے اختتام پر ایک سرنگ جتنی جو خاصی دور تک چلی گئی تھی۔ ٹوک اس سرنگ میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ سرنگ کے اختتام پر ٹوکس دیوار تھی۔

ڈک نے جلدی سے ایک سائیلنٹ پر پیر مارا تو دیوار مٹ گئی۔ اور پہلے کی طرح ٹیڑھیاں اوپر جاتی دکھائی دیں اور پھر ٹیڑھیاں کراس کر کے وہ ایک کمرے میں پہنچ گیا۔ یہ پہلے والی عمارت کے بالکل عقب میں دوسری طرف عمارت تھی۔ یہ عمارت دو منزلہ تھی۔ ڈک جیسے ہی وہاں پہنچا، ایک مشین گن بردار نے تیزی سے آگے بڑھ کر اسے سلام کیا۔

رائٹ! — اس لڑکی کو اچھی طرح رسیوں سے باندھ دو۔ میں اوپر جا رہا ہوں۔ اس کا خیال رکھنا۔ یہ فرار نہ ہو جائے۔ ڈک نے جو لیا کو کاغذ سے ہٹا کر نوجوان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے دوڑنا ہوا وہ برآمدے میں پہنچا اور اوپر جانے

تم میرے ہاتھوں سے کئی بار بچ چکی ہو۔ لیکن آج میں تمہارا ایسا عبرت ناک حشر کروں گا کہ تم قصہ بھی نہ کر سکو گی۔ ٹوک نے جو لیا کے قریب جلتے ہوئے کہا۔ اور پچھنت اس کا ہاتھ فضا میں گھوما اور چٹان کی آواز کے ساتھ بھریو پھٹ کر جو لیا کے گال پر پڑا۔ اور نہ صرف جو لیا کا سر گھوم گیا اور گال پر پچھنتوں کے نشان اُبھر آئے بلکہ اس کے منہ سے خون کی ہلکی سی ٹکڑھی بہنے لگی۔

تم کیسے مرد ہو کہ ایک غارت پر ہاتھ اٹھاتے ہو۔ اور وہی بندھی ہوئی پر۔ لعنت ہے تمہاری مردانگی پر۔ جو لیا نے کاٹ کھلے والے لہجے میں کہا۔

ہول! — میرے لئے تمہاری یہ باتیں بے کار ہیں۔ میں اس طرح غصے میں نہیں آتا۔ بہر حال فی الحالہ تو میں تمہیں صرف یہ پیش کر رہا ہوں۔ باقی کام لین کر دوں گا۔ ٹوک نے کہا اور دوسرے لمحے اس کے دونوں ہاتھ جو لیا کی گردن پر جم گئے اور اس نے پوری قوت سے اس کا گلا دانا شروع کر دیا۔

جو لیا کا چہرہ بڑی طرح مسخ ہونا لگا۔ آنکھیں پھیلنے لگیں اور اس کا بندھا ہوا جسم بھی ٹپٹپٹ کرنے لگا۔ لیکن ڈک کی گرفت مسلسل سخت ہوتی گئی اور پھر جو لیا کے ذہن پر اندھیروں کے قبضہ کر لیا اور اس کی آنکھیں بند ہوئیں۔

ڈک نے ہاتھ مٹائے تو جو لیا کی گردن ایک طرف ڈھلک گئی۔ ڈک ایک لمحے تک اسے دیکھتا رہا۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ واقعی جو لیا بیہوش ہو چکی ہے تو اس نے جلدی سے اس کے جسم کے گرد

کی ایک طویل سانس لی اور پھر اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کی نظر میں اس سکریٹ پر چڑھی ہوئی تختیں جس میں لان اور چھانک نظر آ رہا تھا۔ چھانک آدھا کھنڈ ہوا تھا اور پھر اچانک وہ چونک کر سیدھا ہو گیا کیونکہ اس نے چھانک کھینے ہوئے دیکھا۔

ادہ ا۔ یہ تو لارنس ہے۔ ڈک نے چونکے ہوئے کہا کیونکہ رفیعہ کا چھانک کے سامنے کھڑی تھی اور لارنس کا سر سے نیچے آ کر گر چھا ٹک کھول رہا تھا۔ پھر لارنس دوبارہ کار میں سوار ہوا اور پھر کار تیزی سے اندر داخل ہوئی اور پورچ میں آ کر رک گئی۔

اس کا مطلب ہے کہ میرا شک غلط تھا۔ ڈک نے کہا لیکن دور سے لکھے وہ چونک پڑا کیونکہ لارنس کا سر سے نکل کر حیرت بھری انداز میں اُدھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ اور اس کے دیکھنے کا یہی انداز ڈک کو چڑسا گیا کیونکہ لارنس تو کافی عرصے سے یہاں رہتا تھا اس لئے اس کا حیرت بھری انداز میں دیکھنا ڈک کو مشکوک لگا تھا۔ پھر لارنس براہِ راست میں آیا اور اندر وئی کمرے میں داخل ہو گیا۔ اب وہ دوسری سکریٹ پر نظر آ رہا تھا۔ یہ وہ کمرہ تھا جس میں وہ اور جولیا پہلے موجود تھے کرسی اور اس کے ساتھ ٹیڑھی رسیاں دیکھ کر لارنس چند لمحے کھڑا ہونٹ چبا رہا۔ پھر وہ اسی منظر گیا۔ اب وہ ایک اور کمرے میں داخل ہوا اور اس نے اس طرح سارے کمرے دیکھ ڈالے۔ اب ڈک کو یقین ہو گیا کہ لارنس نظر آنے والا کسی بھی صورت میں لارنس نہیں ہو سکتا۔ لیکن وہ غامض بن کر رہا۔ لارنس سارے کمرے دیکھ کر واپس برآمد سے میں آیا اور پھر کار کی طرف بڑھا۔ اس نے کار کا پچھلا دروازہ کھولا اور اس بار ڈک

والی بیڑھیاں چھانکھا ہوا دوسری منزل کے ایک کمرے میں پہنچ گیا۔ اس نے جلدی سے ایک دیوار میں لگی ہوئی الماری کھولی اور اس میں سے ایک چڑی سی میٹن نکال کر کمرے میں موجود میز پر رکھی۔ اس کی سائینڈر لگا ہوا انڈیا اس نے کھینچ کر اُدھانچا کیا اور پھر میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ کر اس نے جلدی سے اس کے منہ دبانے شروع کر دیئے۔

میٹن کے اوپر والے حصے میں چار چوٹی چھوٹی سکریٹیں تھیں جو بیٹن دبتے ہی روشن ہو گئیں۔ اور اس میں مختلف کمروں کے مناظر نظر آنے لگے۔ ایک سکریٹ پر بیرونی منظر تھا۔ برآمدہ۔ لان اور بیرونی چھانک نظر آ رہا تھا۔

ڈک نے جلدی سے اس میں سے ایک تار کھینچی اور اس کا سرا دیوار میں لگے ہوئے بجلی کے پلک میں لگا دیا اور پھر اسے کمر الماری میں سے اس نے ایک ٹاسا ڈبہ اٹھایا اور اسے لاکر میز پر رکھا۔ اس ڈبے میں چھوٹے چھوٹے میزائل ترتیب سے رکھے ہوئے تھے جن پر سرخ رنگ سے ہندسے لکھے ہوئے تھے۔ ڈک نے میٹن کا ایک خانہ کھولا اور ڈبے میں سے میزائل نکال نکال کر اس خانے میں ڈال دیتے۔ چار میزائل ڈالنے کے بعد اس نے خانہ بند کر دیا۔ اور پھر ایک بیٹن دبایا تو میٹن کے عقبی حصے سے سرور کی تیر آواز کے ساتھ ایک چوڑی سی نال نکل کر سامنے والی دیوار کے ایک مخصوص حصے میں فٹ ہو گئی۔ ڈک نے ایک اور بیٹن دبایا تو میٹن سے کونے پر سبز رنگ کا بلب جل اٹھا۔ اور ڈک نے اطمینان

کے چہرے پر طنز پر مسکراہٹ اُبھر آئی۔ کیونکہ کاد میں سے جو آدمی باہر نکلا تھا وہ وہی تھا جسے وہ آرگ کے پاس بیہوشی کی حالت میں چھوڑ آیا تھا۔

ہوں۔ تو یہ پکڑ رہے۔ مگر یہ لارنس کے میک اب میں کون ہو سکتا ہے۔ کیا یہ علی عمران ہے۔؟ لیکن علی عمران تو بی۔ ون میں ختم ہو گیا تھا۔ اور اگر وہ مرا نہیں ہوگا تو اتنی جلد ہی اس طرح خشک تبھی نہیں ہو سکتا۔ پھر یہ کون ہے۔ ڈک نے شربلے ہوئے کہا اور پھر لمبے بڑھا کر مٹھین کے مختلف بیٹن دبانے لگا۔

چند لمحوں بعد مٹھین میں سے پہلے تو سیٹی کی سی آواز نکلی۔ اچھا پھر ایک انسانی آواز اس پر غالب ہو گئی۔

• عمران صاحب! یہ فرار کیسے ہو گیا۔؟ اس کو کیسے خاک پڑ گیا۔؟

حیرت ہے! اس قدر غلط آدمی میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ دوسرے لمبے عمران کی آواز سنائی دی اور ڈک نے ہنسیاں سکرادیا۔

ہوں! تو تم خشک شاخ میرے سامنے کھڑے ہو عمران! لیکن اب تم نہیں بچ سکتے کسی صورت بھی۔ ایرو میزائل تمہارے جہوں کے پرچے اڑا دے گا۔ ڈک نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر مٹھین پر لگی ہوئی ایک ناب گھمانے لگا۔ اور اس کے بعد اس نے اُتھا اٹھا کر ایک مرنے والے کے بیٹن پر اٹھکی رکھی اور دوسرے

لمبے اٹھکی کے دباؤ سے بیٹن پر لپس ہو گیا۔ مٹھین سے تیز سیٹی کی آواز برآمد ہوئی اور اس کے ساتھ ہی وہ سکرین نامی ایک ہو گئی جس پر عمران اور اس کا ساتھی نظر آرہے تھے۔ پھر ایک ٹوفاک دھماکے کی آواز سنائی دی۔ یہ دھماکا اس قدر ٹوفاک تھا کہ ڈک والے کمرے کی کھڑکیوں کے شیشے بھی زوردار آوازوں سے ٹوٹ گئے۔ ڈک کی نظر میں اب دوسری سکرینوں پر بچا ہوئی تھیں۔ لیکن کسی بھی سکرین پر عمران یا اس کا ساتھی نظر نہ آتے تو اس نے ایک زوردار فاشیاناہ تمغہ بھگایا اور مٹھین کے مختلف بیٹن آف کرنے لگا۔ وہ عمران اور اس کے ساتھی کو بہر حال اب یقینی طور پر ختم کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

مٹھین آف کر کے وہ جیسے ہی مڑا۔ دوسرے لمبے ٹھٹھاک کر بڑک گیا اس کے چہرے اور آنکھوں سے شدید حیرت کے تاثرات جھلکنے لگے۔ جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

بہت چنیا ہوا ایک زوردار جھنگے سے جولا کے اوپر گرا۔ اس کے اس طرح گرنے سے جولا کی کرسی ڈولی اور پھر جولا کی کرسی سمیت وقت کے بل فٹ پر گر گئی اور وہ آدمی اس کے اوپر گر گیا۔ جولا کے دونوں ہاتھ اس کے جسم کے گرد لپٹے ہوئے تھے۔ نیچے گرتے ہی جولا نے یکدم پوری قوت سے اپنے اوپر دلتے جسم کو قہر کے کی طرف کرتے ہوئے اس کی ناک پر زوردار محکمہ رسید کر دی۔ اور نوجوان کے حق سے جمع ہو گئی اور اس نے بڑی طرح تڑپ کر جولا کی گرفت سے نکلنا چاہا۔ لیکن جولا نے بازوؤں کو اپنی طرف جھٹکا دیتے ہوئے اور بڑی محکمہ کر دی۔ یہ مگر پہلے سے زیادہ زوردار ثابت ہوئی۔ اور نوجوان کا جسم یکدم جولا کے بازوؤں میں ڈھیل پڑ گیا۔ اس کی ناک اور منہ کے خون بہہ نکلا تھا۔

جولا نے یکدم چٹنی کھائی اور اب وہ نوجوان نیچے تھا جبکہ جولا اپنے سر کی سمیت اس کے اوپر آگئی تھی۔ لیکن نوجوان واقعی بہوش ہو چکا تھا۔ چند لمحے جولا اس کا بازو لیتی رہی پھر وہ کرسی سمیت سائڈ پر گری اور اس کے جلدی سے اپنی ٹانگوں پر بندھی ہوئی رساں کھونٹی شروع کر دیں۔ چونکہ رساں ابھی پوری طرح بندھی نہ تھی مقبوضہ اس لئے وہ دلیسے ہی کافی سے زیادہ ڈھیل پڑ چکی تھیں۔ جولا چند لمحوں میں رسوں کی گرفت سے آزاد ہو گئی۔ رسوں کی گرفت سے آزاد ہوتے ہی وہ اچھل کر کھڑی ہوئی اور پھر تیزی سے فٹ پر پڑی ہوئی میٹین گن کی طرف لپکی میٹین گن اٹھا کر وہ واپس کھڑی اور اس نے اُسے نال سے پکڑ کر پوری قوت سے

جولا کی اٹھا پک ایک جھنگے سے آنکھیں کھلیں تو ایک لمحے لئے اُسے کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ وہ کہاں ہے۔ لیکن دوسرے لمحے اس کا شعور پوری طرح جاگ اٹھا۔ جب اس کے جسم کو ہلکا سا جھٹکا لگا۔ اس نے فوراً سر جھٹکا کر دیکھا تو وہ ایک کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی اور اس کے جسم کے گرد رساں باندھی جا رہی تھیں۔ باندھنے والا اس وقت کرسی کی پلٹ کی طرف تھا اور یہ اس کی ٹانگیں باندھی جا چکی تھیں اور اب کے شعور کو بیدار کر دیا تھا۔ اس کی ٹانگیں باندھی جا چکی تھیں اور اب پریش پر رہی باندھی جا رہی تھی جبکہ اس کے بازوئی الحال آزاد تھے۔ اسی لمحے اُسے باندھنے والا رسی لئے گھوم کر اس کے سامنے آیا اور جولا نے ایک لمحے کے لئے آنکھیں بند کر لیں۔ لیکن پلوں کی جھری سے وہ اس آدمی کو دیکھ رہی تھی۔ دوسرے لمحے اس کے دونوں ہاتھ بھکی کی تیزی سے بلند ہوئے اور اُسے باندھنے والا

ہے کھڑی ہو گیا کو دیکھ کر حیرت سے چھپتی چلی گئیں۔

تت۔۔۔ تم۔۔۔ ڈک نے بولا تھا ہے ہوئے لیجے

یہ دھماکہ تم نے کیا ہے ڈک۔۔۔؟ جو لیا نے انتہائی سنجیدہ میں میں کہا۔

اے!۔۔۔ اس دھماکے کی بات کر رہی ہو۔ جو ابھی ہوا ہے۔

میں نے کیا ہے؟ ڈک نے اس بار سنبھلے ہوئے

لیجے میں کہا۔

بسیوں!۔۔۔ کس کا فائدہ کیا ہے تم نے؟۔۔۔؟ جو لیا کا لہجہ اسی

دھماکے حد سنجیدہ تھا۔

کسی کا نہیں۔۔۔ بس اپنا ہی ایک منہ اڑایا ہے۔ دیکھو!

پڑن گن چھٹیک دو۔۔۔ تم میرے آڑے میں مڑو۔ اس لئے تمہاری

ارنی بھی حرکت متو میں تباہ کر سکتی ہے۔۔۔ ڈک نے کرسی کی پشت

پر دونوں ہاتھ رکھتے ہوئے بڑے نرم لہجے میں کہا۔

تم جیسا آدمی خواہناؤ اپنا کوئی منہ نہ لہاؤ نہیں کیا کرتا۔۔۔ اور پھر

ڈک کے بعد میں نے تمہارے حلقے سے بھٹنے والا فنا خانہ قہقہہ بھی

سنائے۔۔۔ اور جہاں تک مشین گن چھٹیکے کا تعلق ہے۔ تم اس

بات کو بھول جاؤ۔ میں تمہاری ایک ایک رگ میں سیکڑوں گولیاں

انار دیتی۔۔۔ تم لیڈر بکھر ہو تو تمہاری موت بھی کسی عورت کے

اتھوں ہی ہوتی چاہیے۔ اپنے دونوں ہاتھ اٹھا لو ورنہ

جو لیا نے کاٹ کھائے والے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی ٹیگر پراگٹی رکھ

اس کا دست فرش پر پھوٹا پڑے ہوئے نورمان کی کھوپڑی پر دھک

دیا۔ چٹاخ کی آواز کے ساتھ ہی نورمان کا جسم پچھنت بڑی طرح تپا

اور پھر ساکت ہو گیا۔ پوری قوت سے لگے لگتی ایک ہی ضرب نے

اس کی کھوپڑی توڑ کر چھبچھباز نکال دیا تھا۔ جو لیا نے دھمکے کو نورمان

کے لباس سے صاف کیا اور پھر مشین گن اٹھائے وہ دروازے کی

طرف بڑھ گئی۔ اب تک کسی اور نے مداخلت نہ کی تھی۔

جو لیا ابھی دروازے تک پہنچی ہی تھی کہ اُسے کچھ فاصلے پر ایک

خونفک دھماکے کی آواز سنائی دی۔ یہ دھماکہ اس قدر زوردار تھا کہ جو لیا

مٹے بے اختیار لڑکھڑا کر دروازے کی چوڑھٹ کو کھڑا ہوا۔ ورنہ شاید وہ

منہ کے بل پیچہ کرتی۔ مشین گن بھی اس کے اتھوں سے چھوٹ کر

نیچے گری تھی۔ لیکن اس کے گرنے کا دھماکہ اس بڑے دھماکے کی

بازگشت میں دب کر رہ گیا۔

دھماکے کے فوری اثرات ختم ہوتے ہی جو لیا نے سنبھل کر دوبارہ

مشین گن اٹھائی اور تیزی سے دروازہ پار کیا۔ اسی لمحے اُسے اوپر

والے کمرے سے ڈک کا نشانہ قہقہہ گونجتا ہوا سنائی دیا۔ تروہ تیزی

سے بیڑھیوں کی طرف نیکی اور پھر بیڑھیاں پھیل گئی ہوتی اور پر والے

کمرے کے دروازے پر پہنچ گئی۔

جیسے ہی وہ دروازے پر پہنچی اس نے سامنے ایک بڑی مشین

پر ڈک کو جھکا ہوا دیکھا۔ ڈک کی پشت دروازے کی طرف تھی اور وہ

کمرے سے اٹھ کر کھڑا ہو رہا تھا۔ جو لیا نے عجلت سے مشین گن بیدھی

کی اور اسی لمحے ڈک نے دروازے کی طرف رخ مڑا تو اس کی آنکھیں

دی۔ لیکن دوسرے ہی لمحے جیسے کبھی چمکتی ہے اسی طرح کچھ گھٹن کے ہاتھوں میں موجود کرسی اڑتی ہوئی سیدھی جویا سے پورے تیرے سے ٹکرائی۔ اور جویا کے حلق سے نہ صرف بے اختیار ایک زوردار چیخ نکلی بلکہ وہ کرسی کی جھریں ضرب کی وجہ سے اچھل کر پشت سے بل بیڑھیوں پر گر گئی اور چکر کی شہیدہ باز کے کھلنے کی طرح مسلسل قلعہ بازیاں کھاتی ہوئی بیڑھیوں سے نیچے لڑھکتی چلی گئی۔ لیکن اس کے ہاتھوں سے شکل کر مینے ہی اڑتی ہوئی دُور برآمدے میں ایک دھماکے سے جا گر گئی تھی۔ البتہ کرسی جویا کے ساتھ ہی پلٹتی نیچے گر رہی تھی۔

ہونہار! — عورت مجھے مارے گی — مجھے اپنی ڈک ٹوک نے انتہائی طنز پر لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے بیڑھیاں چھلانگنا شروع کر دیں۔

اجی وہ چوتھی بیڑھی پر تھا کہ جویا کرسی سمیت نیچے برآمدے جا گری۔ ڈک نے چھلانگ لگا کر دو اور بیڑھیاں چھلانگنی تھیں مگر وہی ہوئی جویا کی دونوں ٹانگیں بیک وقت ایک جھٹکے سے اوپر کواٹھیں اور اس کی ٹانگوں پر اسی لمحے گرنے والی کرسی بیکھٹ اس طرح واپس بیڑھیوں کی طرف گئی جیسے دیوار سے ٹکرا کر گیند واپس جاتی ہے۔ ڈک جو اطمینان سے بیڑھیاں اترنے میں مصروف تھا بروقت اپنے آپ کو نہ سنبھال سکا اور کرسی پوری قوت سے اس کے سینے سے جا ٹکرائی۔ اس وقت ڈک کے قدم ایک بیڑھی سے دوسری بیڑھی کی طرف بڑھ رہے تھے اس لئے وہ اس ضرب سے جو بظاہر

دی گئی تھی۔ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور چیخا ہوا میٹروں پر گرا اور اس نے اپنی طرف سے سنبھالنے کی بے حد کوشش کی۔ لیکن یہاں تک کہ وہ کرسی کی جھریں ضرب کی وجہ سے اچھل کر پشت سے بل بیڑھیوں پر گر گئی اور چکر کی شہیدہ باز کے کھلنے کی طرح مسلسل قلعہ بازیاں کھاتی ہوئی بیڑھیوں سے نیچے لڑھکتی چلی گئی۔ لیکن اس کے ہاتھوں سے شکل کر مینے ہی اڑتی ہوئی دُور برآمدے میں ایک دھماکے سے جا گر گئی تھی۔ البتہ کرسی جویا کے ساتھ ہی پلٹتی نیچے گر رہی تھی۔

ہونہار! — عورت مجھے مارے گی — مجھے اپنی ڈک ٹوک نے انتہائی طنز پر لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے بیڑھیاں چھلانگنا شروع کر دیں۔

اجی وہ چوتھی بیڑھی پر تھا کہ جویا کرسی سمیت نیچے برآمدے جا گری۔ ڈک نے چھلانگ لگا کر دو اور بیڑھیاں چھلانگنی تھیں مگر وہی ہوئی جویا کی دونوں ٹانگیں بیک وقت ایک جھٹکے سے اوپر کواٹھیں اور اس کی ٹانگوں پر اسی لمحے گرنے والی کرسی بیکھٹ اس طرح واپس بیڑھیوں کی طرف گئی جیسے دیوار سے ٹکرا کر گیند واپس جاتی ہے۔ ڈک جو اطمینان سے بیڑھیاں اترنے میں مصروف تھا بروقت اپنے آپ کو نہ سنبھال سکا اور کرسی پوری قوت سے اس کے سینے سے جا ٹکرائی۔ اس وقت ڈک کے قدم ایک بیڑھی سے دوسری بیڑھی کی طرف بڑھ رہے تھے اس لئے وہ اس ضرب سے جو بظاہر

ابھی اس نے مکرر ایک قدم ہی اٹھایا تھا کہ یکجہت ڈک کسی بڑے لڑکے نے کہا کہ اس کا جسم فضا میں ہی پلٹ گیا اور وہ جو لڑکا اپنے ساتھ
 کی طرح فضا میں اچھلا اور دوسرے لمحے وہ جو لڑکا کو ساتھ لئے دوپٹے پہنچے ہی جو لڑکا سنبھل گئی اور اس نے بھی ڈک کی طرح بجھی
 ہنختہ فرش پر جا گرا۔ اس بار جو لڑکا منہ کے بل نیچے سینچہ فرش پر گری گئی کسی تیزی سے اپنے جسم کو یکجہت موڑا اور دوسرے لمحے جو لڑکا کی
 اور ڈک اس کے اوپر جیسے چھاسا گیا تھا۔

نیچے گرتے ہی ڈک تے دونوں ٹانگیں سمیٹ کر اس کی پشت پر ہاتھ ہی جو لڑکے نے اچھل کر دونوں گھٹنے اس کے پیٹ میں مارے اور
 پر گھٹنوں کی منہ بٹ لگائی جا رہی۔ لیکن اس واؤ کو استعمال کرنے کی وجہ سے وہ مار کھا گیا۔ چونکہ اس کا پچھلا جسم اوپر کو اٹھا تھا اس لئے
 جو لڑکا نے یکجہت اپنے جسم کو اوپر اٹھا کر آسے اپنے سر کی دھڑکیوں
 پلٹ دیا۔ اور ڈک ایک زوردار دھماکے سے پشت کے بل فضا میں جا گرا۔ اور جو لڑکا اچھل کر اس کے اوپر گری۔ جو لڑکا نے اس کی ہانک
 پر ٹھکر مار لی جا رہی۔ لیکن ڈک بجلی کی سی تیزی سے پلٹ گیا اور زوردار دھماکے سے اس کے اتنی تیزی سے پلٹ جانے کی وجہ سے پہلو کے بل ایک
 طرف جا گری اور پھر وہ دونوں ہی بیک وقت اٹھ کر کھڑے ہوئے
 میں کامیاب ہو گئے۔

دونوں کے سامنے تیز تر پہل سے تھے اور شین گن ان دونوں
 سے تھوڑے فاصلے پر ہی پڑی تھی۔ لیکن اب دونوں کی توجہ ہی اس
 طرف نہ تھی۔

میں تینیں عبرت ناک موت ماروں گا۔ ڈک نے بڑی طرف
 واپس پلٹے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے یکجہت جو لڑکا
 چھلانگ لگا دی۔

جو لڑکا بجلی کی سی تیزی سے سائیڈ میں رہی۔ لیکن ڈک بھی مارل آٹل

میں چھٹا ہوا سیکھت تھا باڑی کھا کر ایک زوردار دھماکے سے بھاگتا تھا اور جولا کا جسم بھی پلٹ کے بل فرش سے جاگتا تھا۔ یہی جی کا کارہ ڈک کی ریڑھ کی ہڈی سے بھر اور اعجاز میں مکرایا تھا اس نے ڈک کے حلق سے ایک خوفناک جھنجھکی ادا کی اس کا جسم بڑی طرح کانپنے لگا۔ جولا اچھٹ کر کھڑی ہو گئی۔ ڈک اب یہی جی کے کنارے سے لڑکھڑکھ کر فرش پر جاگتا تھا اور اس کا جسم مسلسل خڑب خڑب رہتا تھا۔ وہ بار بار اپنے ہاتھوں کو چا کر اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن اس کا جسم اس کا ساتھ نہ دے رہا تھا۔ ڈک کا چہرہ تکلیف کی شدت سے اس قدر متاثر ہو چکا تھا کہ اس کی شکل ہی بگڑ چکی تھی۔

جولا اس کی یہ حالت دیکھ کر سیکھت پلٹی اور پھر اس نے ایک طرف بڑی ہوئی مشین گن کی طرف چھٹا لگائی۔ لیکن دوسرے لمحے اس کی پیشانی پر ایک زوردار ضرب لگی اور وہ چھٹی ہوئی فرش پر گر گئی۔ اچانک پلٹ کر چھٹا لگائے کی وجہ سے اس کی پیشانی بڑی طرح ستون سے ٹکرائی تھی۔ یہ ضرب اس قدر زوردار تھی کہ اس کی آنکھوں کے سامنے سیکھت تار سے تار سے ناچے اور پھر اندھیرے اس کے ذہن پر مکمل قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ وہ بیہوش ہو چکی تھی۔ بیہوش ہوتے وقت اس کے کانوں میں ڈک کے ٹری طرح کرانے کی آواز آخری آواز کے طور پر محفوظ ہو چکی تھی۔ ڈک کی ریڑھ کی ہڈی اس طرح ناکارہ ہو چکی تھی کہ اس کا سر اوپر ہیٹ سے اوپر والا جسم ہی حرکت کر سکتا تھا۔ پچھلا جسم بے کار ہو گیا تھا۔ اس نے وہ مسلسل

گوشش کے باوجود اٹھ کر کھڑے ہونے میں کامیاب نہ ہو رہا تھا۔ جولا کو اس طرح ستون سے ٹکرا کر نیچے گر گئے اور پھر ایک لمحے اپنے کے بعد ساکت ہو گئے دیکھ کر ڈک کی آنکھوں میں چمک سی رہی اور اس نے اپنے اگلے جسم کی مدد سے اپنے جسم کو فرش پر گھسیٹا دیا۔ اور کسی معذور آدمی کی طرح وہ گھسٹ گھسٹ کر باڑے کے کونے میں بڑی ہوئی مشین گن کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس کے منہ سے برابر کراہیں نکلتی رہی تھیں۔

بے پناہ تکلیف کی وجہ سے ڈک کا اپنا ذہن بھی مسلسل اندھیروں کی مینار میں تھکی چکی۔ لیکن وہ اپنی بے پناہ قوت ارادی کی وجہ سے ان کو بار بار جھٹک دینے میں کامیاب ہو رہا تھا۔ اور پھر قدرتی ہی کوشش کے بعد وہ مشین گن تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے مشین گن اٹھا کر پلٹا چلا گیا تاکہ فرش پر پڑی ہوئی جولا کو گولیوں سے جھون ڈالے لیکن پچھلا جسم بے کار ہوئے کی وجہ سے وہ آسانی سے گھوم نہ سکا اس نے ایک ہاتھ میں مشین گن پکڑی اور دوسرے ہاتھ کو فرش پر جھکا کر پوری قوت سے اپنے لئے کار جسے کو گھما کے کی کوشش کی تو اس کا جسم قوس کی صورت میں گھوم گیا۔ لیکن اس کوشش میں اس کا پچھلا جسم سیکھت برآمدے کے کنارے سے نیچے واک وے پر جاگرا جو برآمدے سے کافی نیچے تھا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اوپر والا جسم بھی نہ بچ سکا۔ اور وہ مشین گن تو اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر اور فرش پر ہی گر گئی۔ جب کہ وہ خود لڑکھ کر نیچے واک وے پر جاگرا۔ وہ ایک لمحے تک وہیں پڑا سانس بھالی کر رہا تھا پھر اس نے

جس کو دونوں ہاتھوں سے سنبھال کر اٹھایا اور جلدی سے مرکز کار
کا پچھلا دروازہ کھولا اور ڈک کو پچھلی سیٹ پر لٹا دیا۔
وہ۔ وہ عورت۔ وہ۔ جو لیانا۔ اُسے۔ مم۔
مم۔ مارنا ہے۔ اُسے۔ ڈک نے جسم بچے میں کہا۔
کیونکہ اس حالت میں اس کی آواز بھی زیادہ اونچی نہ نکلی رہی تھی۔
لیکن گھبراہٹ سے مرنے لگا۔ اس کی بڑبڑاہٹ ہی نہ سنی اور جلدی
اسے دروازہ بند کر کے وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور دوسرے
لے کار کے ٹائر تیزی طرح پھٹتے ہوئے موٹر کاٹ گئے اور پھر کار
آندھی اور طوفان کی طرح مچانک کی طرف دوڑتی چلی گئی۔

اپنے جسم کو دوبارہ حرکت دی اور دونوں ہاتھ اوپر کر کے برآمدے
کے کنارے پر گر گئے۔ وہ ایک بار پھر گھسٹ کر اوپر چڑھنا چاہتا تھا
کہ اچانک اُسے اپنی پشت پر لان کے پاس مچانک ٹھکنے کی آواز
سنائی دی۔ وہ یہ آواز سننے ہی سانپ کی کسی تیزی سے پلٹا۔ لیکن
اس طرح اچانک پٹنے کی وجہ سے وہ یکجہت پہلو کے بل پختہ دھنکے
سے جا گرا۔ اور اس کے سر پر شدید چوٹ آئی۔ اور اس چوٹ سے
ایک لمحے کے لئے اس کا دماغ ماوت ہو گیا۔ البتہ اس کی آنکھیں
کھلی ہوئی تھیں۔

ڈک نے مچانک میں سے ایک کار تیزی سے اندر آتی ہوئی دیکھی
وہ کار یہ بھی اس کی طرف بڑھی آ رہی تھی۔ اس کار کو دیکھتے ہی اس
کے ذہن کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور اس کا جامد و ساکت ذہن اس
جھٹکے کی وجہ سے دوبارہ حرکت میں آ گیا۔ وہ کار کو پہچان گیا مگر
گٹار کی کار تھی۔

کار بالکل اس کے قریب آ کر رکی اور دوسرے لمحے گارز دروازہ
کھول کر تیزی سے نیچے اترا۔

بب۔ بب۔ ہاں آپ!۔ آپ اس طرح؟
گارز نے جھک کر اسے اٹھانے کی کوشش کی۔
میرے جسم کا پچھلا حصہ بے کار ہو گیا ہے۔ ڈک نے اٹکتے
اٹکتے بچے میں کہا۔

اوه ہاں!۔ آپ کی حالت تو مہبت خراب ہے۔
گارز نے گھبراتے ہوئے بچے میں کہا اور اس نے تیزی سے ڈک کے

ظاہر ہے کوٹھی میں اس وقت ڈاگ مین کا چیف اس ڈاگ اور جو لیا ہی
موجود ہوگی اور ڈاگ تو جھانک کھولنے آئے گا نہ تھا۔ اس لئے لارنس
کے جانے کے بعد جھانک کسی نے بند نہ کیا تھا۔ بلکہ ہوا کی وجہ سے وہ
آدھا بند ہو گیا ہوگا۔

چنانچہ وہ کار سے اتر ا اور اس لئے کار کا راستہ بندے کے لئے
خود ہی جھانک کے پٹ پوری طرح کھول ڈالے۔ جھانک کھول کر
وہ دوبارہ کار میں بیٹھا اور کار کو تیزی سے کوٹھی میں لے آیا پورچ
میں کار روک کر عمران نے دروازہ کھولا اور نیچے اتر آیا۔ اس کی
چھٹی جس بتا رہی تھی کہ کوٹھی خالی پڑی ہے۔ کوئی آدمی اس میں
موجود نہیں ہے۔

یہ اس کیس ہوتے ہی وہ حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگا کہ آخر
کوٹھی خالی ہونے کی وجہ کیا ہے۔ کیا ڈاگ کو کوئی شک پڑ گیا ہے
حالانکہ نظام پر اس کا کوئی امکان نہ تھا۔ عمران تیزی سے برآمدے
پر چڑھا اور اندرونی کمرے میں داخل ہو گیا۔ اور کمرے میں داخل
ہوتے ہی عمران نہ صرف ششک گیا بلکہ اس خیال سے وہ ہنٹ
چلنے لگا کہ ڈاگ ایک بار پھر اس کے ہاتھوں سے نکل گیا تھا۔ کیونکہ
کمرے میں ایک کرسی پڑی ہوئی تھی جس کے گرد رسیاں اس طرح
پڑی تھیں جیسے کسی بندھے ہوئے آدمی کو جلدی میں کھول کر رسیاں
نیچے جھانک دی گئی ہوں۔ مافی کہ وہ خالی تھا۔ اب اتنا تو عمران
سمجھتا تھا کہ اس کرسی پر جو لیا کو باندھا گیا ہوگا۔ لیکن پھر یہ لوگ
کہاں گئے اور کیوں گئے۔ وہ تیزی سے مڑا اور اس نے جلدی

عمران لارنس کے ایک آپ میں سفید کار چلتا ہوا تیزی سے
ایگزیٹرینڈر کا کوئی کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ پچھلی سیٹ پر نعمانی
لیٹا ہوا تھا۔ اس نے مجرموں کے اڈے میں پہنچ کر بیہوش آدمی کا
رول ادا کرنا تھا۔ لیکن ظاہر ہے راستے میں اس کی ضرورت نہ تھی۔
اس لئے وہ ڈرے اطمینان سے سیٹ پر لیٹا ہوا تھا۔

ایگزیٹرینڈر کا کوئی میں داخل ہوتے ہی عمران نے مطلوبہ کوٹھی
کی تلاش شروع کر دی اور پھر جلد ہی اسے اپنی مطلوبہ کوٹھی نظر
آگئی۔ یہ ایک چھوٹی سی کوٹھی تھی۔ اس کا جھانک آدھا کھلا ہوا
تھا۔ بیرونی ستون پر ڈاکٹر گھر کے نام کی پلیٹ بھی موجود تھی۔ عمران
نے کار جھانک کے سامنے روکی اور پھر خود دروازہ کھول کر نیچے اتر
آیا۔ پہلے اسے مارن دیشے کا خیال آیا تھا۔ لیکن پھر فوراً اسے یاد
آگیا کہ لارنس نے بتایا تھا کہ وہ کوٹھی میں اکیللا رہتا ہے۔ اس لئے

جلدی عمارت کے باقی کمرے دیکھتے شروع کر دیئے۔ تمام کمرے خالی پڑے ہوئے تھے۔ وہاں کسی ذی روح کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ البتہ ہر کمرے میں روشنی باتاقدہ ہو رہی تھی۔

عمران ہونٹ چباتا ہوا واپس برآمدے میں آیا اور کار کی طرف بڑھ کر اس کے کار کا پچھلا دروازہ کھول دیا۔ نعمانی بیہوش بنا چکی سیٹ پر بڑا ہوا تھا۔

”باہر آ جاؤ۔ اب اداکاری کی ضرورت نہیں رہی۔ ڈرائے کا پہلے ہی ٹولپ سین ہو چکا ہے۔“ عمران نے کہا اور نعمانی نے چونک کر آنکھیں کھولیں اور آٹھ بیٹھا۔

”کیا ہوا عمران صاحب! کیا ٹولپ سین لگائی ہے حیرت ہو رہی ہے؟“

”باہر آؤ۔“ وہ بولا کو یہاں سے نکال کر لے گیا ہے۔ اب پھر اس کو ڈھونڈنا پڑے گا۔“ عمران نے وہیچھے ہشتے ہوئے کہا اور نعمانی کاہ سے باہر آ گیا۔

عمران برآمدہ کمرے کے واپس اسی کمرے میں آیا جہاں وہ خالی کرسی اور برسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ وہ اب غور سے کمرے کی حالت دیکھ رہا تھا تاکہ کوئی کیو مل سکے۔ نعمانی بھی اس کے پیچھے آ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

”عمران صاحب! یہ فرار کیسے ہو گیا۔ اس کو کیسے شک پڑ گیا۔“ نعمانی نے صورت حال کو دیکھتے ہوئے اُلجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

حیرت ہے۔ اس قدر محتاط آدمی میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔“ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے جواب دیا۔ وہ کوٹھی خالی ہونے کی وجہ سے اب اپنے اصل لیجے میں بول رہا تھا۔

عمران ایک لمحے تک دیکھتا رہا پھر واپس دروازے کی طرف مڑا جی تھا کہ اس نے چھت کے درمیان چلتے ہوئے بلب کو کیگھٹ تیز ہوتے دیکھا۔ اس وقت وہ دروازے کی چوکھٹ میں پہنچ چکا تھا۔ نعمانی اس کے ساتھ کمرے کے اندر تھا کہ کیگھٹ کوہ لیں ڈولا جیسے شدید زلزلہ آگیا ہوا اور عمران نے نعمانی کو بازو سے پکڑ کر چوکھٹ میں گھسیٹ لیا۔

اسی لمحے ایک خوفناک اور کان چھاڑ دھاک ہوا اور وہ دونوں نے اختیار اچھل کر کمرے سے باہر راہداری کی سانے والی دوار سے نکل کر نیچے گھرے اور اس کے ساتھ ہی برط اندھیرا سا چھیل گیا۔ عمران اور نعمانی کو لیں غسوٹ ہوا جیسے پوری کوٹھی کی چھتیں کیگھٹ پھٹتی ہوئی۔ ان کے جھوں پر کسی باریک سی چیز کی جیسے برسات سی ہو گئی اور ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں ان دونوں کے جسم اس باریک سی چیز کے ڈھیر میں دب گئے۔ عمران کو اپنا سانس نہ لگتا ہوا محسوس ہوا تو اس نے خود ہی سانس روک لیا۔ مگر سانس لینے کے دوران بے پناہ مقدار میں گرد اندر جا رہی تھی اور اسی گرد کی وجہ سے اس کا سانس بند ہو رہا تھا۔ سانس روک لینے کی وجہ سے مزید گرد اندر جانے سے رک گئی تھی۔

بازگشت ختم ہوتے ہی عمران نے کیگھٹ جسم کو جھٹکا دیا تو وہ تیزی

بھال گیا ہے۔ اس لئے پوری چھت ہم پر نہیں گری۔ — عمران
 لے جیوہ بلبے میں کہا۔

فرش سے بھاڑ گیا ہے۔ — اودہ! یہ نیا طریقہ ہے۔ ورنہ تو
 بہت پر ہم چھٹکا جاتا ہے۔ — لغانی نے اپنے دونوں ہاتھوں
 سے اپنے کپڑے جھاڑ لئے ہوتے کہا۔

اب! — یہ زیادہ قوی طریقہ ہے۔ — چھٹ کرنے سے تو
 آویج سکتا ہے۔ — لیکن اگر فرش ہی اڑ کر چھٹ سے
 باہر لے گئے تو اس فرش پر موجود آدمی کا رنج نکلا ناممکن ہے۔ اگر
 ہم دونوں فرش پر موجود ہوتے تو اس وقت ہمارے جموں کے کوشے
 بھری اور دوسرے کمروں کی چھتوں پر پڑے ہوتے۔ — عمران
 نے کہا اور پھر تیزی سے باہر برآمدت کی طرف بڑھنے لگا۔ لغانی
 بھی اس کے پیچھے لپکا۔ برآمدہ کی چھٹ کا بھی گشتی جگہ سے
 طے کر اٹھا۔ لیکن باقی چھٹ محفوظ تھی۔

عمران اور لغانی جیسے ہی برآمدہ میں پہنچے، اچانک دوسرے
 ایک سنوائی چیخ سنائی دی اور وہ دونوں تیزی سے چوٹک پڑے۔
 چیخ گہرائی میں دو توجہ کی جگہ تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی عورت
 کسی اونچی جگہ سے نیچے گری ہو گئی ہو۔

اودہ! — یہ چیخ تو ہر ایک کی گھنٹی ہے۔ — عمران نے تیز
 لپچ میں کہا اور تیزی سے دوڑتا ہوا برآمدہ پار کے لان میں آ گیا۔
 اور اس طرف کو دیکھنے لگا جدھر سے اس کا اندازہ تھا کہ چیخ کی آواز
 سنائی دی تھی۔

سے اوڑھ کر کھڑے ہو جانے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے جسم سے ایک
 بجری چھل کر نیچے گری۔ اب مکمل اندھیرے کی بجائے ملکی سی
 روشنی اور چھت سے دکھائی دے رہی تھی۔ عمران نے اپنے آپ
 کو آدھے جسم تک بجری کے ڈھیر میں وزن دیکھا۔ لغانی اندھیری
 تھا۔ اسی لمحے قریب ہی بجری کے ڈھیر میں حرکت ہوئی تو عمران کو
 لغانی کا خیال آیا اور اس نے آدھ بڑھا کر عبدی سے ڈھیر بٹھا کر
 کیا۔ دوسرے لمحے لغانی بڑی طرح سر جھٹکا ہوا ڈھیر میں سے نمودار
 ہوا۔ اور باہر آ کر اس نے جیسے ہی سانس لیا اس نے مسلسل جھینگیں
 مارنا شروع کر دیں۔ وہ کہہ جس میں ایک لمحہ پہلے عمران اور لغانی
 موجود تھے عجیب و غریب انداز میں تباہ ہو چکا تھا۔ اس کا وزن
 غائب تھا اور وہاں ایک گہرا گڑھا نظر آ رہا تھا۔ اور چھٹ اور دیواروں
 کا اوپر والا حصہ غائب ہو چکا تھا۔ جب کہ گیلری کی چھت میں وہ دونوں
 پڑے تھے۔ اس کی چھٹ سے باہر ایک بجری کا ڈھیر نیچے گرا تھا البتہ
 دیواریں اور چھت پر سرے کا جال صحیح سلامت تھا البتہ وہ جال
 کافی نیچے کی طرف جھکا آ رہا تھا۔ جیسے اس پر بے پناہ وزن پڑا ہو
 عمران صاحب! — یہ کیا ہوا ہے؟ — لغانی نے
 چھینکوں کا ٹکڑیل سلسلہ ختم ہونے پر تیزی سے ٹول ٹول کر سنے
 ہوئے کہا۔

کہہ کے فرش میں کوئی ہم موجود تھا۔ اسے بھاڑا گیا ہے اور
 فرش نے اڑ کر کرے کی چھٹ غائب کر دی ہے۔ — اور شاید
 اس کا لمبہ اس گیلری کی چھٹ پر پڑا ہے۔ لیکن سرے کا جال اسے

اے! — یہ تو بچپن کی کوئی بات ہے دو منزل — اس کی تو پڑت ہے اس طرف — اور ساری پشت بند ہے۔ کوئی کھڑکی یا دروازہ نہیں ہے۔ پھر یہ چرخ کہاں سے آگئی ہے — عمران نے حیرت سے اُدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔
 ہو سکتا ہے کہ کھٹک کوئی بھی انہی لوگوں کے پاس ہو۔
 ہاں! — یہ ہو سکتا ہے۔ آدیرے ساتھ — عمران نے چھانک کی طرف دوڑتے ہوئے کہا۔
 عمران صاحب! — یہ کار لے لیں — لغفانی نے کہا۔
 نہیں! — یہ مجرموں کی کار ہے۔ اگر وہ دُش ہوئے آؤ اسکتے ہیں تو کار بھی اڑانی جاسکتی ہے۔ جلدی آؤ۔
 عمران نے مڑے بغیر کہا اور پھر چھانک سے باہر نکل آیا۔ لغفانی اس کے پیچھے تھا۔
 وہ دونوں بھری میں دفن ہونے کی وجہ سے بھرت نظر آرہے تھے لیکن اس وقت عمران کے کانوں میں جو لیا کی چرخ کی بازگشت ہی سنائی دے رہی تھی اس لئے وہ کسی کی پروا نہ کئے بغیر بے تھکا چھانک سے باہر نکل کر واپس طرف دوڑا ہوا تھا۔ ساتھ روڈ تقسیم آؤ کوئٹھوں کے بعد بھی عمران دوڑتا ہوا اس سائڈ روڈ پر پہنچا اور پھر وہاں سے بھاگتا ہوا وہ کافی دیر بعد پہنچی سڑک پر آیا جو اس کے اندازے کے مطابق پہنچی کوئٹھ کے سامنے کے چرخ کو جاتی تھی جیسے ہی عمران اس سڑک پر مڑا اس نے دُور ایک سڑج رنگ

کار کو تیزی سے ایک کوئٹھ کے چھانک میں مڑتے ہوئے دیکھا۔
 انا صاف صلہ ہونے کی باوجود عمران اس کار کو پہچان گیا۔ یہ وہی کار تھی جس میں سے ہنسل نما چپس ٹائیکر کی وگن اور جو لیا اور دوسرے لڑائی کی کاروں میں پھینکی گئی تھیں۔ اور نا صلہ تیار ہوا تھا کہ جس کو کوئٹھ میں یہ کار مڑی ہے وہ کوئٹھ پہلی والی کوئٹھ کے بالکل عقب میں ہے نا پھر اب آتے لیٹین ہو گیا کہ جو لیا کی چرخ اس عقبی کوئٹھ سے ہی آئی ہوگی۔ اب تک وہ صرف امکان پر جا رہا تھا۔ لیکن اس سڑج رنگ کی کار کو پہچاننے کے بعد یہ امکان یقین میں بدل گیا تھا۔
 عمران کے دوڑنے کی رفتار اور زیادہ تیز کر دی۔ لغفانی بھی اس کے پیچھے مسلسل دوڑ رہا تھا۔ کوئٹھوں میں آنے والے لوگ بڑی جیت بھری نظروں سے انہیں اس طرح بے سحشا انداز میں دوڑتا ہوا دیکھ رہے تھے۔
 عمران ابھی اس عقبی کوئٹھ سے ایک کوئٹھ دُور تھا کہ وہی سڑج رنگ کی کار انتہائی تیز رفتار سے کوئٹھ سے باہر نکل کر پھر اسی تیز رفتار سے مخالفت سمت سڑج گئی۔ اس کی رفتار خاصی تیز تھی۔ اس لئے عمران کسی صورت بھی اس تک نہ پہنچ سکتا تھا اور نہ ہی اس وقت اس کے پاس ایسا کوئی ہتھیار تھا کہ جس سے وہ اس کار کو روک سکا۔ چنانچہ جب تک وہ عقبی کوئٹھ کے گریٹ تک پہنچا کار کافی آگے جا چکی تھی۔ اور پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ کار بائیں طرف مڑی اور نظروں سے اوجھل ہو گئی۔
 عمران ایک طویل سانس لے کر کوئٹھ کے کٹے چھانک میں مڑ گیا اور

آجائے گی۔۔۔ نعلانی نے تیز لہجے میں کہا۔
 کوئی بات نہیں۔۔۔ آنکھوں پر لٹکیں کا بیٹھنا دیوں پر برسے
 فخر سے بلیا جاتا ہے کہ دیکھو ہم لڑکیوں کے سامنے ڈاکٹر بن گئے جانتے
 ہیں۔۔۔ اب مقدمہ کہاں کی رائے ہو گئے۔۔۔ عمران نے لہجے میں
 سے ڈر کر جواب دیا اور پھر یہی باتیں بولتا ہوا اور چڑھتا گیا۔
 یہ پورا ڈھیسٹ سے نعلانی۔۔۔ جولی نے مسکراتے ہوئے کہا
 اور نعلانی نے تخت پار نہیں دیا۔
 یہ تم لوگ یہاں کیسے پہنچے۔۔۔ اور تمہاری یہ حالت
 جولی نے ایک لمحہ تک سر خمیدہ لہجے میں نعلانی سے پوچھا اور نعلانی
 نے جو کچھ اسے معلوم تھا تفصیل سے بتا کر شروع کر دیا۔
 اوہ!۔۔۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ یہ دھماکا اس لئے تم لوگوں کو
 کرنے کے لئے کیا ہے تو میں اس کے ٹرٹے سے پہلے ہی اس کی
 گولیوں سے چھلنی کر دیتی۔۔۔ بس میں اس پوچھ گچھ میں پڑ
 گئی تھی کہ یہ دھماکا اس لئے کیا ہے۔۔۔ کیونکہ دھماکے کے
 بعد میں نے اس کے ملحق ہونے والا فاحشہ قہقہہ سن لیا تھا۔
 فاحشہ قہقہہ کس کا۔۔۔ وہ کون ہے جو تمہاری بجائے تمہارے
 سامنے فاحشہ قہقہہ مار سکتا ہے۔۔۔ اسی لئے عمران نے
 یہی بات کر رہی ہیں۔۔۔ ڈک نے یہی ہم سے دھماکا
 کیا تھا۔۔۔ اور پھر اس نے یہی سمجھا کہ ہم اس کمرے میں ہی ختم
 ہو گئے ہیں۔ اس لئے وہ فاحشہ قہقہہ لگا رہا۔۔۔ نعلانی

کہاں!۔۔۔ میں نے چپک کر لیا ہے۔۔۔ اور زبردست جادو جگمگ
 میں موجود ہے۔۔۔ غلامیہ قسم کا انتظام ہے یہاں کا۔۔۔
 خیال اب آؤ یہاں سے نکل چکیں۔۔۔ کیونکہ دھماکے والی کوئی
 لڑکیاں پہنچ چکی ہے اور وہ لازماً یہاں پہنچ جائے گی۔
 ان کے تیز لہجے میں کہا اور دھماکے کی طرف اشارہ کیا۔
 باہر خاصے لوگ موجود ہیں۔۔۔ وہ حمار بچھا کریں گے۔ اور
 اسے پاس کوئی سواری بھی نہیں ہے۔۔۔ نعلانی نے کہا۔
 سواری نہیں ہے تو مشین گن تو ہے۔۔۔ یہ ایسی سواری
 ہے جو آدمی کو ایک لمحے میں اس جہاں سے دوسرے جہاں پہنچا
 دیتی ہے۔۔۔ کیونکہ کیا خیال ہے۔ اس کی تیز رفتاری کا کوئی
 اندازہ کر سکتا ہے۔۔۔ عمران نے کہا اور نعلانی اور جولی
 دونوں ہی ہلنس پڑے۔
 اب کیا پروگرام ہے۔۔۔ جولی نے دھماکے سے باہر
 نکلے ہوئے کہا۔ نعلانی اس کے متناظر اس نے مشین گن باہر موجود
 آڑیوں کی طرف سیدھی کر کے انتہائی کڑخت لہجے میں کہا۔
 دھماکا سب۔۔۔ درہ ایک ایک کو بھونک ڈالوں گا۔
 نعلانی کا لہجہ اتنا کڑخت تھا کہ اگر اس کے ہاتھوں میں مشین گن نہ
 بھی ہوتی تب بھی لوگ دہشت زدہ ہو کر لازماً جھاک سکتے اور پھر
 یہاں کو سونے پر سہاگے والی بات سمجھتی۔ لہجہ بھی تھا اور مشین گن
 بھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ لوگوں میں مجھ ڈر سی مچ گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے

اسی طرح جھلکے ہوئے لمبے لمبے میں کہا۔
 "شک۔ اور تو یہ بات ہے۔ میں بھی کہوں کہ آج جولیا
 بول ابر بار میرا بازو کچھ سرری ہے۔ واہ میاں لارنس! تمہارے
 تپ آپ سے اتنا تو فائدہ ہوا۔" عمران نے کہا اور پھر جولیا
 نے آنکھیں جوئے باغ سے بچنے کے لئے انتہائی تیزی سے آگے
 بڑھ گیا۔

گلی کے اختتام پر ایک چھوٹی سی کوئٹھی کا میچا ٹک کھڑا ہوا تھا اور
 لٹ کے قریب ہی سرخ رنگ کی ایک سپورٹس کار کھڑی تھی
 توئٹی کے برونی حصے میں کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔

"آپ لوگ ایک طرف ہو جائیں۔ میں یہ کار لے آتا ہوں۔
 لڑکے پولیس تک لازماً اطلاع پہنچ گئی ہوگی اور وہ جہاں اب گھیرنے
 کی کوشش کر رہے گئے۔" عمران نے یکدم بخیرہ ہوئے ہوئے
 کہا اور پھر خود تیزی سے کھلے گیٹ کے اندر داخل ہو گیا۔

عمران کار کی اوپر لے کر آگے بڑھا تو اسے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی
 کہ کار کا دروازہ لاک نہ تھا۔ اس نے آہستہ سے کار کے جینڈل پر
 ہاتھ رکھا ہی تھا کہ اچانک اس کے کانوں میں ایک آواز پڑی تو وہ
 اسے اختیار چونک پڑا۔ جو آواز دوسرے آتی تھی لیکن اس میں ایک
 لفظ قتل کا اسے سنائی دے گا تھا۔

"ادہ۔" کہیں اندر کوئی قتل کی واردات تو نہیں ہو رہی۔
 اس لئے چانک جی کھول کر رکھا گیا ہے اور کار جہاں لاک نہیں کی
 گئی۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے

سرک خالی ہو گئی۔
 "تم نے بتایا نہیں کہ اب کیا پروگرام ہے۔ میں اس ڈر
 کی لوشیاں اپنے ہاتھوں سے لوشنا چاہتی ہوں۔" جولیا
 عمران کی طرف سے کوئی جواب نہ ملنے پر انتہائی کراخت بہنے
 میں پوچھا۔

"نکدر نہ کرو۔ میں تمہارا پیغام اس تک پہنچا دوں گا۔ فی الحال تو
 تمہیں ہسپتال پہنچنا ہے۔ جہاں آدھی سے زیادہ ٹیم پہلے
 ہی براجمان ہے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 وہ تینوں سرک پر جانے کی بجائے سرک کو اس کے تیز چلے
 سامنے والی پٹی سی گلی میں گھسن گئے تھے۔

"میںیں!۔ مجھے ہسپتال جانے کی ضرورت نہیں ہے۔"
 جولیا نے بھروسے میں کہا۔

"تو پھر میری جالی نہیں۔" عمران نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔
 "بکواس مت کرو۔ سیدھی طرح بتاؤ کہ اب ڈک کو کہاں اور
 کیسے ڈھونڈو گے۔" جولیا نے دوڑتے ہوئے اس کا بازو پکڑ
 کر جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے میرا بازو سا بازو۔ ارے کمال ہے۔ ابھی
 سے تمہاری گرفت اتنی سخت ہے تو بعد میں تو یہ۔" عمران
 نے جان بوجھ کر تھوڑا سا روکتے ہوئے کہا۔

"خوشٹ اپ ٹائنسن!۔ بروقت ایک ہی راگ۔ ایک
 ہی راگنی۔ پہلے اپنی شکل دیکھو جا کر آئینے میں۔" جولیا نے

نہاوردونوں کا خاتمہ یقینی تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ بعض اوقات قدرت مجھے کیسے اتفاقات پیدا کر دیتی ہے۔

برآمدے میں اکبر کمرے کا دروازہ تھا جو پوری طرح بند نہ تھا۔ عمران نے آہستہ سے دروازے کو دھکیلا تو وہ بغیر آواز پیدا کیے کھٹکا گیا۔ اس وقت وہ آدمی اپنے سامنے میز پر رکھا ہوا ٹرانسمیٹر آہٹ کر رہا تھا۔ اس کی چوکیدہ دروازے کی طرف سائیڈ تھی اس لئے دروازہ کھٹکا اس نے دیکھ لیا تھا۔ چنانچہ وہ بری طرح چونک کر دروازے کی طرف مڑا اور ساتھ ہی اس کے برقی زنگاری سے بغل سے ملتی ہوئی مضمین گن بھی اٹار لی۔ لیکن عمران بڑے اطمینان سے دروازے میں کھڑا تھا۔ کیونکہ وہ لارنس کے میک آپ میں تھا اور غلام سرے لارنس ان لوگوں کا ہی ساتھی تھا۔ دوسرے لمحے اس آدمی کی اکھوں میں شناسائی کی چمک ابھری۔

”اوہ لارنس تم! تم یہاں کیسے آئے۔“ اس نوجوان نے مضمین گن نیچے کرتے ہوئے کہا۔

”جیف آپس کی کال وصول کر لی۔“ عمران نے لارنس کے لیے میں نے مضمین گن انعام میں کہا اور کمرے میں داخل ہو کر اس کی طرف بڑھنے لگا۔

”اے!۔“ اسی کال ختم ہوئی تھی۔ لیکن تہاوری یہ حالت تم تو مجھوت بنے ہوئے ہو۔ کیا جوا۔“ نوجوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”بس ایک مشن کے دوران یہ حالت ہو گئی ہے۔ اس نے

آگے بڑھا۔ برآمدے کے ساتھ کمرے کی کھڑکی کھلی ہوئی تھی اس پر پردے پڑے ہوئے تھے۔ آواز اسی کمرے سے آتی تھی۔ عمران تیزی سے اس کھڑکی کے قریب پہنچا۔

”بہت بہتر کس!۔“ میں ان دونوں کو ہلاک کر کے آپ کے پاس پہنچ جانا ہوں۔ اب ایک واضح آواز سنائی دی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر ذرا سا پردہ اٹھایا تو دوسرے لمحے وہ اس بری طرح اچھلا جیسے اس کے پر دل تلے بم پھٹ پڑا ہو۔ اسے سامنے کرسیوں پر ٹائیگر اور خاور بیہوشی کے عالم میں بندھے ہوئے زفر آگئے اور ایک لمبا ترنگا آدمی کھڑکی کی طرف پشت کے ٹرانسمیٹر پر کسی سے بات کر رہا تھا۔

”سی ٹیگ کا بھی پتہ کر لینا۔“ اگر پولیس وہاں ابھی تک نہیں پہنچی تو وہاں برآمدے سے میں ایک لڑکی بیہوش پڑی ہوئی ہوگی۔ اس کا بھی خاتمہ کر دینا۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے ایک آواز ابھری اور عمران نے پردہ چھوڑا اور جلدی سے برآمدے پر چڑھ گیا۔ کیونکہ دوسری طرف سے بولنے والے کی آواز اس نے پہچان لی تھی۔ یہ کوئی بھی ٹیگ کا ہی آواز تھا اور اس نے ٹائیگر اور خاور کو یہاں چھوڑا تھا۔ اور اب وہ ان کی طاقت کے احکامات سے رہا تھا۔ عمران دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس عظیم مدد کا شکر ادا کر رہا تھا کہ بس اس نے اتفاقات ہی ایسے پیدا کیے کہ وہ یہاں بروقت پہنچ گیا اور اس کے کانوں میں آواز بھی پڑ گئی۔ ورنہ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ وہ اوھر آتے ہی نہیں۔ یا پھر کال نہ کر والیں نکل جاتا تو ٹائیگر اور

تمہارے پاس پہنچنے کے احکامات دیئے تھے اور نشانی یہ بتائی تھی کہ میں کال کر رہا ہوں۔ وہاں موجود دو آدمیوں کو ہلاک کر کے تم دونوں اکٹھے ہی آجانا۔ عمران نے اس کے قرعہ سبب پہنچ کر بڑے مطمئن انداز میں کہا۔

اور اچھا ٹھیک ہے۔ تمہارے پاس کار نہ ہوگی۔ کوئی بات نہیں۔ میں اچھی جان دونوں کا خاتمہ کر دیتا ہوں اس کے بعد اکٹھے ہی چلیں گے۔ نوجوان نے کہا اور پھر ان کرسیوں کی طرف سرگیا۔ جن پر ٹائیگر اور خاوند بیہوشی کے عالم میں بندھے ہوئے تھے۔

سنو۔ پہلے میری بات سن لو۔ عمران نے اٹھ بازو سے پکڑ کر اپنی طرف موڑتے ہوئے کہا۔

کیا بات ہے۔؟ نوجوان کے ہچکے میں حیرت تھی۔ ان کے غم کے بعد جانا کہاں ہے۔ چھٹ باس کر رہا تھا کہ وہ بیت دور موجود ہے۔ کہیں وہ واپس تو نہیں چلا گیا۔ عمران نے کہا۔

اوسے نہیں۔ وہ تو گر و باد والے کھنڈرات کے ساتھ سپلائی ڈیولپر تھری میں ہے۔ مجھے اس نے ویس بلیا ہے۔ نوجوان نے سر جھلٹے ہوئے کہا۔

سپلائی ڈیولپر تھری۔ یہ کونسی جگہ ہے۔ گر و باد کے کھنڈرات کا تو مجھے علم ہے لیکن۔ عمران نے جان بوجھ کر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

اوسے تمہیں سپلائی ڈیولپر تھری کا علم نہیں ہے۔ گر و باد کے کھنڈرات میں بھی گئے ہوں۔ نوجوان نے منٹے ہوئے کہا۔

ہاں۔ کتنی یاد رکھا ہوں۔ عمران نے کہا۔ کھنڈرات کے شمالی طرف ایک پہاڑی ہے۔ ویران سی پہاڑی۔ اس پہاڑی کے اندر گہرے غاروں کا ایک طویل سلسلہ ہے۔ وہی سپلائی ڈیولپر تھری ہے۔ بہر حال تم میرے ساتھ جاؤ گے اس لئے تمہیں نکلنے کی ضرورت نہیں۔ نوجوان نے کہا اور دوبارہ کرسیوں کی طرف مڑا۔ اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن سیٹی کی۔ لیکن اس سے پہلے کہ مشین گن کا رخ ٹائیگر اور خاوند کی طرف ہوتا۔ عمران کا ہاتھ حرکت میں آیا اور دوسرے لمحے نوجوان کی کسٹھی پر ایک زوردار شاخہ چھوٹا اور وہ چیخا ہوا اچھل کر ایک طرف فرسٹ پر جاگرا۔ جب کہ عمران نے دوسرے ہاتھ سے مشین گن حکام کی مٹھی۔

تنت۔ نت۔ تم۔ لائسنس یہ۔ نوجوان نے نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے بڑے حیرت بھرے لمبے میں کہا۔ لائسنس بے چارہ تو کسی گھڑ لائن جیسی قبر میں پڑا ہوگا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور مشین گن اس کی طرف سیڑھی کر دی۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور جولیا اور نعمانی اندر داخل ہوئے عمران نے صرف ایک نظر انہیں دیکھا اور پھر اس نوجوان کی طرف دوبارہ متوجہ ہو گیا۔

ہم اس لئے اندر گئے کہ آخر تمہیں اتنی دیر کیوں ہو گئی اور ہم نے

تمہارا نام کیا ہے مرثیہ۔ تاکہ میں اپنی ڈاڑھی میں لکھ لوں کہ میں نے ڈاگ مین کے فلاں آدمی پر احسان کیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کبھی پھر تم سے ملاقات ہو تو تمہیں یہ احسان تو جاسکوں۔ عمران نے بڑے دوستانہ لہجے میں کہا۔ میرا نام جیکب ہے۔ نوجوان نے آہستہ سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اچھا تو جناب جیکب صاحب!۔ اب یہ بھی بتا دو کہ ڈاگ مین تنظیم میں تمہاری اہمیت کیا ہے۔ سیدنگ چوہاں تمہیں بتا رہا ہے۔ اور تمہارے پاس کار بھی موجود ہے۔ جب کہ بے چارے لارنس کے پاس تو کچھ بھی نہ تھا۔ عمران نے کہا۔

میں اس بیٹی کا نمبر ٹو ہوں۔ اس بیٹی کی لاکشس ملی ہے۔ اس بیٹی ڈاگ مین تنظیم کے ایک شعبے کا انچارج تھا اور اس کی موت کے بعد اب اس شعبے کا انچارج میں ہوں۔ جیکب نے جواب دیا۔

یعنی وہ غیر ملکی عورتوں کو ہلاک کر کے ان کی لاشوں کے ذریعے منشیات سمگلنگ کرنے والے شعبے کی بات کر رہے ہوں؟ عمران نے سہلے ہوئے کہا۔

تو اب سیکرٹ ہے۔ نوجوان نے پہلی بار نہ صرف بڑی طرح چمکتے ہوئے کہا بلکہ اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات بھی ابھر

تمہاری گفتگو کھڑکی سے سن لی تھی۔ جولیا نے کہا۔ اچھا کیا۔ تم ٹائیگر کو کھول کر کرسی سے ہٹاؤ۔ نعمانی! تم اسے اسی کرسی سے باندھ دو۔ میں نہیں چاہتا کہ یہ بے چارہ خواہ مخواہ مارا جائے۔ جلدی اس سے براہ راست تو کوئی دشمنی نہیں ہے۔ ہاں! اگر اس نے کوئی غلط حرکت کی تو پھر غیور ہے۔ عمران کے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

چلو۔ اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔ نعمانی نے فرش سے اٹھتے ہوئے نوجوان کے عقب میں پہنچ کر انتہائی کڑخت لہجے میں کہا۔ اس کے ہاتھ میں بھی منشیات گن تھی اور پھر نوجوان غلامی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور جولیا نے بڑی چھری سے کام لیا تھا اس نے ٹائیگر کی بندشیں کھول کر اسے کرسی سے ہٹا کر نیچے فرش پر لٹا دیا۔

چلو کرسی پر بیٹھ جاؤ۔ اگر اپنی زندگی بچانا چاہتے ہو تو۔ نعمانی کے اس نوجوان سے کہا اور نوجوان خاموشی سے چلا ہوا کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور جولیا نے بڑی چھری سے اٹھی رسیوں کی مدد سے اس کے جسم کو کرسی سے باندھ دیا۔

نعمانی! تم اب ٹائیگر اور خاد کو ہوش میں لے آؤ۔ اس دوران میں اس سے دو باتیں کر لوں۔ پھر تم چل پڑیں گے۔ عمران نے نعمانی سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر کرسی پر بندھے ہوئے نوجوان کی طرف بڑھ گیا۔

عمران نے کھینٹ بھینڈہ ہوتے ہوئے کہا۔
 وہاں پہنچ کر میں نے سین باہر کار کی جیلڈ لائٹس جلانا چاہیں
 پھر وہاں سپلائی ڈپو نمبر تھری کے انجنیئر کی بی بی کا آدمی میرے
 پاس پہنچتا۔ میں اس آدمی کو اپنا کوڈ نمبر بتاتا۔ میرا کوڈ نمبر
 تھری تھری ہے۔ اور پھر مجھے اندر جانے کی اجازت مل
 جاتی۔ نوجوان کے کہا۔
 اور کہ! فی الحال تو تم اپنا کوڈ نمبر فیشوں کو بتاؤ۔
 عمران نے مشین گن کو مال کی طرف سے پکڑتے ہوئے کہا اور
 پھر اس سے پہلے کہ نوجوان کچھ سمجھتا، عمران نے پوری قوت
 سے اس نوجوان کے سر پر مشین گن کا بٹ مارا۔
 نوجوان کے حلق سے ہلکی سی چیخ نکلی اور اس کا سر درمیان
 سے ٹوٹ گیا اور درختوں میں لقمہ ہو گیا۔ وہ کرسی پر ہی ڈھیل
 پڑ گیا۔ وہ ایک ہی جھرپور ضرب سے ختم ہو چکا تھا۔
 تہ۔ تم نے ایک بندھے ہوئے آدمی کو مارا ہے۔
 جولانے حیرت بھرے ہلچے میں کہا۔
 جب کوئی نیا آدمی کسی پرانے آدمی کی جگہ لیتا ہے۔ تو
 پرانے آدمی کو مزاحیہ بڑھاتا ہے۔ اب اس سے کیا فرق پڑتا
 ہے کہ وہ بندھا ہوا تھا یا کھلا ہوا۔ عمران نے منہ
 بناتے ہوئے کہا۔ اور پھر آگے بڑھ کر اس نے تیری سے پہلے
 اس نوجوان کی رسیاں کھولیں اور پھر تیزی سے اس کا لباس
 امارا شروع کر دیا۔ وہ سر سے پہنے والے خون کو لباس تک پہنچنے

آتے تھے۔
 تمہارے سارے ٹاپ سیکرٹ تمہارے چیف ہاں نے پہلے
 ہی ہمیں بتا دیئے ہیں۔ اس لئے گھبرانے کی ضرورت نہیں
 ہے۔ عمران نے جواب دیا۔
 لیکن تم ہو کون۔ تمہیں یہ سب کچھ کیسے معلوم ہوا۔
 جیکب نے کہا۔
 اس کے متعلق بعد میں بات کریں گے۔ فی الحال تو تم
 میرے سوالوں کا جواب دو۔ اور سنو!۔ یہ تمہارا اسمتھان
 لے رہا ہوں اس لئے کہ اگر تم نے سچ بولا تو میں تمہیں زندہ چھوڑ
 کر چلا جاؤں گا۔ کم از کم اس لئے ضمیر تو وطنی کروں گا کہ میں
 نے ایک سچے آدمی کو زندہ چھوڑا ہے۔ لیکن اگر تم نے
 جھوٹ بولنے کی کوشش کی تو پھر میرا فیصلہ بدل جائے گا۔
 جھوٹے آدمی سے تو مجھے ازلی دشمنی ہے۔ باقی جیسا میں نے
 تمہیں پہلے بتایا ہے کہ تمہارا چیف ہاں پہلے ہی ہمیں سب
 کچھ بتا چکا ہے۔ مگر وہاں کے کنڈکٹات۔ وہاں موجود
 تمام مشینیں۔ مصنوعی گروہ پیدا کرنا وغیرہ وغیرہ۔ عمران
 نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔
 تہ۔ تہ۔ تم تو واقعی بہت کچھ جانتے ہو۔
 نوجوان نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔
 یہ بتاؤ کہ جب تم سپلائی ڈپو نمبر تھری میں پہنچو گے تو تمہیں
 اندر جانے کے لئے کیا کرنا پڑے گا۔ سوچ کر جواب دینا۔

سے پہلے ہی اس کا لباس اتار لینا چاہتا تھا۔
 "تو تم اب اس نوجوان جیکب کے میک آپ میں وہاں جاؤ گے۔
 جولی کے کہا۔
 "ہاں اب۔ تاکہ اس عورت مار کا خاکہ کر ہی دوں۔ — ورنہ
 وہ بچانے اور کتنی عورتوں کو مار ڈالے گا۔ — اور اس طرح کہنے ہی
 میری طرح کنوارے ہی رہ جائیں گے۔ — عمران نے مسکراتے
 ہوئے کہا اور اس کی بات سن کر نعلانی ہنسنے لگا جب کہ جولی نے
 بڑا سا منہ بنالیا۔

ٹوک آرام کرسی پر لیٹنے کے سے انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس
 کے سامنے ایک بڑی میز تھی۔ جس کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی
 پر ایک نوجوان موڈ بانڈ انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔
 "میں نے نہیں اس لئے بلایا ہے کہ اب یہاں کی صورت حال
 اس قدر عجیب ہو چکی ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ اس بارے میں کوئی
 نیا اور واضح لائحہ عمل اختیار کرنے کا فیصلہ کر لیا جائے۔ — ڈک
 نے کرسی پر بیٹھ کر نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔
 "ہاں اب۔ ابھی آپ پوری طرح ٹھیک نہیں ہوئے۔ اس
 لئے میرے خیال میں اگر آپ دو چار روز مکمل آرام کریں تو زیادہ بہتر
 ہے۔ اس کے بعد کوئی فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔ — کرسی
 پر بیٹھ کر نوجوان نے موڈ بانڈ سے کہا۔
 "مؤمن گارز! — میں اب بالکل ٹھیک ہوں۔ صرف کمر میں

بچہ بعد دیگرے اندر آئے۔

میس باس — ان دونوں نے موڈ بانہ بچے میں کہا۔

یہاں فیض آباد — ٹوک نے میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور وہ دونوں کرسیوں پر موڈ بانہ انداز میں بیٹھ گئے۔

سنو — یہاں پاکیشیا میں ہمارا تمام سیٹ آپ بڑی طرح آپ سیٹ ہو گیا ہے۔ تقریباً تمام اڈے سامنے آگئے ہیں۔ لڑنے لڑنے والی مشینیں بھی بند ہو گئی ہیں۔ کھنڈرات میں کام کرنے والی مشینیں بھی بند ہو کر بند پڑی ہیں۔ پاکیشیا سیکرٹ روس کسی بھوت کی طرح مسلسل ہمارا پیچھا کر رہی ہے۔ خاص طور پر وہ علی عمران — باوجود انتہائی کوششوں کے اس کا نام نہ

انہیں کیا جاسکا۔ ایسی صورت حال میں اب یہاں مزید کام کرنا تقریباً ناممکن ہو کر رہ گیا ہے۔ ہمارے پیچھے چھوڑ دیئے گئے ہیں۔ اور اگر یہ صورت حال کچھ روز اور مسلسل رہی تو ہو سکتا ہے کہ فوجی سمیت تمام ڈاک من تنظیم بھی ختم ہو جائے۔

اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم یہاں سے فوری طور پر تمام کام ختم کر کے واپس اپنے مین بریڈ کو واپس چلے جائیں۔ کم از کم مال دو سال گزارنے کے بعد جب یہاں معاملات جھلادیتے ہوں گے تو پھر ہم دوبارہ یہاں واپس آسکتے ہیں۔ تم دونوں کا کیا خیال ہے؟ ٹوک نے بچھے بچھے لہجے میں کہا۔

باس آ — آپ حالات کو بہتر سمجھتے ہیں۔ لیکن یہاں

آسان ہے؟ — گارنٹ نے کہا۔

اوہ — تم نہیں جانتے گارنٹ! — تم نہیں جانتے۔ پہلے میرا بھی یہی خیال تھا۔ لیکن تم دیکھو کہ اب تک کیا ہوا ہے۔ ہم سے ایک آدمی نہیں مارا جاسکا۔ جب کہ ٹوک میں نے کتنے اہم آدمی ہلاک ہو گئے ہیں۔ کس قدر افسوس خیز ہے۔ کھنڈرات سے مشینیں بھی فوری طور پر ایک کر کے یہاں منتقل کرنی پڑی ہیں۔ یہ سب کچھ ایک آدمی کی وجہ سے ہوا ہے۔ ٹھیک ہے تم جاؤ۔ جیکب جیسے ہی پہنچے۔ مجھے اطلاع کرنا۔ لیکن اسے میری اجازت کے بغیر یہاں نہ لے آنا۔ میں اس دوران سوچ کر اس بارے میں کوئی فیصلہ کرتا ہوں؟ ٹوک نے ہونٹ چلاتے ہوئے کہا۔

میس سر — گارنٹ نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے ٹوک کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جب کہ ٹوک نے کرسی کی پشت سے سر ہٹا کر آنکھیں بند کر لیں، اس کے چہرے پر گہری پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

چند لمحوں بعد ٹوک نے چونک کر آنکھیں کھولیں اور پھر لمبے بڑھا کر میز کے کنارے پر موجود ایک مین پر لپک کر دیا۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ ٹوک نے تیزی سے تیز ہو کر فوراً یہاں چھپو۔ ٹوک نے تیزی سے تیز ہو کر فوراً یہاں چھپو۔ ٹوک نے تیزی سے تیز ہو کر فوراً یہاں چھپو۔

بچے میں کہا اور نوجوان سر جھکا کر سلام کرتا ہوا واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ٹوک اور سکیتی

آپ قطعاً بے فکر رہیں باس! — آپ دیکھیں گے کہ میں کس کیلئے انتہائی حیرت بھرے لمحے میں پوچھا۔
 طرح تیزی سے کھم کرتا ہوں۔ مجھے اس سادے فن کو مکمل کرنے میں نے وہاں جمع شدہ لوگوں سے سرسری سی پوچھ گچھ کی تو بہت
 میں زیادہ سے زیادہ ایک ہفت لگے گا۔ کیونٹی نے بڑے ہاتھ بٹاکر وہاں چند افراد نے نازنگ کی ہے اس لئے پولیس وہاں آئی
 لیجے میں کہا۔

اسی لمحے میز پر بڑے ہونے نیلفیون کی گھنٹی بجی اچھی اور ڈکنے
 ہاتھ رچا کر ریور اٹھائیا۔

کیس ڈک پیکیٹ — ڈک نے کراخت لیجے میں کہا۔
 باس! — گارنر بول رہا ہوں۔ جیکب آگیا ہے باس!
 اس نے کو ڈور دست بتایا ہے۔ اور باس! اس کا میک آپ کا
 چیک کر لیا گیا ہے۔ وہ آدھے ہے۔ گارنر نے کہا۔
 مجھ سے بہت کراؤ۔ ڈک نے ایک لمحہ خاموش رہنے
 کے بعد کہا۔

جیکب بول رہا ہوں باس! — دوسرے لمحے ریور پر جیکب کی
 آواز ابھری۔

کیا کیا ہے تم نے۔ ڈک نے کراخت لیجے میں پوچھا۔
 باس! — آپ کے حکم کے مطابق ان دونوں قیدیوں کو گولی مار
 کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اور پھر وہاں سے آتے ہوئے میں
 سی ڈک کی طرف گیا۔ لیکن وہاں پولیس موجود تھی اس لئے میں اندر
 جا سکا اور واپس چلا آیا۔ جیکب نے دوبارہ لیجے میں جواب
 دیتے ہوئے کہا۔

سی۔ ٹو میں پولیس۔ لیکن وہاں پولیس کیسے پہنچ گئی؟

ٹاسک! — تمہارے پاس تمام ممبرز کی آوازوں کا ماسٹر ٹیپ موجود
 ہے۔ اس پر جا کر جیکب کی آواز کو چیک کرو۔ فوراً اور جلدی۔
 اور پھر مجھے رپورٹ دو۔ ڈک نے مائیکرو ٹیپ ٹاسک کی
 طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔
 کیا آپ کو جیکب پر شک ہے۔ ٹاسک نے ٹیپ
 لیجے ہوئے حیرت بھرے لمحے میں پوچھا۔

مجھے اب اپنے آپ پر بھی شک گذر رہا ہے۔ اس لئے
 میں ہر طرح سے مشاطہ رہنا چاہتا ہوں۔ جلدی کرو۔ ڈک
 نے تیزی سے کہا اور ٹاسک ٹیپ لے کر تیزی سے کمرے سے

بانہر نکل گیا۔

یہ جبکہ ہر طرح سے محفوظ ہے یا اس میں کوئی کمی ہے۔
 ٹامسک کے جلنے کے بعد ڈک نے کہیں سے پوچھا۔
 باس! اسے مکمل طور پر محفوظ کر دیا گیا ہے۔
 پر پوری فوج بھی حملہ کر دے تو ہمارا کچھ نہیں بچا رہ سکتی۔
 میں نے گرداب پیدا کرنے والی مشین بھی نصب کر دی ہے اور اس سے آٹا نمایاں ہوتے ہیں پھر جلد ہی غائب ہو گئے۔
 کی رینج انتہائی وسیع ہے۔
 تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلے تک انتہائی طاقتور گرداب پیدا کر سکتے ہیں۔
 کیکنی نے جواب دیا۔
 ویرگی گڈ۔ لیکن یہ مشین تو پھر چوٹی پر لگانی پڑی ہوگی۔
 ڈک نے کہا۔
 بیس باس!۔ پہاڑی کی چوٹی کے اوپر ایک بھیجنا پڑی پٹیل ہے جو تین اطراف سے بالکل بند ہے۔
 اس نے مشینوں والے فٹ کی ہے تاکہ رینج بڑھ سکے۔
 کنڈرنگ مشین میں آپریشن روم میں ہے۔
 لیجے میں جواب دیا اور ڈک نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔
 اسی لمحے دروازہ کھلا اور ٹامسک آدھی اور طوفان کی طرح اندر آیا۔
 اس نے ہاتھ میں ایک کمپوزٹ مشین اٹھائی ہوتی تھی اور اس کے چہرے پر شدید جوش کے آثار نمایاں تھے۔
 کیا ہوا۔ ڈک نے اس کا چہرہ اور انداز دیکھتے ہوئے بڑی طرح چونکا کر پوچھا۔
 کیکنی بھی چونکا کر اسے دیکھنے لگا۔
 باس!۔ میں اسے گولی مار دوں۔
 کیکنی نے تیز لہجے میں اسی لئے مشین سامنے لے آیا ہوں۔
 ٹامسک نے کہا اور اس نے جلدی سے ہاتھ میں پکڑی اور مشین میں بند رکھی اور پھر اس کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیے۔
 دوسرے لمحے مشین پر موجود مختلف ڈائلوں میں سویاں حرکت کرنے لگیں اور مختلف جگہوں پر لگے ہوئے چھوٹے چھوٹے ٹپ تیزی سے جلنے لگے۔
 پھر ٹپ سی سی سی کی آواز سنائی دی اور مشین کے دریاں میں موجود ایک خانے میں ڈی کا حرف ابھر آیا۔
 یہ حرف رینج رنگ میں تھا۔
 اوہ! اس کا مطلب ہے کہ میرا محاطہ رینج درست ثابت ہوا۔
 یہ واقعی جیکب نہیں ہے اور یہ جیکب کے میک آپ کی کوئی اور ہے۔
 یہ یقیناً سیکرٹ سروس کا آدمی ہوگا۔
 جیکب بھی ان کے ہتھیار چھو گیا ہے۔
 ڈک نے زور سے بڑبڑاتا ہوا کہہ دیا۔
 باس!۔ میں اسے گولی مار دوں۔
 کیکنی نے تیز لہجے

میں کہا۔

”مختبر و ا۔۔۔ یہ یقیناً اکیلا نہیں آیا ہوگا۔ اس نے یقیناً جیکب سے پوری معلومات حاصل کر لی ہوں گی اس لئے وہ کوڑو وغیرہ درست بتا کر اندر آنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔“ کینیڈا تم فرما کر دو لٹکے سیٹھن میں جاؤ اور باہر عمارتوں طرف نگراں کرو۔ اگر کوئی بھی آدمی نظر آئے۔ اسے گولی مار دو۔ ورنہ گرو باؤس کے ذریعے ہٹاک کر دو۔ اور ٹاسک ا۔۔۔ تم اندرونی تمام افراد کو چوکا کر دو۔ میں اس کے پاس جاتا ہوں میں اسے زندہ تباہ میں کرنا ہوگا۔ پھر اس کے ذریعے باقی افراد کو بھی ڈر سیس کیا جاسکتا ہے۔“ ڈک نے تیز سچے میں کہا اور جلدی سے کمر کی دروازہ کھولی کہ اس میں سے ریلو اور نیگا لاد اور جیب میں ڈال کر وہ اس طرح تیز تیز قدم اٹھاؤ اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جیسے اس کی کمر میں کبھی کوئی تلخی تھی مگر وہی ہی نہ ہو۔

عمار نے ریسور گارڈ کی طرف بڑھایا اور خود اطمینان سے بیچ کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اس کی تیز نظریں پورے کمرے کا جائزہ لے رہی تھیں۔ وہ اس وقت جیکب کے میک آپ میں تھا چونکہ اسے اندازہ تھا کہ سپلائی ڈیپو نمبر پتھری میں میک آپ چمکلیک مشین موجود ہوگی اس لئے اس نے خاص طور پر ایسا میک آپ کیا تھا کہ جو مشین سے چمک نہ ہو سکے۔

جیکب کا خاتمہ کرنے کے بعد وہ ٹائیگر۔ نعمانی۔ جولا اور عمار کو ساتھ لے کر جیکب کی کار میں ہی دانش مندری پہنچا تھا اور پھر دانش مندری کے گیسٹ روم میں بیٹھ کر سب کے سامنے اس نے ایکٹو کو اب تک کی مکمل رپورٹ دی اور پھر ایکٹو کے مشورے سے اس نے جیکب کے میک آپ میں ان کے اہم ترین آڈے میں داخلے کا بد و گمراہ بنایا تھا۔ اس نے بات چیت کے دوران ہی خصوصی کوڈ میں

ہے ڈاک مین کا کوئی آدمی نکل کر فرار ہوئے لگے تو اسے کوڑ کر لیا ہے
گاز نے ڈک سے بات کر کے ریسو کر ڈیٹی پر رکھا ہی تھا کہ
عمران بول پڑا۔

میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ چیف ہاس براہ راست مجھ
سے کیا بات کرنا چاہتا ہے۔ — عمران نے جیکب کے بچے میں
گاز سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

ہاس موجودہ صورت حال کی وجہ سے بے حد پریشان ہے۔
ہو سکتا ہے کہ وہ تم سے کوئی خاص بات کرنا چاہتا ہو۔ — گاز نے
جواب دیا۔

ایسی پریشانی کی تو میرے خیال میں کوئی بات نہیں ہے۔ ہاس
یہاں انتہائی محفوظ ہے۔ — اور پھر جہاں کا خیال بھی کسی کو نہیں
آ سکتا۔ — قیدی سر کچکے ہیں۔ — عمران نے کہا۔

یہ جگہ تو محفوظ ہے۔ — یہاں تو اگر پوری فوج بھی آجائے تو اندر
داخل نہیں ہو سکتی۔ — گاز واد مشین کیسی نے پہاڑی کی چوٹی پر فٹ
کر کے اس کی رینج بہت بڑھا دی ہے۔ — اس طرح یہ جگہ تو
بالکل ہی محفوظ ہو گئی ہے۔ — لیکن یہاں چھپ کر بیٹھے رہنے
سے تو کام نہیں ہو سکتا۔ — گاز نے کہا۔

پہاڑی کی چوٹی پر۔ — پھر تو وہاں ہر وقت آدمی رکھنے پڑتے
ہوں گے۔ — عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔ کیونکہ یہ اس کے لئے
نئی بات تھی۔

آدمیوں کی کیا ضرورت ہے۔ — مشین اور پر ہے وہ ایک چھتے والے

جیکب زیر کو لپٹا دیا دے دیا تھا۔ اس لئے جیکب زیر کو لپٹنے
وہی احکامات دیتے تھے جو کہ عمران چاہتا تھا۔

عمران نے اپنے آپ پر جیکب کا خصوصی میک آپ کر کے
بعد خود جو لپٹا۔ — ٹائیگر۔ — خاور اور لٹھانی کا میک آپ کیا اور انہیں اس
مشن کے لئے خصوصی ہدایات دیں۔ اس کے پلان کے مطابق خاور

اور جو لپٹا پہاڑی کے بعضی طرف سے اور ٹائیگر وادیں طرف اور لٹھانی
نے بائیں طرف موجود رہنا تھا۔ سب کے پاس خود کار اسلحہ اور خصوصی
بم موجود تھے۔ — واد ٹائیگر پر مزید ہدایات ملتی تھیں۔ — عمران نے

انہیں ہدایات دے کر پہلے بھیج دیا تھا اور خود وہ بعد میں جیکب کی
کار میں ہی گھنڈرات کی طرف آیا تھا۔ — یہاں وہ آسانی سے اڑے
کے اندر پہنچ گیا تھا اور ڈک سے اس کی بات چیت ہو گئی تھی۔

ڈک کو اس پر شک نہ ہوا تھا۔ بلکہ اب ڈک خود اس سے ملنے آ رہا
تھا۔ اور یہ عمران کے نقطہ نظر سے انتہائی مفید بات تھی۔ اس نے
ڈک سے بات چیت کے بعد بھی پلان بنایا تھا کہ وہ اس گاز نے کا خانہ

کر کے ڈک کو قابو میں کرے گا اور اس کے بعد وہ ڈک کی مدد سے
پورے اڈے پر قبضہ کرے گا۔ آتے وقت اس نے جیکب زیر کو بھی
تفصیلی ہدایات دے دی تھیں اور جیکب زیر کو اس کی ہدایات

کے مطابق خوراک کے گاؤں سے بات کر کے ایک خصوصی چھاپہ مار
دست تیار رکھا تھا۔ جو عمران کا کاشن ملے ہی تیز رفتار پہیلی کاشیوں
کی مدد سے اس پہاڑی پر اترتا اور پھر اڈے پر قابض ہو جاتا۔

سیکرت سروں کے مبروں کے نوٹے یہ کام تھا کہ اگر پہاڑی کی کسی سائیڈ

چٹان کی صورت میں ہے۔ لیکن کنوڑا لگ مشین تو اندر آپریشن رہا
میں ہے۔ گارز نے جواب دیا اور عمران نے اطمینان جبر سے
انداز میں سر ہلادیا۔

تو جبر پریشانی کیا ہے؟ عمران نے منہ نہاتے ہوئے کہا۔
تم یہ باتیں نہیں سمجھ سکو گے۔ یہ کوئی لیول کی باتیں ہیں۔
ڈاگ مین نے پیچھے معافی سیکرٹ سرکس پر پٹی ہوئی ہے۔ اور یہ
لوگ انتہائی عیار ہیں۔ دراصل باس نے خود ہی ڈھیل دی ہے
ورنہ انہیں سرنگ پر ہی آسانی سے ختم کیا جاسکتا تھا۔ گارز
نے کہا۔

ڈاگ پر۔ وہ کیسے؟ عمران نے جھنجھوٹے اچکلے ہوئے
پر جھکا اور جواب میں گارز نے اسے تفصیل بتانے لگا کہ کس طرح سیکرٹ
سروس کی کارروائی میں اس نے بیہوش کرنے والے کیسپول ڈالے اور
عمران سمجھ گیا کہ یہ وہی آدمی ہے جس نے وہ واردات کی تھی اور پھر
لازماً یہ وہی آدمی ہے جو دھماکے کے بدبختی کو مٹی میں سے ڈک کو
امٹا کر لایا تھا۔

خجیہ معلوم ہوا تھا کہ باس کو چرٹ لگ گئی ہے۔ عمران
نے کہا۔
"ہاں! لگ گئی تھی۔ لیکن میں بروقت پہنچ گیا اور اب
باس ٹھیک ہے۔" گارز نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے
کہ عمران سمجھ کہتا، دروازہ کھلا اور ڈک اکٹھ اور آدمی کے ساتھ
اندروا داخل ہوا۔ ڈک کے اندر داخل ہوتے ہی گارز احتراماً کھڑا ہو گیا

اور غلطاً ہرے عمران نے اس کی پیروی کرنی تھی اس لئے وہ بھی کھڑا ہو گیا
بیٹھ جاؤ۔ ڈک نے انتہائی اطمینان جبر سے لہجے میں کہا اور
گارز اور عمران دونوں مہلے گئے۔ جب کہ ڈک ان کی سائیڈ پر کھڑا
ہو گیا۔ اور ڈک کے ساتھ آنے والا آدمی جس کے ہاتھ میں ریولور تھا
دروازے کے قریب ہی رک گیا۔
گارز! تم جاؤ۔ میں نے جب سے خاص باتیں کرنی ہیں؟
ڈک نے ایک لمحہ خاموش رہنے کے بعد گارز سے مخاطب ہو کر کہا اور
گارز! میں باس۔ کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہو گیا۔
تم آپریشن روم میں ٹاسک سے جا کر ملو۔ وہ تمہیں مزید ہدایات
دے گا۔ ڈک نے کہا اور گارز سر ہلانا ہوا دروازے کی طرف
بڑھا اور پھر دروازہ کھول کر باہر نکل گیا اور دروازہ بند ہو گیا۔
باس تو جبکہ اب۔ اب تم بتاؤ کہ تم نے قیدیوں کو کس طرح
ہلاک کیا۔ ڈک نے ہنرٹ چپکے ہوئے کہا۔
میں نے انہیں گولی مار دی تھی۔ عمران نے کہا۔
جبکہ کا کیا حشر ہوا۔؟ اچانک ڈک نے کہا اور عمران
اس کی مات سنسن کر بے اختیار چونک پڑا۔
پورے نکلنے کی ضرورت نہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ تم اصل جبکہ
نہیں ہو۔ میں نے تمہاری آواز ماسٹر ٹیپ سے چیک کر لی ہے
اور حرکت بھی نہ کرنا۔ ورنہ گولی تمہاری کھوڑی میں سوراخ کرنے
گی۔ ڈک نے جبر سے ہوتے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس
کے ہاتھ میں ریولور جھکنے لگا۔

ذکی نے مٹھنے سے بچنے میں کہا۔
 اچھا تو پھر تم کی کیا بات ہے۔ گولی مارنی ہے تو مار دو۔ عمران
 نے منہ نہاتے ہوئے کہا۔

اگر میں تمہیں گولی ماننا چاہتا تو اندر داخل ہوتے ہی مار دیتا۔ تم
 سے میں سیکرٹ سروس کے سربراہ کارٹر کے متعلق معلومات چاہتا ہوں تاکہ
 میں تمہارے لئے اس عذاب کا خاتمہ کر دوں۔ اور یہ معلومات
 نہیں ہر قیمت پر بتانی پڑیں گی۔ تم کو تمہارے عزیز بھائی میں کہا۔
 ضرور بتاؤں گا۔ مجھے سیکرٹ سروس سے زیادہ دلچسپی نہیں
 ہے۔ میں تو فوری لائسنس آؤں ہوں۔ لیکن تمہیں اس کے لئے
 رقم خرچ کرنی پڑے گی۔ عمران نے بڑے مطمئن بھجے میں کہا
 اور اس نے میز پر رکھا ہوا ہاتھ آہستہ سے واپس ہٹا لیا۔
 بھواس مت کرو۔ سیدھی طرح بات کرو۔ تفصیل بتاؤ۔
 ذکی نے جھپٹے ہوئے بھجے میں کہا۔

اچھا تو میں بھواس کر رہا ہوں۔ تو پھر سفید بات ہو ہی جائے
 ازراہ بہتر ہے۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس
 نے ٹیگنٹ کرسی پر بیٹھ بیٹھے اور یہ کہ چھانگ لگائی۔ اسی لمحے
 باب وقت دو خانہ ہوتے۔ ایک ذکی کے ریلوڈ سے اور دوسرا
 دروازے کے پاس کھڑے آدمی کے ریلوڈ سے۔ لیکن عمران
 کے جسم سے ایک عجیب گولی نہ نکلا سکی۔ یہ کہ عمران ان دونوں کی ریت سے
 اوپر اٹھ چکا تھا۔

اسی لمحے عمران کے ہاتھ نے حرکت کی اور اس کے ہاتھ میں موجود

اودھ دروازے کے پاس کھڑے آدمی نے بھی ریلوڈ کا رخ عمران
 کی طرف کر دیا تھا۔ اس طرح عمران واقعی خطرناک سپریشن میں پھنس
 گیا تھا۔ اگر وہ ذکی پر حملہ کرتا تو دوسرا آدمی جو غصے سے ناکھڑا
 تھا آسانی سے اسے نشانہ بنا سکتا تھا اور اگر وہ اس طرف متوجہ ہو
 تو ذکی کا داؤد چل سکتا تھا۔ اس نے ایک طویل سانس لیا۔

بجلیک بھی نظر ہے وہیں گیا ہو گا۔ جہاں تمہاری تنظیم کے
 باقی لوگ گئے ہیں۔ اور جہاں آخر کار تم نے پہنچنا ہے۔
 عمران اس بار اپنی اصل آواز میں بولا۔ اور اس کی آواز سن کر
 ذکی بے اختیار ایک دم بوجھ ہٹ گیا۔

اؤہ! تو تم علی عمران ہو۔ مجھے حیرت ہے کہ تم زیرو۔
 کیسے پہچان گئے۔ ذکی نے غراتے ہوئے کہا۔

جو ہم ہی زیرو ہو۔ اس بے چارے نے مجھے کیا کہنا تھا۔ ویلے
 ایک بات بتا دوں کہ تمہارا یہ اؤہ پوری طرح سیکرٹ سروس اور فورس
 کے گھیرے میں ہے۔ میں نے صرف کاشن دینا ہے اور اس
 کے بعد یہاں موجود تمہارا ایک آدمی بھی زندہ نہ رہے کہ جا سکے گا اس
 لئے بہتر یہ ہے کہ تم اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کر دو۔
 عمران نے سفید بھجے میں کہا۔

یہاں میرا کوئی کچھ نہیں بچاؤ سکتا۔ اور مجھے بے حد غصہ
 ہے کہ آخر کار تم میرے قابو میں آ ہی گئے۔ بعد میں جو ہو گا دیکھا
 جلتے گا۔ اور سنو! یہ بھی نہ سمجھا کہ یہاں ہم صرف دو
 ہیں۔ دو سو آدمیوں کی آنکھیں اس کمرے پر لگی ہوئی ہیں۔

پیروری قوت سے ڈک کی لپٹ پر پڑے اور ڈک کا جسم منہ کے بل
 پڑا ہوا اس طرح اور پیچھے ہونے لگا جیسے لوہار و جھونکنے چھوکتے ہیں۔
 اور پک جھپکنے کے بعد ڈک ساکت ہو گیا۔

عمران تیزی سے دروازے کے پاس موجود آدمی کی طرف پدنا
 لیکن وہ آدمی دروازے کے پاس ہی قویع ہوا پڑا تھا وہ تمام ہوجکا تھا۔
 عمران والپس پنا اور اس نے جلدی سے ڈک کو سیدھا کیا اور اس کی
 بعض چپک کی۔ اس کی بعض تباہی تھی کہ وہ گہری بیہوشی میں ڈوب گیا
 اسی لمحے کمرے میں پشہ ہونے علیغیر ذلک تھکتی بڑھ اٹھی یہ وہی
 بلیدین تھا جس سے اس نے گارنری کی موجودگی میں ڈک سے بات
 کی تھی۔ عمران نے اچھے بھرا کر سیور اٹھا لیا۔

نیں۔ عمران نے ڈک کے بچے میں کہا۔

ہاں کس بول رہا ہوں جناب! کیدی کے اطلاع دی ہے
 کہ اس نے پہاڑی کے دائیں طرف ایک نوجوان کو چپک کیا ہے جو
 ایک پہاڑی چٹان کی اوٹ میں چھپا ہوا ہے۔ وہ شاید
 سیکرٹ سروس کا آدمی ہے۔ ایک آواز سنائی دی۔

بالکل ہوگا۔ تم الیا کرو کہ اسے زندہ پکڑ کر یہاں میرے پاس
 لے آؤ۔ اور سلوا۔ ایک دیک آپ باکس بھی اس کے ساتھ
 ہی بھیج دینا۔ میں نے اس اعلیٰ جناب سے بات چیت کر کے
 سیکرٹ سروس کے خاتمے کا ایک نیا پلان مرتب کیا ہے۔ اس
 آدمی کو ہر صورت میں زندہ رہنا چاہیے۔ اور وہ رضی وغیرہ بھی
 نہ ہو۔ ورنہ سارا پلان فیمل ہو جائے گا۔ عمران نے ڈک کے

پیروریٹ کسی گولی کی طرح اس آدمی کی پیشانی پر پڑا۔ اور وہ بڑی طرح
 چھٹا ہوا دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرا۔ پیروریٹ چھٹکنے دقت عمران نے
 ساتھ ہی فضا میں تباہی کھائی اور ڈک کی دوسری گولی اس کی پسین
 کے ساتھ قبا گر کھائی ہوئی لگی گئی۔ لیکن عمران نے ڈک کو تیرا تیرا
 کرنے کی مہلت نہ دی اور عمران کا جسم پیروری قوت سے ڈک سے
 ٹکرایا اور وہ دونوں ہی ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے گرے۔ ریڈار
 ڈک کے ہاتھوں سے نکل گیا۔

جس آدمی کی پیشانی پر پیروریٹ لگا تھا وہ دونوں ہاتھوں سے
 پکڑے بڑی طرح جھول رہا تھا۔ اس کی پیشانی سے خون کا فوارہ سا
 پھوٹ پڑا تھا۔

ڈک اور عمران ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے گرتے ہی اس طرح
 اچل کر اٹھے جیسے دونوں ہی سپرنگوں کے بنے ہوئے ہوں۔ ڈک
 کے اٹھنے ہی عمران کے پہلو میں لالت مارنی چاہی لیکن عمران پہلی
 کی تیزی سے نہ صرف ایک طرف ہٹا بلکہ اس کا جسم اتنی ہی تیزی
 سے گھوما اور دوسرے لمحے ڈک بڑی طرح چھٹا ہوا اس کے ہاتھوں
 پر اٹھتا ہوا فضا میں بلند ہوا اور پھر جیسے ہی اس کا جسم نیچے گرنے
 لگا۔ عمران کا ہاتھ ایک لمحے کے لئے اس کے گرتے ہوئے جسم کے
 نیچے چھل کر گسی چلتے ہوئے اس کے کی طرح سمٹا اور ڈک کے حلق سے
 اس قدر جھانک جرح نکلی کہ جیسے عمران کے ہاتھ نے اس کی روح بھی
 اس کے جسم سے سمیٹ لی ہو اور ڈک کا جہاد ہی جسم کسی لٹو کی طرح
 گھومتا ہوا فرس سے نکل لیا۔ اسی لمحے عمران اچھلا اور اس کے دونوں

ہیلو۔ ہیلو ٹائیگر۔ عمران کا رنگ۔ اور۔۔۔ عمران نے
 دے دے دلچسپی میں کہا۔
 ٹائیگر اندرنگ۔ اور۔۔۔ اسی سرے سے ہلکی
 سی ٹائیگر کی آواز ابھری۔

یہ عمران کا اپنا ایجاد کردہ مخصوص قسم کا جدید ترین ٹرانسمیڈ تھا جسے
 کئی صورت میں بھی چپک نہ کیا جاسکتا تھا۔

ٹائیگر ا۔۔۔ اسی تھوڑی دیر میں ایک آدمی پہاڑی میں سے
 اٹھ کر تمہارے کپس پیئنے لگا۔ وہ اپنا نام گارڈ بتانے لگا اور
 نہیں کہے گا کہ جیکب نے تمہیں اندر بلائے۔ تم اطمینان سے
 اس کے ساتھ اندر آ جاؤ۔ پھر تمہیں میک اپ باکس دیا جائے
 گا۔ وہ کہہ کر جس کمرے میں وہ تمہیں بھیجیں آ جاؤ۔ اور اینڈ آئی۔
 عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی تار کے موٹے سرے کو دوبارہ
 مروڑ کر اس نے چھوڑ دیا تو تار واپس کالرم میں گم ہو گئی۔

عمران نے آگے بڑھ کر ڈاک اور دوسرے آدمی کے ہاتھوں سے
 نکلے ہوئے ریولور سمیٹے اور دونوں کو ہاتھوں میں لے کر دروازے
 کے قریب ایک سائیڈ میں کھڑا ہو گیا۔

ڈاک اور دوسرا آدمی جس جگہ بیٹھے ہوئے تھے وہاں سے دروازہ
 کھلنے پر وہ خودی طور پر نظر نہ آ سکتے تھے۔ اس لئے عمران نے ان کی
 پوزیشنیں تبدیل کر کے کئی ضرورت نہ سمجھی تھی۔ اور وہ دونوں جہاں
 بیٹھے تھے وہیں رہنے دیتے۔

تھوڑی دیر بعد دروازے کے باہر قدموں کی آواز ابھری اور

پہلے میں بات کرتے ہوئے کہا۔
 ٹیکن سراسر۔۔۔ یہ کس طرح ممکن ہے۔ اگر آئے گزراؤ کے
 ذریعے بھی اٹھایا گیا۔ تب بھی اس کا فرضی ہونا لازمی ہے۔ ٹھیک
 نے حیرت بھرے دلچسپی میں کہا۔

بکھری عقل بھی استحال کر لیا کرو۔۔۔ تم گارڈ کو اس کے پاس
 بھیجو۔ گارڈ دوست سے اسے آواز دے کر کہے گا کہ جیکب نے
 اسے بھیجا ہے اور جیکب اسے اندر بلا رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ
 اس آدمی کو تو یہ علم نہیں کہ جیکب کو چپک کر لیا گیا ہے اس لئے
 وہ ٹرپ میں آ جائے گا۔ گارڈ اسے ساتھ لے کر اندر آئے گا
 تو تو میک اپ باکس اس کے ہاتھ میں دے کر آئے اس کمرے میں
 دھکیل دینا۔ باقی میں بیچال ٹوں گا۔ عمران نے سخت دلچسپی
 میں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

اور کسے سراسر۔۔۔ میں ایسا ہی کرتا ہوں جیسا آپ نے حکم دیا ہے۔
 اس کے جواب دیا۔ لیکن عمران کو اس کے دلچسپی میں حیرت اور
 یقین نہ آئے۔ والا غصہ نہ تھا بلکہ غور و محنت اور غماز سے یہ
 بات بھی تقریباً ناممکن کہ گارڈ کے کہنے سے وہ آدمی اطمینان سے
 اندر آ جائے گا۔ لیکن عمران نے اور منصوبہ سوچ لیا تھا۔ چنانچہ ریور
 رکھتے ہی اس نے اپنے کار کا ایک کونا چنچلی سے پکڑ کر زور سے
 کھینچا تو ایک دھٹک کر غماز باہر نکل آئی جس کے آگے کا سر و ذرا ساموٹا
 تھا۔ عمران نے اس موٹے سرے کو زور سے مروڑا اور پھر اسے منہ
 سے لگایا۔

عمران چرکنا ہو گیا۔
 دوسرے دن دروازہ ایک جھکے سے کھلا اور ٹائیگر اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک ایک باکس موجود تھا۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی دروازہ دوبارہ بند ہو گیا۔

ٹائیگر اندر داخل ہوتے ہی حیرت بھرے انداز میں گھرے کی پڑکھن دیکھنے لگا۔

جلدی کروٹا ٹائیگر ا۔ سامنے ڈک پڑا ہوا ہے۔ اس کا لباس اناکر خود پہن کر اور اپنا لباس ڈک کو پہنا دو۔ اب تم نے ڈک کی جگہ لیٹی ہے۔ اس کا جہم اور قہر وقامت تم سے ملتا ہے اس لئے جیسے ہی مجھے تمہارے متعلق اطلاع ملی۔ میں نے تمہیں یہاں بلا لیا ہے۔ جلدی کرو۔ انہیں کسی بھی لمحے گٹ پڑ سکتا ہے۔ عمران نے ایک طرف پر سے ہونے ڈک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

کیس سر۔ ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر انتہائی تیزی سے ڈک کی طرف بڑھ گیا۔ جب کہ عمران خود اس آدمی کی طرف بڑھا جس کی پیشانی چھٹ گئی تھی۔ اس نے اس کا لباس تیزی سے اتارا اور پھر اس نے اپنا لباس اناکر اس آدمی کو پہنایا اور خود اس کا لباس پہنا شروع کر دیا۔

لباس تبدیل کرنے کے بعد عمران نے ریلوے کے دستے کے وار اس آدمی کے چہرے پر انتہائی تیز رفتاری سے کرنے شروع کر دیے چند ہی لمحوں بعد اس آدمی کا چہرہ تیزی طرح مسخ ہو کر پہچانے جانے

لے قابل نہ رہا۔ تو عمران بھی بھاگا۔ پھر اس نے ایک باکس کھولا اور اس میں موجود ٹیوٹیں نکال کر اس نے پتھر تھی سے اس آدمی کا ایک ہاتھ چہرے پر کرنا شروع کر دیا۔ اس کے ہاتھ انتہائی تیزی سے پھٹنے لگے۔

چند لمحوں بعد جب عمران کے ہاتھ ٹکے تو وہ ڈک کے اس ساتھی کو رپ دھاڑ چکا تھا جواب عمران کا لباس پہننے فرش پر مسخ شدہ ہونے لگا ہوا تھا۔

ٹائیگر اس دوران لباس تبدیل کر چکا تھا اس لئے عمران نے اس کے چہرے پر ڈک کا لباس کرنا شروع کر دیا۔ ساتھ ساتھ وہ دیگر کو ڈک کی آواز۔ ابھی اور دوسری ضروری ہدایات بھی دیا جا رہا تھا جب ٹائیگر مکمل طور پر ڈک کے روپ میں آ گیا تو عمران نے اسے بڑھ کر فرش پر بیہوش پڑے ہوئے ٹوک کے چہرے پر ٹائیگر کا ایک ہاتھ کرنا شروع کر دیا۔

تھوڑی دیر بعد کوری پڑکھن ہی تبدیل ہو چکی تھی۔ ٹائیگر اب اس عین کا چیف ماس ڈک بن چکا تھا جب کہ ڈک ٹائیگر کے روپ میں بیہوش پڑا ہوا تھا۔

ہے۔ چیف باس کو میک اب باس اس طرح منگوانے کی کیا ضرورت تھی۔ کیفنی نے سلیقہ سے بل چیتے ہوئے کہا۔
 "جورکنا ہے کہ اس کی کوئی خاص پلاننگ ہو۔" "تو میں باس کی نارت کا تو علم ہے۔" وہ بڑی گہری پلاننگ کرتا ہے۔
 "میک نے اسی طرح مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "اوہ ٹامک۔" یہ موقع صرف قیاسیات کا نہیں ہے۔ تم
 ایسا کرو کہ چیف باس والے کرے کو چپک کرو۔ فوراً۔" کیفنی
 نے جواب دیا۔

مضحک ہے۔ میں چیف اس سے بات کرتا ہوں۔
اس نے جواب دیا کہ کبھی باتوں نے واقعی اس کا دل بھانپ لیا
کر دیا تھا۔

روایا تھا۔ بات نہیں۔ اگر وہ کام پر اس کمرے کو چیک کرو اور دیکھو کہ
 وہاں کیا ہو رہا ہے۔ کیا سچو شخص ہے۔ کہنی نے کہا۔
 نہیں! چیف ہاس کی اجازت کے بغیر اگر وہ کام استعمال نہیں
 ہو سکتا۔ میں ٹیلیفون پر بات کرتا ہوں۔ چھ مہینے میں موت حال
 بناؤں گا۔ ٹامسک نے کہا اور شین کا بن آت کر کے اس نے
 میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کی طرف ہاتھ بٹھایا جی تھا کہ دروازہ ایک
 دھمکے سے کھلا اور دوسرے لمحے چیف ہاس ڈک اندر داخل ہوا
 اس کے پیچھے گارن تھا اور اس سے پیچھے چیف ہاس کے ساتھ جانے
 والا مارلیو تھا جس نے کانڈے پر ایک بیڈوش آدمی کو اٹھا رکھا تھا۔
 پر وہی آدمی تھا جسے گارنر کے ذریعے ایک آپ ہاس سمیت اس کمرے

ٹاسک نے سامنے مینز پر کھی ہوئی ایک چھوٹی سی مشین کا ہاتھ دہرایا تو مشین کے کونے پر موجود سرکین روشن ہو گئی۔ اسی لمحے کچن پر کھڑی کسی شکل اُبھر آئی۔

ہیلو ہیلو ٹانگ! — یہ کیا ہو رہا ہے — ہاگزار اس آوی کو ساتھ لے کر اڑے میں آیا ہے — جبکہ چوہ ہاس نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں کسی بھی آوی کو دیکھتے ہی گولی سے اڑا دوں! —

کیٹنی کی جیڑ آواز سنائی دی —

یہ چوہ ہاس کے حکم پر ہی کیا گیا ہے — وہ اس نفی جیکب کو استعمال کر رہا ہے — اس نے اس آوی کے ہمراہ میک آپ بالکس بھی منگوایا ہے! — ٹانگ نے جواب دیا —

کیا کہہ رہے ہو میک آپ بالکس! — اوہ ٹانگ! — تمہیں کیا ہو گیا ہے — میری چوٹی جس کہہ رہی ہے کہ ضرور کوئی گڑبڑ

میں ٹاسک نے مجھ جاتا۔

بب۔ بب۔ باس ا۔ میں آپ کو فون کرنے والی ہوں
کیونکہ بے حد پریشان تھا۔ ٹوک کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر
ٹاس کے بے ٹوکھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

کیوں۔ وہ کیوں پریشان تھا۔ — خاک نے انتہا کر خست بلجے میں کہا۔

اس کی خنثی حسن نگاہ کا اعلان کر رہی تھی۔ — باس —

لیکن باس! میں نے اس لئے انکار کر دیا تھا کہ آپ اسے مداخلت نہ سمجھیں۔ ٹاسک کے ٹرے مودبانہ لئے قفس کیا۔

گازر نے کہا۔۔۔ ڈک نے ٹیڑھ کر گازر سے مخاطب ہو کر کہا۔
ہیں، اسے۔۔۔ گازر نے چونک کر مودود کو لہجہ میں لوجھا

وہ نقلی چمک تو نے کار آدمی تھا۔ وہ صرف ایک مہموبی سا

مہر و خاتمہ میں اس کا حاتمہ کر دیا ہے۔ — حسین یہ آدمی اس مہلک

نئے میرے ساتھ چلا ہے۔ — دُک نے گارڈ سے مخاطب ہو کر
 ہوتے کہا۔

ہیں ہاں! — گارنٹے ہر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔
تم کبھی تو یہ بات دے دو کہ حضرت سے زیادہ پریشانی بھی

گزشتہ پیداکردی تھی ہے۔ اس لئے وہ سب کام اطمینان سے کرے۔ اور ویسے ہی اب زیادہ نگرانی کی ضرورت نہیں رہی۔

لفظی عجیب ختم ہو چکا ہے۔ اور یہ اہم آدمی میرے ہاتھ آگیا ہے۔
میرے ہاتھ سے یہ آدمی آگیا ہے۔ یہی اہم آدمی تھا۔ دیکھ لے گا۔

”ہاں!۔ اگر آپ نہیں تو میں ہاں کہی کے پاس چلا جاؤں۔“

ادوہاں! — ٹھیک ہے — تم کہینی کے پاس چلے جاؤ۔

اگر آپ حکم دیں باس! — تو میں گارنٹو سامنے بے جاؤں؟ —

بار لیر وئے کہا۔
 اوہ ویری گئے۔ مجھے تمہاری عقلمندی پر خوشی ہوئی ہے۔

تم ایسا کرو کہ اس آدمی کو یہ نہیں لگنا دو اور خود کارنر کو ساتھ لے کر دینی کے پاس جاؤ۔ اور وہاں سے مجھ سے بات کرو۔ میں تمہیں

اور کہنی کو خصوصی ہدایات دوں گا۔ — ڈک نے کہا۔
 لیکن بائیں! — ابھی تو آپ اسے سپیشل آڈے پر لے جا رہے

تھے۔ گارز نے حیرت سے جنھنوں اُچکاتے ہوئے کہا۔
 "نہیں!۔ اب میں نے ارادہ بدل دیا ہے۔" میں اس

سے مہینے پوچھ گچھ کروں گا۔ — ٹوک مئے گرفت ہلے یس
کہا اور گارنٹ سے سر جھکا دیا۔

اٹھا کر کان سے لگایا اور پھر اس پر موجود مختلف بین پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔ تقریباً آٹھ بین پر لیں کرنے کے بعد اس نے ایک بڑا سا سرخ رنگ کا بین پر لیں کر دیا۔

ہیلو۔ ہیلو۔ ٹامسک کا لنگ۔ ٹامسک نے تیز بلجے میں کہا اور دوسرے لمحے ان آٹھوں بینوں کے اوپر سبز رنگ کے بلب جل اٹھے۔

تمام لوگ اپنے اپنے پوائنٹس چھوڑ کر مین ہال میں پہنچ جائیں۔ چیف کس مقیم خصوصی صدا بات دینا چاہتے ہیں۔ ٹامسک نے تیز نیچے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریور والپس ہک سے اٹھک دیا اور تمام بلب بجھ گئے۔

پھر اس سے پہلے کہ ٹوک کچھ کہنا اچانک میز پر بڑی ہوتی ہیں چوٹی سی عین سے سننے کی تیز آواز بجی اور اس کے ساتھ ہی اس کے کونے میں موجود سکرین روشن ہو گئی۔

ہیلو۔ ہیلو۔ ٹامسک۔ میں کیسی پول رہا ہوں۔ گورنر ہو گئی ہے۔ میں نے چیک کر لیا ہے۔ مالرو میک آپ میں ہے۔ کوئی مقامی آدمی ہے۔ تمہارے پاس کون ہے۔؟

ہی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔
 گک۔ گک۔ کیا کہہ رہے ہو۔ میرے پاس تو چیف ہیں۔
 موجود ہیں۔ ٹامسک نے نرمی طرح گھرائے ہوئے ہاتھ میں ہا۔ اسی لمحے پورے آپریشن روم میں تیز روشنی کا ایک جھلکا سا ہوا۔
 درمیان کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

دروازے کی طرف مڑ گیا۔
 جب وہ دونوں دروازے سے باہر نکل گئے تو ٹوک ٹامسک کی طرف متوجہ ہوا۔

یہاں موجود سب افراد کو باہر بھیج دو۔ میں نے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔ ٹوک نے سخت بلجے میں ٹامسک سے مخاطب ہو کر کہا اور ٹامسک نے آپریشن روم میں موجود چار مسلح افراد کو باہر جانے کا حکم دیا۔ جب وہ چاروں مسلح افراد باہر چلے گئے تو ٹوک ٹامسک کی طرف متوجہ ہوا۔

سنو۔ اس وقت یہاں کتنے افراد ہیں۔ ٹوک نے پوچھا۔
 جناب۔ ہمیں مسلح افراد موجود ہیں جو تمام پوائنٹس پر پھیلے ہوئے ہیں۔ صرف یہ چار آدمی آپریشن روم کے لئے ہیں۔ ٹامسک نے جواب دیا۔ ویسے اب اس کے بلجے میں حیرت تھی۔

ان سب کو ایک جگہ پر اکٹھا کرو۔ میں انہیں خاص ہدایت دینا چاہتا ہوں۔ لیکن زور نہیں۔ ٹوک نے کہا۔
 تو انہیں بڑے ہال میں اکٹھا کر دوں۔ لیکن۔ ٹامسک نے حیرت بھرے بلجے میں کہنا چاہا۔ لیکن پھر ہچکچا کر مڑ گیا۔

ٹھیک ہے۔ اور سنو۔ جسامیں گہر رہا ہوں ویسا ہی کرو۔ جلدی۔ ٹوک کا بلجہ بجھ گئے۔

لیس باس۔ ٹامسک نے فوراً گھرائے ہوئے بلجے میں کہا اور ساتھ ہی وہ جلدی سے بائیں طرف دیوار میں نصب ایک ٹیلیفون سیٹ جیسے آلے کی طرف بڑھا۔ اس کے اس کے ساتھ ٹامسک ریور

یہ چیف ہاں نہیں ہے۔ یہ مقامی آدمی ہے۔
 چیف ہاں وہ ہے جو کاؤچ پر بیہوش پڑا ہوا ہے اس پر
 اسی مقامی کا میک آپ کیا ہوا ہے۔ اسے گولی سے اڑا دو۔
 یہ چیف ہاں نہیں ہے۔ یہ دشمن ہے۔ کیسی اسٹے
 زور سے چیخا کہ اس کی آواز چٹ گئی۔
 ٹامسک یہ سنتے ہی بڑی طرح اچھلا۔ مگر اسی لمحے ڈک نے بڑے
 اطمینان سے اپنی ٹشٹ پر موجود اکتھ سپدھاکا اور دوسرے لمحے
 ایک زوردار دھماکا ہوا اور اس کے ساتھ ہی گولی ٹامسک کی گھڑی
 کو ٹکڑیوں میں تبدیل کر گئی اور ٹامسک کے حلق سے ہلکی سی جھنجھکی
 اور وہ کھٹے ہوئے شہتیر کی طرح دھڑام سے نیچے گرا۔
 اسی لمحے کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور دوسرے
 لمحے ایک مشین گن بردار دروازے پر نمودار ہوا اور یکھنت اس نے
 مشین گن کا فائر کھول دیا۔

ٹوک بھلی کی سی تیزی سے اپنی مگر سے اچھلا اور مشین گن کی
 گولیاں اس کے پاؤں کے نیچے سے نکل گئیں۔
 دوسرے لمحے ایک بار پھر دھماکا ہوا اور مشین گن بردار چیخا
 ہوا وہیں دروازے میں ہی ڈھیر ہو گیا۔ ٹوک کے ریلو اور
 منگلی ہوئی گولی نے اس کے سینے میں سوراخ کر دیا تھا۔ ٹوک قلمبانا
 کھاکر سپدھاکا دروازے کے پاس جا کھڑا ہوا۔
 اس مشین گن بردار کے نیچے گرے ہی دوسرا مشین گن بردار
 اچھل کر اندر داخل ہوا ہی تھا کہ ٹوک نے یکھنت فائر کھول دیا اور

وہ چیخا ہوا پہلو کے بل سائیڈ پر جا گرا۔
 اسی لمحے کمرے میں تیز سرخ روشنی کا دھارا سا پھیل گیا اور
 ٹوک کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم سے یکھنت جان سی
 نکل گئی ہو۔ وہ لمبے جان ثبت بن کر نیچے فرش پر گرا اور اس کے
 ہاتھ پیر سیدھے ہو گئے۔
 اسی لمحے دروازے میں ایک وقت دو افراد داخل ہوئے
 اور انہوں نے وائیں مائیں مشین گنوں کے فائر کھول دیئے لیکن
 پہلے برٹ کے بعد دوسرا چلانے کی انہیں بھی توفیق نہ ہوئی اور وہ
 دونوں بھی منہ کے بل فرش پر گرے اور بے حس و حرکت پڑے۔
 دروازہ اسی طرح کھلا ہوا تھا۔

کیس کی بات سنتے ہی عمران سمجھ گیا تھا کہ کبھی، ٹاسک سے کہیں زیادہ بڑھ چکا ہوگا۔ اس نے اس نے فوراً ہی پروگرام بدلا اور پھر ٹائیگر کو وہیں چھوڑ کر وہ گارنر کو ساتھ لے کر کبھی کی طرف بڑھا تاکہ پہلے کبھی کا بندوبست کر سکے۔ اُسے یقین تھا کہ ٹائیگر اس کے پیچھے صورت حال کو سمجھا لے گا۔

مارلیو! — آج میں یہ دیکھ کر حیران ہو گیا ہوں کہ چیف باس سے تم نے بڑی کھلی باتیں کی ہیں۔ گارنر نے چہلے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

تمہیں نہیں معلوم — اندر کمرے میں جب میں چیف باس کے ساتھ تھا تو میں نے اس کی نقل بنی کہ چیف باس کی جان بچانی ہے۔ اگر میں بروقت ایکشن نہ لیتا تو چیف باس ختم ہو جاتا۔ اس لئے چیف باس نے مجھے اپنا نمبر نوٹ بنا دیا ہے۔ عمران نے جواب دیا۔

اوہ اچھا! — اسی لئے تم اس طرح کی باتیں کر رہے تھے۔ واہ! مبارک ہو۔ پھر تو تم ہم سب کے ہی باس ہو گئے۔ گارنر نے زور سے کہتے ہوئے جواب دیا۔ اس کے لہجے میں ابھی سی تلمیحت تھی۔ چھوڑو گارنر! — یہ باتیں تو ہوتی ہی رہتی ہیں۔ عمران نے کہا۔

اسی لئے گارنر ایک دروازہ کھول کر دوسری طرف گیا تو وہاں پہاڑی کے اوپر والے حصے پر جا لے کے لئے ایک مصنوعی لفٹ بنی ہوئی تھی۔ وہ دونوں اس لفٹ میں جو ایک ڈبہ نامتی داخل ہوئے تو

عمران مارلیو کے میک آپ میں گارنر کو ساتھ لئے تیزی سے ایک راہداری کو اس کرتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا۔ ڈرک کے رُپ میں ٹائیگر تھا۔

ٹاسک نے جیسے ہی کبھی کے متعلق بتایا تھا کہ وہ پریشانی سے تب ہی سے عمران نے اپنا پروگرام بدل دیا تھا۔ ورنہ پہلے وہ ٹائیگر سے یہی کہہ کر آیا تھا کہ وہ ڈرک کو ساتھ لے کر اس اڈے سے پہلے باہر نکلیں گے اور پھر ڈرک کو اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا کر وہ وہیں اڈے میں آئیں گے تاکہ ڈرک محفوظ رہتا ہے۔ وہ اسے ضائع نہ کرنا چاہتا تھا۔ اس کمرے سے باہر نکلتے ہی اسے ایک طرف کھڑا گارنر نظر آ گیا تھا اس لئے عمران نے ٹائیگر کو محض جس کو ڈرک کو گشتی کی اور ٹائیگر نے بطور ڈرک گارنر کو اپنے ہمراہ لے لیا تھا۔ تاکہ کمرے کے اندر جا کر گارنر صورت حال کا اندازہ نہ کر سکے۔

سے ان دونوں کو مار گرایا۔ لیکن وہ اس لئے خاموش رہا کہ ایک تو گارزراں کا ساتھی تھا اور دوسرا یہ کہ اُسے یہ معلوم نہ تھا کہ ان دو کے علاوہ اور کتنے آدمی ہیں۔

پھر جیسے ہی ان دونوں کے منہ دیوار کی طرف ہوئے ایک آدمی نے تیزی سے آگے بڑھ کر مشین گن کی مال عمران کی کینٹی سے لگادی جبکہ دوسرے نے انتہائی چھرتی سے اس کے دونوں اہتہ پشت پر کر کے انہیں تیزی کے لحاظ سے اچھی طرح باندھ دیا۔

ٹھیک ہے۔ اب سید سے ہرجاؤ۔ دوبارہ وہی آواز سنائی دی اور عمران اور گارزراں دونوں سید سے ہر گئے۔ گارزراں کے اہتہ کھٹے ہوئے تھے۔

گارزراں! یہ دشمن کا آدمی ہے۔ اس لئے ہاس کینی کے حکم پر ایسا ہوا ہے۔ ہم چونکہ اسے چڑھانا نہ جانتے تھے اس لئے تمہارے ساتھ بھی یہ سلوک کرنا پڑا۔ مسیح شخص نے کہا اور گارزراں حیرت سے عمران کو دیکھنے لگا۔

کیا کہہ رہے ہو۔ یہ دشمن کا آدمی۔ لیکن یہ تو مارلیو ہے۔ میرے سامنے یہ چیف ہاس کے ساتھ کمرے سے باہر آیا ہے۔ اور پھر یہ بتا رہا ہے کہ چیف ہاس نے اسے تنظیم کا نثر بنا دیا ہے۔ گارزراں کے لبے میں حیرت کے ساتھ ساتھ کچھ لپٹ بھی تھی۔

چلو! ہاس کینی انتہا کر رہا ہے۔ چیف ہاس بھی نفی ثابت ہوا ہے۔ اسی مسیح شخص نے کہا اور پھر وہ عمران

گارزراں نے ایک سائڈ پر لگا ہوا ایک ہینڈل نیچے کیا تو یہ ڈبہ ٹالفاٹ آہستہ آہستہ اوپر توڑاٹھنے لگی۔ اور غلا سا نظر آ رہا تھا۔ لفٹ بہت ہی آہستہ آہستہ اوپر کو چڑھ رہی تھی۔ اور موٹے موٹے رسول کے چرخوں پر چلنے کی وجہ سے بے پناہ شور سنائی دے رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد لفٹ اوپر جا کر ٹک گئی۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور دوسرے کئے عمران اور گارزراں دونوں چونک پڑے کیونکہ دونوں کے سامنے دو آدمی ہاتھوں میں مشین گنیں لئے بڑے چوکے انداز میں کھڑے تھے اور ظاہر ہے مشین گنوں کا رخ ان دونوں کی طرف ہی تھا۔

خبردار! ہاتھ اٹھا دو۔ ورنہ۔۔۔ دروازہ کھلتے ہی دونوں مسلح اشخاص نے بڑی طرح چیختے ہوئے کہا اور عمران نے ہاتھ اٹھانے میں دیر نہ کی۔ جب کہ گارزراں کے ہاتھ آہستہ آہستہ اوپر کو اٹھے۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار نمایاں تھے۔

لگ۔ لگ۔ کیا بات ہے۔ گارزراں نے حیرت سے لبے میں کہا۔ جب کہ عمران خاموش رہا۔ وہ صرف یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ ایسی صورت حال کیوں پیدا ہوئی ہے۔ کیا کینی کو ان کی اصلیت کا علم ہو گیا ہے یا یہ صرف قتلے کی کارروائی ہے۔

اور دہر دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ۔ اور نوا۔ ذرا بھی غلط حرکت کی تو گولیوں سے جھون ڈالیں گے۔ ان میں سے ایک نے چیختے ہوئے کہا۔

عمران اور گارزراں دونوں آگے بڑھے اور دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو گئے۔ دیوار اور عمران کی جیب میں تھا اور وہ چاہتا تو آسانی

کو دھکلتے ہوئے آگے بڑھے۔ ایک دیوار کراس کر کے وہ جہاں پہنچے وہاں ایک بڑا سا کمرہ تھا۔ یہ کمرہ پہاڑی پٹانوں سے بنا ہوا تھا۔ البتہ اس کی صحت مصنوعی تھی۔ دیواروں کے ساتھ کئی مختلف قسم کی ٹیبلٹیں نصب تھیں درمیان میں ایک بڑی سی ٹین تھی۔ اس کی ساخت ایسی تھی جیسے کوئی فی وی کیمرہ ہو۔ اس کیمرہ ٹائمیں کے ساتھ ایک آدی کھڑا ہوا تھا اس کے چہرے پر خوشنیت کے آثار نمایاں تھے۔

ہوں۔ تو تم نے خاک میں کو اجنبیوں کا ٹولہ سمجھ لیا تھا مگر۔ اس آدی نے بڑے ظنن یہ لہجے میں کہا۔

ہو سکتے تھے کہ میں غلط سمجھا ہوں۔ یہ اجنبیوں کا نہیں بلکہ عقلمندوں کا ٹولہ ہو۔ لیکن کم از کم اتنا مجھے یقین ہے کہ ان میں ایک احمق ضرور موجود ہے۔ اور وہ احمق تم ہو۔

عمران نے مارلیو کے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں سنجیدگی تھی۔

مشہور! میں تمہیں احمق اور عقلمند میں فرق بتاتا ہوں۔ اس آدی نے کہا اور تیزی سے دیوار کے ساتھ لگی ہوئی ایک ٹیبلٹ کی طرف بڑھا۔ اس نے اس ٹیبلٹ کے مختلف بین دبائے تو اس پر موجود سکرین روشن ہو گئی۔ دوسرے لمحے اس پر اسی راہداری کا منظر ابھر آیا۔ جس میں سے عمران، گارنر کے ساتھ گذر کر اس ٹیبلٹ کے منظر میں پہنچا تھا۔ منظر میں عمران اور گارنر دونوں آگے بڑھ چکے تھے تو دیکھائی دے رہے تھے۔ پھر ایک جھکا سا ہوا اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر گارنر اور عمران دونوں کے چہروں کے کلاز آپ آگئے اور عمران واقعی یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ اب سکرین پر اس کا اصلی چہرہ نمایاں تھا جب کہ گارنر کا وہی چہرہ تھا۔

دیکھی تم نے اپنی اصلیت؟ اس آدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس کے مختلف بین آف کر دیئے۔ اب آپریشن روم کا منظر دکھو۔ اس آدی نے دوسری ٹیبلٹ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور پھر اس کے بین پرٹیں کرنے شروع کر دیئے۔ سکرین پر اس آپریشن روم کا منظر ابھر آیا جس میں ٹائیگر موجود تھا۔ ایک طرف کاؤچ پر ڈاک میک آپ میں بیہوش پڑا ہوا تھا۔ پھر سکرین پر تیز روشنی کا جھکا ہوا اور عمران واقعی یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ آپریشن روم میں کھڑا ٹائیگر اپنی اصل صورت میں نظر آنے لگا جب کہ کاؤچ پر پڑے ہوئے بیہوش ڈاک کا بھی اصل چہرہ نظر آ رہا تھا۔

عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ اس قسم کی جدید ترین مشینری کی یہاں تنصیب اس کے تصور میں بھی نہ تھا۔ اور پھر اس آدی نے بین آف کر دیئے۔

اب تمہیں معلوم ہو گیا کہ کون احمق ہے اور کون عقلمند؟ اس آدی نے بڑے ظنن یہ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ بالکل معلوم ہو گیا ہے۔ کم از کم میں تو احمق ثابت ہو گیا ہوں تمہارے متعلق کچھ کہہ نہیں سکتا۔ عمران نے پہلی بار اپنے اصل لہجے میں سکرانے ہوئے کہا اس کے چہرے پر اطمینان موجود تھا۔

ہلکے مارا گیا ہے۔ لیکن میں نے تمہارے آدمی کو بے بس کر دیا ہے۔ ابھی میں تمہیں لے کر آپریشن روم میں پہنچوں گا۔ پھر چیف باس کو حوش میں لایا جائے گا۔ اس کے بعد چیف باس تمہارا جو فیصلہ بھی کرے۔ اس آدمی نے کہا۔

لیکن اس سے پہلے کہ اس کی بات ختم ہوئی، اچانک کمرے کے درمیان موجود کچھ نمائین میں سے نوں نوں کی تیز آوازیں بکنے لگیں اور وہ آدمی چونک کر اس مشین کی طرف بڑھا۔ اس نے جلدی سے اس کے دو تین دبائے تو مشین پر ایک سکریں روشن ہو گئی یہ سکریں دو خانوں میں بنی ہوئی تھیں۔ اور پھر ایک خانے میں مہابی چٹانوں میں چلتے ہوئے برلیا اور خاور صاف نظر آ رہے تھے۔ اور دوسرے خانے میں لٹائی بھی حرکت کرتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ وہ تینوں شاہد عمران کی طرف سے اتنی دیر تک کاٹن نہ ملنے کی وجہ سے خود ہی حرکت میں آ گئے تھے اور ان کی اسی حاکت نے ان کا بھانڈا چھوڑ دیا تھا۔

ہوں! تو یہ تمہارے آدمی ہیں۔ یہ اب تک بے حس و حرکت ہے ہیں اس نے مشین انہیں چپک نہ کر سکی۔ خشک ہے۔ میں ان کا ابھی خاتمہ کرتا ہوں۔ اس آدمی نے تین کی سائیڈ پر گئے ہوئے ایک ہینڈل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

سٹو مشر!۔ بہتر یہی ہے کہ تم ان لوگوں کو ہلاک کرنے کی کوشش نہ کرو اور فیصلہ دو کہ پرچھوڑ دو۔ بہت سے ایسے مسائل ہیں جو دک تم سے بہتر جانتا ہے۔ عمران نے یکھنٹ

غراتے ہوئے کہا۔

مجھے حکم تو ان کے ہلاک کرنے کا ہی ملا تھا۔ لیکن تمہاری بات بھی درست ہے۔ میں انہیں یہاں بلوا لیتا ہوں۔ پھر جو فیصلہ چیف باس کرے۔ اس آدمی نے کہا اور ساتھ ہی اس نے جلدی سے مشین پر لگی ہوئی نالوں کو گھٹا اور ایڈجسٹ کرنا شروع کر دیا۔ اور پھر اس نے دو تین تین دبائے تو اوپر چھت کی طرف سے بے پناہ شور کی آواز سنائی دی۔ یوں گنگ رہا تھا جیسے اوپر چھت پر کوئی خوفناک آگہی چل رہی ہو۔

اسی لمحے عمران نے سکریں کے دونوں خانوں پر عین اس جگہ جہاں خاور، برلیا اور لٹائی موجود تھے استہائی خوفناک گرد باد پیدا کرتے دیکھا اور پھر وہ تینوں اس گرد باد کی زد میں آ کر یوں فضا میں بلند ہوئے گئے جیسے وہ حقیر تھکے ہوں۔ جنہیں آگہی اڑانے لے جا رہی ہو۔ گرد باد انہیں ساتھ لے ہوئے اوپر بلند ہوتا جا رہا تھا۔ وہ آدمی مشین کے ایک بٹن کو پریں گئے ہوئے تھا۔ اور پھر کافی لمبی ہرجا کر یکھنٹ گرد باد اور عمران کے ساتھی سکریں پر سے غائب ہو گئے۔ سکریں کے دونوں خانے اب صاف ہو گئے تھے اور چھت پر پیدا ہوئے والا شور بھی اب آہستہ آہستہ مدھم ہوتا جا رہا تھا پھر شور ختم ہو گیا اور اس آدمی نے مشین آف کرنی شروع کر دی۔

جانے۔ وہ تینوں انیس میں بیہوش پڑے ہوں گے۔ انہیں یہاں اسٹاک کرنے آؤ۔ اس آدمی نے کمرے میں موجود چھ مسلح افراد میں سے تین سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ تینوں سامنے

کے رخ موجود دروازے کی طرف بڑھے اور غائب ہو گئے۔
 "تمہارا نام کیسی ہے؟" — "عمران نے پوچھا۔
 "ہاں! — میرا نام کیسی ہے۔" — اس آدمی نے مسکراتے
 ہوئے جواب دیا۔

ڈاک کی سہائے ڈاک میں تنظیم کا سربراہ نہیں ہونا چاہئے تھا۔
 تم واقعی عقلمند آدمی ہو۔ میں دیکھ رہا تھا۔ اگر تم — آپ بیک
 بن کر بریں کر دیتے تو اب تک تمہارا حشر بھی میرے ساتھیوں
 جیسا ہو چکا ہوتا۔" — عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
 "اوہ! — تو تم اس کی کارکردگی جانتے ہو؟" — کیسی کے بچے
 میں بے پناہ حیرت تھی۔

"اس بات کو چھوڑ دو کہ میں کیا جانتا ہوں۔ اور کیا نہیں جانتا۔
 مجھے یہ بتا دو کہ آخر اس بہاؤ کی اندر اس قدر جدید ترین تنصیبات
 کس مقصد کے لئے کی گئی ہیں۔ حالانکہ ڈاک میں تو صرف
 منشیات بنگل کرنے والی تنظیم ہے۔" — عمران نے کہا۔
 "اوہ! — تو تمہیں ڈاک میں کے متعلق کچھ علم نہیں۔ ہم صرف
 منشیات ہی بنگل نہیں کرتے۔ ہم منشیات کی نئی نئی اقسام
 میزورکچر بھی کرتے ہیں۔" — کیسی نے جیتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا تو تین افراد اندر داخل ہوئے۔ ان کے
 کانپھوں پر جو لیا۔ خاور اور لغمانی لدے ہوئے تھے۔ جو لیا۔ خاور
 اور لغمانی تینوں کی ناک اور منہ سے خون مہر بہہ کر منہ کے کونوں
 اور ان کی مشوئیوں پر جم گیا تھا۔ ان کے کپڑے آدمی سے زیادہ

پھٹ گئے تھے اور چروں اور بازوؤں کی کھال جگہ جگہ سے پھٹ
 گئی تھی۔ ان کی حالت فیما فیما خاصا خراب تھی۔

"گارنر! — تم اس کرو کہ دو آدمی ساتھ لے جاؤ۔ اب تک
 ریڈ ایکس کا اثر ختم ہو گیا ہوگا۔ چیت باس شوکر دوسرے
 میک آپ میں ہے اور ان کا آدمی جو کہ چیت باس کے میک آپ
 میں ہے۔ ان دونوں کو اٹھا کر یہاں لے آؤ۔ تاکہ اگر باس
 (ایم کی موت) کا فیصلہ کرے تو میں انہیں ریکیس میں ڈال کر گرد باؤ
 کے ذریعے انہیں بہاڑی چٹانوں پر پینچا پینچا کر ختم کر دوں۔"
 کیسی نے گارنر سے مخاطب ہو کر کہا اور گارنر سر ہلاتا ہوا دروازے
 کی طرف بڑھا جدھر سے وہ عمران سمیت داخل ہوا تھا۔ وہی دو
 آدمی جو عمران اور گارنر کو ہمراہ لے آئے تھے کیسی کے اشارے
 پر ان کے پیچھے چل پڑے۔

جب ڈویلے نما لفٹ کے چلنے کی مخصوص آواز عمران کے کانوں
 میں پہنچی تو اس کے اعصاب یکجہت تن گئے۔ اب ال نے حرکت
 میں آنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

اس وقت کمرے میں کیسی کے علاوہ چار مسلح افراد موجود تھے
 جو کہ چاروں ایک دلوکار کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے۔ ان چاروں
 کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ کیسی اس کیمرو نما مشین کے پاس
 کھڑا تھا۔ جب کہ عمران اس کے سامنے ایک سائیڈ پر اس لفٹ
 والے دروازے کی طرف پشت کئے کھڑا تھا۔

اس دوران عمران کے ناخنوں میں لگے ہوئے تیز جلیڈ اپنا کام

دکھا چکے تھے۔ اس لئے عمران کے ہاتھ عملی طور پر آزاد تھے۔ لیکن سچو نشان ایسی تھی کہ عمران کو سوچنا پڑا ہوتا تھا۔ اس نے صرف سوچنے کے لئے ایک لمحہ لیا اور پھر اس نے ٹیکنٹ کیٹنی کے دائیں طرف دیکھتے ہوئے تیز پہلے میں کہا۔

”ارے یہ کون ہے؟“ عمران کے ہاتھ میں شدید جھرت تھی اور اس کا یہ پرانا داؤ کا میاب رہا۔ کیٹنی بے اختیار سائید کے بل مڑا۔ اور دیوار کے ساتھ کھڑے ہوئے وہ چاروں ملے آؤٹی کی گزریں بھی تیزی سے ادھر ہی گدو میں۔ اسی لمحے عمران اپنی جگہ سے یوں اچھلا جیسے گیند دیوار سے ٹکرا کر واپس آتی ہے اور ایک جھپکنے میں آؤٹا ہوا ایک مشین گن برادری کی سائید سے اس طرح ٹکرایا کہ مشین گن تو اس کے ہاتھ میں تھی جب کہ وہ چاروں اس طرح ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے گرے تھے جیسے ایک دوسرے کے سہارے کھڑی ہوئی ایشیں ایک طرف سے دھکا دینے سے گر جاتی ہیں اور اسی لمحے عمران نے مشین گن کا فائر کھول دیا اور تیزی سے گدومٹا ہوا کیٹنی بڑی طرح چیخا ہوا اچھلا کر فرش پر گرا۔ اور عمران کا ہاتھ اس سے بھی زیادہ تیزی سے گدومٹا اور اس کے ساتھ ہی ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے گر کر اڑھتے ہوئے وہ چاروں بھی گولیوں کی زد میں آ گئے۔

کیٹنی نیچے گر کر تیزی سے اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ گولیاں اس کی ٹانگوں پر بڑی تھیں کہ عمران چھلانگ لگا کر اس کے سر پر پہنچ گیا اور اس نے مشین گن کی نال اس کے سینے پر رکھ دی۔

”ہاں! — اب دور عقلمند آدمی! — میں نے تمہاری ٹانگوں کا نشانہ اس لئے لیا تھا کہ تم نے میرے ساتھیوں کو گروہاؤ سے ہٹا کر کے میرے دل میں ایک نرم گوشہ پیدا کر لیا تھا۔ لیکن اب فوک کے آنے سے پہلے فوراً تفصیل سے اس اوڑے میں موجود تمام تفصیلات بتا دو۔ اور سنا۔“ ہو سکتا ہے کہ میں تمہیں برکاری گواہ بنا کر تمہاری جان بچا دوں۔ اس لئے جھوٹ بولنے کی کوشش نہ کرنا۔“ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

”تت۔ تت۔ تت۔“ تم۔ تم تو بندھے ہوئے تھے۔ پھر تم نے کیسے؟“ فرش پر پڑے ہوئے کیٹنی نے پکارتے ہوئے کہا۔ ”تم مجھے اچھی ثابت کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ اس لئے یہ بھی بتاؤں کہ آئندہ کسی اچھی کو رسی سے باندھ کر مطمئن نہ ہو جایا کرنا۔ بہر حال بولو۔“ میرے پاس وقت کم ہے۔“ عمران نے تلخ لہجے میں کہا۔

”تت۔ تت۔ تت۔“ تم جیت ہاں سے پوچھ لو۔ میں نے حلف اٹھایا ہوا ہے۔“ کیٹنی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”خداک ہے۔“ چھر تمہاری ضرورت نہیں۔ اور ویسے بھی میں کسی کا حلف توڑنے کا قائل نہیں ہوں۔“ عمران نے سر دلیجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرگر دبا دیا۔ اور کیٹنی کا جسم تھوٹت نضائیاں اچھلا اور پھر دھڑام سے نیچے گرا۔ اس کا سیزر گولیوں سے چھنی ہو گیا تھا۔

عمران تیزی سے ویچھے ہٹا اور اس لفٹ والے دروازے کی

طرف بڑھ آیا۔ کیونکہ اسے لفٹ کے اوپر آنے کی آواز سنائی دینے لگی تھی۔ لفٹ اسی طرح آہستہ آہستہ اوپر کو آ رہی تھی۔

عمران دروازہ کھول کر اس جگہ آیا جہاں لفٹ کا دروازہ کھلتا تھا۔ اور پھر اس نے سائید میں موجود ایک سوئچ سے آنکھ لگا دی۔ یہ دیوار گھڑی کی تھی۔ اور اس میں سے ایک جگہ ٹوٹی ہوئی تھی۔ اس جگہ سے نیچے لفٹ کو آسانی سے دیکھا جاسکتا تھا۔ اور پھر اس نے دیکھا کہ لفٹ آدھے سے زیادہ اوپر پہنچ چکی ہے۔ لفٹ کے ڈبلے میں ٹائیگر اور ڈک ایک دوسرے کے ساتھ آپس میں پہلو پہلو پر ہل رہے ہیں۔ جب کہ گارڈز اور وہ دو سوئچ آدھی ان کے ساتھ بڑے اعلیٰان سے کھڑے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ یہ خلا صرف اتنا تھا کہ اس میں سے یا تو صرف دیکھا جاسکتا تھا۔ یا اس میں مشین گن کی نال رکھ کر فائر کیا جاسکتا تھا۔ اور ایسی صورت میں ٹائیگر کو دیکھنا نہ جاسکتا تھا۔

عمران انہیں لفٹ میں ہی ختم کرنے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ کیونکہ لفٹ اوپر پہنچنے کے بعد نظر ہرے ان دونوں کے ڈک اور ٹائیگر کو اٹھا لیا تھا۔ ایسی صورت میں انہیں گولی مارنے کا مطلب ٹائیگر اور ڈک کو سمجھی گولی مارنا تھا۔ لیکن چونکہ لفٹ مسلسل حرکت میں تھی اس لئے بغیر دیکھنے فائر کھولنے کا مطلب یہ بھی ہو سکتا تھا کہ ان تینوں کے ساتھ ساتھ ڈک اور ٹائیگر کا بھی خاتمہ ہو جاوے۔ لیکن ان تینوں کا یہ ہیں لفٹ ہی میں خاتمہ ضرور ہی تھا۔ عمران اس موقع پر ریسک نہ لیتا تھا۔ چنانچہ اس نے ایک بار پھر سوئچ

سے آنکھ لگائی اور لفٹ کی رفتار اور اس کی اونچائی اور پھر ان تینوں کھڑے ہونے آدمیوں کے ساتھ ساتھ ڈک اور ٹائیگر کی سولہ گولیوں کو جانچتا رہا۔ پھر اس نے سائید روک کر مشین گن کی نال سوئچ میں رکھی اور اسے آہستہ سے ڈرا اور پکائی اور پھر اسی طرح سائید روکے ہوئے اس نے ٹائیگر دبا دیا۔ ٹائیگر اسٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی نیچے چھین پٹنے شروع ہوئی اور عمران نے جلد ہی سے مشین گن علیحدہ کر کے دوبارہ آنکھ لگا دی اور اس کے ساتھ ہی اس نے سینے میں ٹکا ہوا سائید چھوڑ دیا۔ وہ تینوں ہی لفٹ سے غائب ہو چکے تھے۔ ان میں سے ایک کے پیرو ڈبلے کے ساتھ گر گئے ہوئے ایک لمحے کے لئے دکھائی دیتے اور پھر غائب ہو گئے۔ عمران سمجھ گیا کہ گولیاں ٹھیک لگنے پر پڑی ہیں۔ لیکن چونکہ وہ کھڑے تھے اس لئے گولیاں کھا کر وہ ڈبلے سے سائید میں گرے اور پھر پیرو ڈبلے دیوار اور ڈبلے کے درمیان چھین کر وہ گر گئے ہوئے نیچے جا کر گرے ہونے لگے۔ لفٹ اسی رفتار سے اوپر کو اٹھتی آ رہی تھی۔

عمران نے جلد ہی سے دروازہ کھولا اور پھر لفٹ کے اوپر تک آنے کا انتظار کرنے لگا۔ اس کا دل جا رہا تھا کہ لفٹ جلد ہی سے جلد اوپر پہنچ جائے۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ان تینوں کی باتیں ایک دھماکے سے نیچے گرنے پر نیچے موجود افراد صورت حال کو سمجھ گئے ہوں گے اور ہوسکتا ہے کہ وہ کوئی نئی حرکت کریں۔ اسی لمحے لفٹ اوپر پہنچ کر ڈک گئی تو عمران نے جلد ہی سے ڈک اور ٹائیگر دونوں کو بیک وقت ٹائیگر سے پکڑ کر اندر فرش پر

گھسیٹ کر ڈال دیا۔ اور ڈبے کے ساتھ لگا ہوا جینڈل دبا دیا۔ لفظ ایک بار پھر واپس نیچے چلنے لگی۔ عمران نے دروازہ بند کیا اور پھر اسی سو ران سے آٹھ لگا دی۔ لفظ کا ایک رستہ اس سو ران کی بالکل سیدھ میں تھا۔ عمران نے جلدی سے مٹین گن کی نال دوبارہ سو ران پر رکھی اور فائر کھول دیا۔ چند لمحوں بعد ایک زوردار دھماکہ ہوا اور تڑخا ہٹ کے ساتھ ہی ایسی آوازیں بلند ہوئیں جیسے لفظ کا ڈبہ ٹیڑھا ہو کر دیواروں سے ٹکراتا ہو یا نیچے جا رہا ہو۔ پھر نیچے کہیں ایک خوفناک دھماکہ ہوا۔ اور اس کے ساتھ ہی سکوت چھا گیا۔ لفظ ٹوٹ کر بے کار ہو چکی تھی۔

عمران جلدی سے بھاگا۔ اس نے ڈک کو اٹھا کر اندر کمرے میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ ڈالا اور پھر حکمران ٹائیگر کو بھی اٹھا لایا اسی لمحے اس کمرہ نما مشین میں سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلتی گئیں۔ اور عمران چونک کر اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

عمران نے جلدی سے مٹین گن کے دوسری دو بیٹن دبائے جو اس کے سامنے کہنی نے دبائے تھے اور اس کے ساتھ ہی بیٹن کی سکرین روشن ہو گئی۔ لیکن اس بار اس میں خالی موجود نہ تھے بلکہ ایک ہی سکرین تھی۔ اور پھر اس نے سکرین پر مسلح افراد کے ایک ہجوم کو دکھاتے ہوئے دیکھا۔ یہ تعداد میں تقریباً بیس کے قریب تھے عمران نے جلدی سے ایک ناب گھائی ٹرڈش کر دی۔ وہ مٹین گن کی کارکردگی کو سمجھ چکا تھا۔

چند لمحوں بعد ان بیسیوں افراد کے گرد سکرین پر ایک حلقہ سا

نمودار ہوا۔ اور عمران نے آپرنگنگ بین پر لیس کر دیا۔ اسی لمحے ان بیسیوں افراد کے گرد ایک خوفناک گرد باد پیدا ہوا۔ چھت پر پھر وہی شور مچا۔ جیسے خوفناک آندھی چل رہی ہو۔ گرد باد واقعی بہت خوفناک تھا۔ اور وہ بیس کے بیس افراد اس کے اندر پھرتے ہوئے اندر کو بلند ہوتے جا رہے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں موجود مٹین گن ٹھوٹ پکی تعین اور وہ بالکل اسی طرح گھوم رہے تھے جیسے لٹو گھومتے ہیں اور چونکہ ان کی تعداد کافی زیادہ تھی اس لئے گھومتے ہوئے وہ ایک دوسرے سے ٹکرا بھی رہے تھے۔

جب وہ کافی بلندی پر آ گئے تو عمران نے ہونٹ جھنجھٹے ہوئے آف آپرنگنگ بین پر لیس کر دیا۔ اس بین کے پر لیس ہونے ہی چھت پر آندھی کا شور یکایکت ختم ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر نظر آنے والا گرد باد بھی ختم ہو گیا۔ اور گرد باد کے اندر پھرتے ہوئے افراد نیچے پہاڑیوں پر گرتے دکھائی دیتے اور چند لمحوں بعد سکرین صاف ہو گئی۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے مٹین آف کر دی۔ واقعی یہ ایک خوفناک کلنگ مٹین تھی جس سے بچاؤ ناممکن تھا۔

ڈک ٹائیگر اور عمران کے ساتھی بدستور بہوش پڑے ہوئے تھے۔ عمران نے دائیں پیرگی ایڑی کو مخصوص انداز میں فرش پر مارا تو ٹوٹ کی ٹوئیں سے ایک چھوٹا سا کیپسول سا مابہر آگرا۔ عمران نے جھک کر اسے اٹھایا اور اس کو سائیڈ سے پر لیس کیا تو وہ دو میان سے کھل گیا۔ اس کے دو حصے ہو گئے تھے۔ عمران نے ایک حصہ کان

گھوما اور واپس پرواز کرنے لگا۔ عجیب دور آگیا ہے۔ شامش نے کی بجائے ڈانٹ سننی پڑتی ہے۔ عمران نے دونوں اہتوں سے سر ہٹا کر ایک ہنچ نما سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

خاموش رہو۔ بلیک زیرو نے پہلے سے بھی زیادہ سخت لمحے میں اسے ڈانٹ بلاتی اور عمران منہ بنا کر خاموش ہو گیا۔ لیکن اس کی شکل ایسی بن گئی تھی کہ دونوں فوجیوں کو اپنے حلق سے ابلنے والے توبہ بول کو روکنے کے لئے منہ پر ہاتھ رکھنے پڑے۔ ظاہر ہے کہ وہ سیکرٹ سروس کے چیف کے سامنے سننے کی جرأت تو نہ کر سکتے تھے۔ لیکن عمران کی شکل دیکھ کر ان کے منہ بیٹھنے کے قریب ہو رہے تھے۔ خود ہی دیر بعد بیٹنی کا پٹر ایک فوجی اڈے پر آگیا۔ اور چھڑا کیسٹو کے حکم پر ان سب ہیوش افزاد کو ایک دھچک میں ڈال دیا گیا۔

تم سٹیجنگ سنبھالو۔ بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور خود وہ اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ جو حکم میرے کالے آقا۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور دھچک کو ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دیا۔ جب دھچک فوجی اڈے سے باہر آگئی تو بلیک زیرو نے چہرے پر پڑا ہوا نقاب اٹا دیا۔ شکر ہے نقاب کشائی تو ہوئی۔ کاش! یہ نقاب کشائی سب مجبوروں کے سامنے ہو تو کتنا مزہ آتے۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

آپ نے کاش دینے میں بڑی دیر کر دی۔ میں تو بڑی طرح

طرف بلند ہو کر اس کے اندر غائب ہو گئی۔ چند لمحوں بعد نوکری دوبارہ نیچے آئی تو وہ خالی تھی۔ اس بار عمران نے غار اور غامی کو اسٹاکر ایک دوسرے کے اوپر نوکری پر رکھ دیا۔ اور پھر تیسری بار اس نے ٹائیگر کو اسٹاکر اس نوکری میں ڈالا اور آخری بار جب نوکری واپس آئی تو عمران نے ڈک کو اسٹاکر نوکری میں ڈالا اور خود بھی رسی پکڑ کر نوکری میں کھڑا ہو گیا۔

چند لمحوں بعد عمران بیٹنی کا پٹر کے اندر پہنچ چکا تھا۔ بیٹنی کا پٹر میں پائلٹ کے ساتھ بلیک زیرو موجود تھا۔ جب کہ دو اور فوجی ایک سائیڈ پر کھڑے تھے۔ وہ شاید نوکری سے آئے والوں کو اسٹاکر ایکٹ کر ایک سائیڈ پر لٹا رہے تھے۔ عمران اچھل کر نوکری سے باہر آگیا جبکہ فوجیوں نے آگے بڑھ کر ڈک کو نوکری سے نکالا اور اسے ایک طرف ڈال دیا۔

اور تو کوئی دہان نہیں ہے۔ بلیک زیرو نے اکیسٹو کے کرخت لہجے میں پوچھا۔

لاشیں پڑی ہیں جناب! لیکن حکومت کا پٹرول خرچ ہو رہا ہے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ بیٹنی کا پٹر لاشیں لادنے کا کیا فائدہ۔ عمران نے موٹا ہانہ لہجے میں کہا اور پائلٹ کے ساتھ ساتھ فوجی بھی دھیرے سے مسکرا دیئے۔

تو رشٹ آپ!۔ بھواس کی ضرورت نہیں۔ پائلٹ! واپس چلو۔ بلیک زیرو نے انتہائی سخت لہجے میں عمران کو ڈانٹنے کے ساتھ ساتھ پائلٹ کو بھی حکم دیا اور بیٹنی کا پٹر تیزی سے

گھبرا ہوا تھا۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔
 "یارا۔۔۔ وہ لیڈی بلیک صرف لیڈی بھر ہی نہ تھا۔۔۔۔۔ بلکہ
 وہ تو پاکوٹیا کی پوری قوم کو ختم کرنے پر تیار ہوا تھا۔۔۔۔۔ بڑے لمبے
 ہاتھ پھیلا رکھے تھے اس نے۔۔۔۔۔ میں تو سمجھا تھا کہ کوئی عام سا
 اڈہ ہوگا۔۔۔۔۔ لیکن وہ تو پورا ظلم سمبھڑا بنا ہوا تھا۔۔۔۔۔ عمران
 نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور وہ لیکن کو اس سرنگ پر ڈال دیا جس پر
 وائس منرل جھٹی۔

میں نے سبلی کا پڑ سے دیکھا تھا کہ وہاں پٹانوں میں کئی لاشیں
 بڑی ہوتی تھیں۔۔۔۔۔ یہ لوگ کس طرح ہلاک ہوئے۔۔۔۔۔؟
 بلیک زیرو نے پوچھا۔ اور عمران نے جب اسے مصنوعی گرواد پیدا
 کرنے اور اس کی کارروائی کی تفصیل بتائی تو بلیک زیرو کی آنکھیں
 حیرت سے جھپٹی چلی گئیں۔
 "اوہ!۔۔۔۔۔ یہ تو انتہائی خوفناک حربہ ہے۔۔۔۔۔ بلیک زیرو
 نے کہا۔

"اسی لئے تو میں نے کوشش کی کہ اڈہ صحیح سالم اچھا آجائے۔۔۔۔۔ یہ
 مصنوعی گرواد ہماری فوج کے لئے بھی ایک عمدہ ہتھیار ثابت ہو سکتا ہے
 بالکل جدید اور خوفناک۔۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اس کے
 ساتھ ہی وہ لیکن کو وائس منرل کے گیسٹ پر روک دیا۔ بلیک زیرو نے تیزی
 سے نیچے اتر کر مہاک بھول دیا اور عمران وہ لیکن لیتا گیا۔

عمران نے مخصوص انگار میں مینڈل گھا کر گیسٹ روم کا لاک
 کھولا اور پھر دروازہ کھول کر اس نے ساتھ کھڑی جولیا کو اپنے
 پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور خود گیسٹ روم میں داخل ہو گیا۔ اور جولیا
 اس کے پیچھے کمرے میں داخل ہو گئی۔

کمرے کے فرش پر ڈگ سر جھکائے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس
 کا چہرہ کس وقت اصل حالت میں تھا۔ اس کا ایک آپ صاف کر دیا
 گیا تھا۔ اس نے چونک کر عمران اور جولیا دونوں کو اندر آتے دیکھا
 اور دوسرے لمحے وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

تمہاری درخواست چیف نے منظور کر لی ہے جولیا۔۔۔۔۔ یہ
 لیڈی بھر تمہارے سامنے کھڑا ہے۔۔۔۔۔ اب تم اس کے ساتھ گیا
 سکو کرتی ہو۔۔۔۔۔ یہ تمہاری صنف کا فیصلہ ہے۔۔۔۔۔ عمران
 نے دروازے کو بند کر کے اس سے لپٹ لگا کر کھڑکے ہوئے ہوئے

ڈاک نے تیز لہجے میں کہا۔

”بہت خوب! — اب ہمیں قانون اور عدالت یاد آگئی ہے۔ جب تم جیتی جاگتی عورتوں کو قتل کر کے ان کے پیٹ میں منشیات بھرتے اور قتل کرتے تھے۔ مصنوعی گرد و باد سے لوگوں کو ہلکا کرنے تھے انتہائی خوفناک منشیات تیار کر کے انہیں جان بچانے والی دوا کی صورت میں ایک کر کے پوری دنیا میں پھیلاتے تھے۔ اس وقت قانون اور عدالت تینیں یاد نہ تھیں۔ سونو کوک! — تمہارا مقدمہ اور تمہاری عدالت اب یہی جولیاری ہے اس کا فیصلہ تمہارے لئے ختم ہوگا۔“ عمران نے کہا۔

”میں نے فیصلہ کر دیا ہے۔“ اچانک بولی لے کہا اور دوسرے لئے اس نے تیزی سے گریبان سے ریلوڈ نکالا اور اس سے پہلے کہ عمران اور ڈاک کچھ سمجھتے، اس نے ٹریگر دبا دیا۔ ہلکا سا دھماکا ہوا اور ڈاک بڑی طرح چھٹا ہوا اچھل کر نیچے گر گیا۔ جولیاری مسلسل ٹریگر دباتے چلی گئی اور گولیاں فٹرس پر ترشیتے ہوئے ڈاک کے جسم میں سوراخ کرتی گئیں اور پھر جب ریلوڈ سے ٹریگر کی آواز نکلی اسی لمحے ڈاک کے ہاتھ میں سیدھے ہو گئے۔ دھم دھم بھانپتا۔

”میں نے تو سچا بتا کر آج میں جولیاری کے داؤد دیکھوں گا تاکہ شادی کے بعد ان حروں کا ڈور کسوں میں لگاؤ۔“ عمران نے ہنسنے کہا۔

”میں اس سے اور ناپاک آدمی کے جسم کو ہاتھ لگانا بھی اپنی توہین سمجھتی ہوں۔“ جولیاری غوغائے ہوئے کہا اور واپس دروازے کی طرف بھاگ گئی۔

”مم۔ میرے تعلق تمہارا کیا خیال ہے۔“ عمران نے

سہمے ہوئے لہجے میں کہا اور دروازے سے ایک طرف ہٹ گیا۔

”ٹریشٹ اپ! — تم اس سے بھی کچھ زیادہ ہی ہو۔ لیکن گولیاں

بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

”میں اس سے اپنی صفت کو ہلکا کرنے کا ایسا بھیاںکے انتقام لوں گی کہ آئندہ کسی مرد کو یہ جرأت نہ ہوگی کہ وہ عورتوں کے ساتھ ایسا سلوک کرنے کا خیال بھی دل میں لائے۔“ جولیاری نے دانت چبیتے ہوئے جواب دیا۔

”بھڑو! — سرک جاؤ۔“ مجھے بتاؤ کہ میں یہاں کیسے پہنچاؤ۔“

ڈاک نے تیز لہجے میں کہا۔

”کیا کرونگے ساری تمہائی سُن کر۔“ مختصر طور پر اتنا سُن کر کہ تمہارا

یہاڑی والا اڈہ ہمارے قبضہ میں ہے اور اس اڈے میں موجود

ساری مشینری صحیح سالم بھی ہمارے قبضہ میں آچکی ہے۔ وہاں

سے ملنے والے کاغذات کی مدد سے دارالحکومت میں پھیلے ہوئے

تمہارے تمام اڈے اور وہاں موجود تمام مشینری اور افساد

قبضے میں لے لئے گئے ہیں۔ ڈاک میں تنظیم ممکن طور پر

نہم ہو چکی ہے۔ تم چونکہ ٹیڈی بکر ہو۔ اس لئے سیکرٹ مرد

کے چہیت اچھٹو نے جولیاری کو درخواست پر یہی فیصلہ کیا ہے کہ

تمہاری موت کسی عورت کے ہاتھوں سے ہی ہونی چاہیے۔ چنانچہ

یہ عورتوں کی نمائندہ تمہارے سامنے موجود ہے۔“ عمران

نے ہنسنے کہا۔

”تم غیر قانونی کام کر رہے ہو۔“ مجھے حکومت کے خلاف کرد

وہ مجھ پر مقدمہ چلائے گی۔ اور اس کے بعد عدالت جو بھی فیصلہ

کرے۔ مجھے قبول ہے۔ تم مجھے اس طرح نہیں مار سکتے۔“

عمران سیو منعل سے انتہائی دلچسپی منظر دیکھ کر کہا

ایڈمنسٹریشن

منظر - حکیم ایم اے

- تربت کے انتہائی دشوار گذار مہاشی جنگلوں میں عمران اور پاکیر شیا
- پکڑ مریں کا ایسا شبن جہاں ہر طرف لہریں اور نونک تڑکے جیسے کھلے جھرتے
- مارسیلا - جنگل کوئن - ایک نیا حیرت انگیز اور انتہائی دلچسپ کردار
- عمران اور سیکرٹ مریں کے ارکان بدھ جکبشوؤں کے رُپ میں جب تربت
- کے جنگلوں میں داخل ہوئے تو — انتہائی دلچسپ اور حیرت انگیز سحر آئینہ
- جولیا کو نونک جنگل میں جبراً غوا کر لیا گیا اور سیکرٹ مریں کے ارکان بے پناہ
- سرچنے کے باوجود جولیا کو تلاش نہ کر سکے — جولیا کا کیا حشر ہوا —
- مارسیلا - عمران اور سیکرٹ مریں کے ارکان اور غونک نونکوں اور
- بدھ جکبشوؤں کے درمیان ہونے والی ایک ایسی جنگ جس کا ہر طرف موت پر ختم ہوا تھا
- ہنزہ - جنگلوں کا بادشاہ - ایک نئے اور انوکھے روپ میں —
- ایک ایسا شبن جس کے کل ہونے ہی عمران نے سیکرٹ مریں کی بغاوت کر دی اور پھر
- نونک کے جنگلوں میں عمران اور جولیا دونوں کی طرح ایک دوسرے کے مقابلے پر ڈٹ گئے -
- وہ شبن کا تھا، دلچسپ حیرت انگیز تیز رفتار گیسٹن اور دشمنی خیز سپنس -

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

ختم ہو گئی ہیں — جولیا نے دانت پیستے ہوئے کہا اور چھ

تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکل گئی

• باپ رہے — اس شیرینی سے شادی تو خود کشتی کے مترادف

ہے — بچائے کب یہ گولیاں بھرے — عمران نے دو گول

ہاتھوں سے اپنے کان پکڑتے ہوئے اونچی آواز میں کہا اور اسی

لمحے کرے میں بلیک زیرو کا قہقہہ گونج اٹھا - وہ آپریشن روم میں بیٹھا

یہ سب منظر دیکھ رہا تھا

• عمران نے بلیک زیرو کا قہقہہ سُن کر اس طرح سر جھکا یا جیسے عین

پوری کر رہے ہوئے رنگے ہاتھوں پکڑا گیا ہو اور بلیک زیرو کے

دوسرے قہقہے سے تو پورا کرہ گونج اٹھا -

• بچ ہے — جب اپنے ہی اپنے نہیں تو قریب تو قہقہے

لگاتے ہی ہیں — عمران کے منہ ہلکے ہوئے کہا اور جلدی سے

دروازہ کھول کر باہر نکل گیا

ختم شد

شہرہ آفاق مصنف جناب منظر کلیم ایم اے کی عمران سیریز

اول	وٹھ پٹان	نکلی	ایپیل ایجنٹ برور
دوم	وٹھ پٹان	نکلی	ریڈ چیف
نکلی	بلیک کالار	نکلی	ڈیوٹ سرکل
نکلی	ڈیوٹ گروپ	نکلی	ٹریج فائر
اول	بیکل سیلانی	نکلی	نوارک کلب
دوم	بیکل سیلانی	نکلی	شوٹنگ پاور
اول	ایڈی سندرتا	اول	حلقہ موت
دوم	ایڈی سندرتا	دوم	حلقہ موت
نکلی	چیلنج مشن	اول	وسے ٹو ایکشن
اول	ساجان سنٹر	دوم	وسے ٹو ایکشن
دوم	ساجان سنٹر	غائب	ہارگٹ
نکلی	ریڈ پاور	نکلی	لائسنس فائیو
نکلی	ایڈی کلر	نکلی	ایجنٹ فرام پاور ہینڈ
اول	پاور ہینڈ کی تباہی	نکلی	روڈ سائیڈ سٹوری
دوم	پاور ہینڈ کی تباہی	نکلی	گریٹ فائر

یوسف برادرز، پاک گیٹ ملتان